# مطلعِ آثار

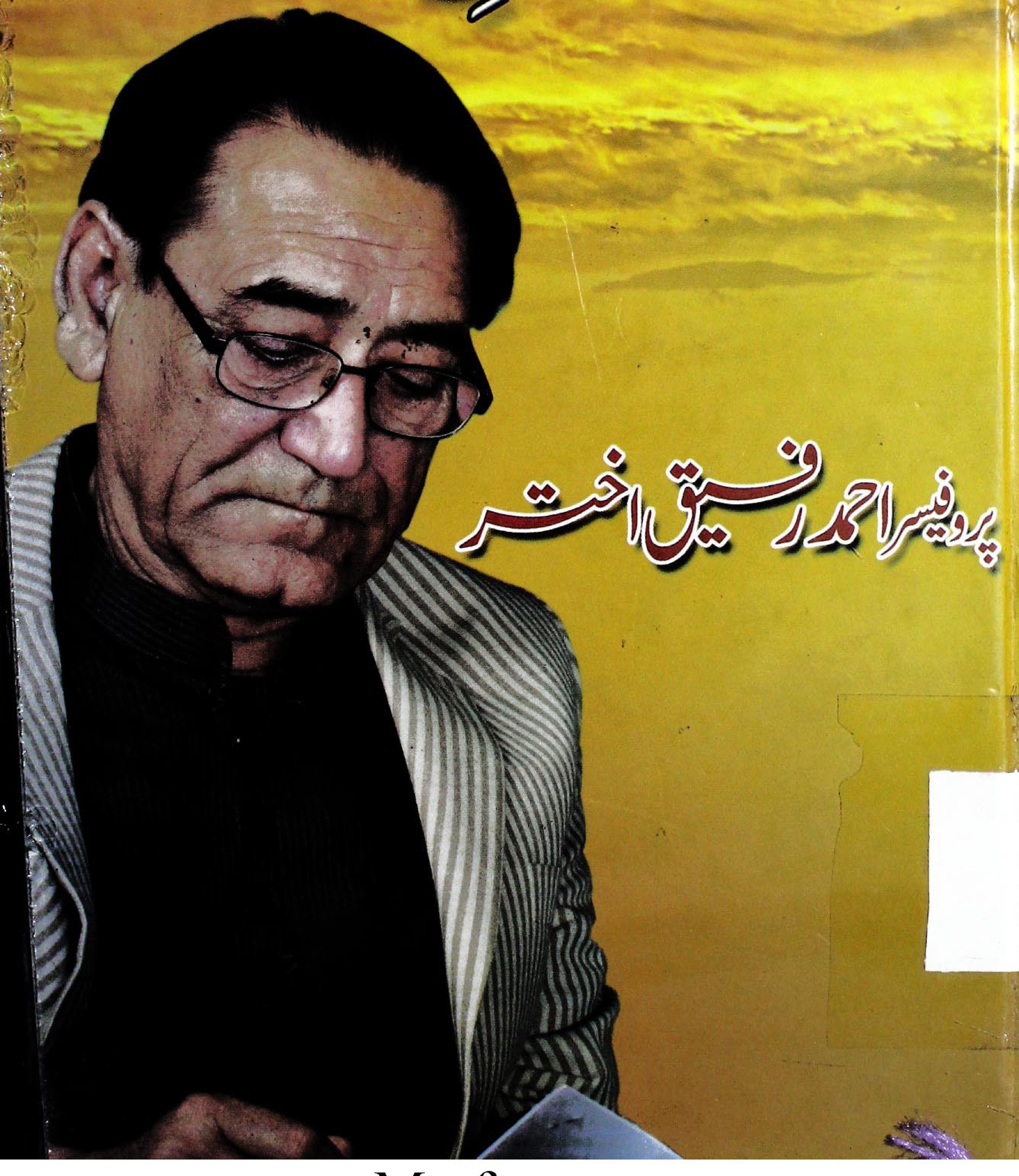

پروفیسر احمد رفیق اختر

Marfat.com

Marfat.com

# مطلعِ آثار

پروفیسر احمد رفیق اختر

سنگِ میل پبلی کیشنز، لاہور

Marfat.com

297.09
40301
114924

297.4 Ahmad Rafiq Akhtar, Prof.
Matla'a-e A'asaar/ Prof. Ahmad Rafiq Akhtar.- Lahore : Sang-e-Meel Publications, 2013.
256pp.
1. Islam - Sufism.
I. Title.

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ سنگ میل پبلی کیشنز / مصنف سے باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر کہیں بھی شائع نہیں کیا جاسکتا۔ اگر اس قسم کی کوئی بھی صورتحال ظہور پذیر ہوتی ہے تو قانونی کارروائی کا حق محفوظ ہے۔

2013ء
نیاز احمد نے
سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور
سے شائع کی۔

ISBN-10: 969-35-2662-7
ISBN-13: 978-969-35-2662-2

**Sang-e-Meel Publications**
25 Shahrah-e-Pakistan (Lower Mall), Lahore-54000 PAKISTAN
Phones: 92-423-722-0100 / 92-423-722-8143 Fax: 92-423-724-5101
http://www.sang-e-meel.com e-mail: smp@sang-e-meel.com

حاجی حنیف اینڈ سنز پرنٹرز، لاہور

Marfat.com

# انتساب

ختم ہوتے ہوئے بیمار اور متروک نظامِ حیات کے ساتھ
تازہ تر افکار اور نئے نظامِ فکر و عمل کے نام

Marfat.com

Marfat.com

# ترتیب


| | |
|---|---|
| ایک روحانی تسلسل | 7 |
| استادِ زماں | 10 |
| دعوتِ فکر | 12 |
| اللہ ترجیحِ اول | 15 |
| سوال و جواب | 42 |
| دین اور ثقافت کا رشتہ | 51 |
| سوال و جواب | 83 |
| دین اور سیاست | 95 |
| سوال و جواب | 111 |
| پاکستان کے معاشی خدوخال | 129 |
| سوال و جواب | 142 |
| مذہب، رستہ یا منزل | 147 |
| سوال و جواب | 168 |
| مقامِ اقبال | 193 |
| سوال و جواب | 221 |
| پنجاب یونیورسٹی میں ایک نشست | 231 |
| دعائیں | 254 |


Marfat.com

Marfat.com

# ایک روحانی تسلسل

اسلام آباد سے گوجر خان جاتے ہوئے یقین و بے یقینی کی ایک کیفیت مجھ پر طاری تھی۔ایک اشتیاق تھا جو کھینچے لیے جارہا تھا۔سوچوں میں گم تھا کہ ایک ایسے شخص کی محبت میسر ہوگی جس کی گفتگو کا سحر پھیلتا ہی چلا جارہا ہے۔یہ وہ زمانہ تھا جب پروفیسر صاحب ہر سال ایک اجتماع منعقد کرتے،کوئی ایک موضوع منتخب کرتے،اس پر ایک جامع خطاب کرتے،پھر یار لوگوں کے ذریعے کیسٹوں کی صورت یہ گفتگو دور دراز تک جا پہنچتی۔میں بھی بہت دور تھا،سنگلاخ پہاڑوں اور وسیع ریگستانوں کی سرزمین بلوچستان میں۔مجھ تک تو کیسٹ بھی نہ پہنچ پاتی تھی۔بس گفتگو کی شہرت تھی کہ جس نے میرے شوق کو ہوا دی تھی۔چھوٹی چھوٹی گلیوں سے ہوتے ہوئے ایک عام سا مکان جس کی سادگی مکین کے درویش ہونے کی چغلی کھا رہی تھی،کمرہ جس کا دروازہ صحن میں کھلتا تھا اس میں پرانی طرز کے صوفے اور کرسیوں کے بیچوں بیچ دو پلنگ بچھے تھے تاکہ اگر لوگ زیادہ ہوجائیں تو وہاں بیٹھ سکیں۔سامنے دیوار پر ایک بہت بڑا پورٹریٹ،ایک ایسے شخص کی تصویر جس کے چہرے کا روحانی جاہ و جلال ایسا تھا کہ تصویر کی آنکھوں میں بھی آنکھیں نہیں ڈالی جاسکتی تھیں۔متعین سے زیادہ گھنٹوں کی طویل نشست،کھانا،درمیان میں مغرب کی باجماعت نماز جسے پروفیسر صاحب نے خود پڑھایا اور گفتگو جس کا رس آج کئی سال گزرنے کے بعد بھی کانوں میں محسوس ہوتا ہے۔پتہ نہیں کیوں وہ بات کرتے تھے تو میری آنکھیں بار بار اس پورٹریٹ کی جانب اٹھ جاتیں،ایسے لگتا کہ کوئی اس تصویر میں سے نکل کر بولنے والے کے دماغ میں جا بیٹھا ہے اور وہ غیر محسوس طریقے سے وہی فقرے ادا کررہا ہے جو کسی کمپیوٹر کی طرح اس میں بھرے جارہے ہیں۔گفتگو کے دوران میرے تجسس نے چین نہ لینے دیا اور میں نے بے چین ہوکر سوال کردیا۔یہ تصویر کس کی ہے؟ ادھر سے جواب کے بجائے سوال ہوا۔آپ پہچانیں۔میرے ذہن میں جتنے

Marfat.com

نقش موجود تھے ان سب سے تو کسی سے ملتی ہی نہ تھی۔ ہم جیسے دنیا میں غرق لوگوں کا معاملہ بھی یہی ہوتا ہے کہ سارے بت اپنے ذہنوں میں وہی سجائے رکھتے ہیں جن سے اغراض وابستہ ہوتی ہیں۔

پھر جواب دیا یہ شیخ عبدالقادر جیلانی ہیں اب تک کی جتنی خیالی تصاویر میں نے ان کی دیکھیں تھیں وہ ان سے نہیں ملتی تھیں۔ میں نے پھر سوال کر دیا، یہ کہاں سے ملی۔ ایسی تصویر کسی نے نہیں بنائی، یہاں درویش کو بتانے کے بغیر چارہ نہ تھا۔ کہنے لگے میرے ادراک اور میری جستجو کا نچوڑ ہے یہاں بھی ایک صوفی کا انکسار آڑے آ گیا۔ ورنہ فقرہ تو یہ ہونا چاہیے تھا۔ جس کشف اور الہام کی حالت میں ان سے ہم کلام ہوتا ہوں وہ ایسی ہی صورت میں ہوتے ہیں لیکن یہاں تو ذات کی نفی اور منکشف رازوں کی پردہ داری ہی تو ہوتی ہے جو سالک پر لگائی جانے والی پابندیوں میں سے بنیادی اور اہم پابندی ہوتی ہے۔ سالک بھی وہ جسے گفتگو کا اذن مل جائے۔ جس کی زبان پر علوم جاری کر دیئے جائیں۔ اگر اس کی ذات میں دعویٰ آ گیا۔ اس کے لہجے میں تکبر اور اس کی گفتگو میں رازوں کا انکشاف شروع ہو گیا تو سمجھو منزل کھوئی۔ میرا یقین و بے یقینی ایمان میں بدل چکی تھی اور میں پروفیسر احمد رفیق اختر کی گفتگو کا اسیر تھا۔ وہ کوئی جادو، سحر اور شعبدہ بازی تھوڑی ہے۔ یہ کوئی مکتب کی کرامت تو نہیں کہ آدمی پر دنیا جہان کے علوم کھول دیئے جائیں۔ یہ تو بقول اقبال فیضانِ نظر ہے۔ گوجر خان کی اس محفل کے بعد سے آج تک میں ہر جگہ، ہر شہر اور ہر مقام پر اس فیضانِ نظر کے پروردہ پروفیسر احمد رفیق اختر کے فیض کا متلاشی رہا۔ ان کا خطاب جہاں کہیں بھی ہوتا۔ کوشش کرتا پچھلی نشستوں پر بیٹھ کر خاموشی سے سنوں، سوال نہ کروں، پے در پے ہونے والے سوالوں کے جواب میں ان کے منہ سے جھڑنے والے موتیوں کو دامن میں سمیٹوں اور اپنے محدود علم کی بساط کو رونق بخشوں، ان کے لیکچر کتابی شکل میں آنے لگے اور میری لائبریری کی رونق بڑھنے لگی۔

پروفیسر احمد رفیق اختر آج کے دور میں اٹھنے والے سوالوں کا جواب دینے کے لیے مامور ہیں۔ یہ اس طویل سلسلے کی کڑی ہیں جو مدینہ، کوفہ، دمشق اور بغداد میں اپنے دور میں اٹھنے والے سوالوں کے جواب دینے کے لیے ایسے لوگ منتخب ہوئے تھے جنہیں عہدِ حاضر کے علم کا مکمل ادراک ہوتا تھا۔ اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے مومن کی پہچان بتایا۔ مسجد و مدرسہ کی

Marfat.com

چٹائیوں سے خانقاہوں کے حجروں سے ہوتا ہوا یہ سلسلہ آج کے وسیع وعریض ایوانوں تک جا پہنچا ہے۔سوال مختلف ہیں،عہد اور ہے لیکن جواب اللہ کے کلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشادات اور احادیث سے۔ایک ہی مأخذ،ایک ہی علم کا سرچشمہ لیکن ہر عہد کے سوالوں کا جواب۔یہ علم مکتب کا نہیں،یہ منکشف علم ہے۔یہ جستجو اور تحقیق کا حاصل نہیں،عطا ہے اس مالکِ کائنات کی جس کا دعویٰ ہے کہ میں نے آدم کو تمام اسماء کا علم عطا کر دیا۔شرط یہ ہے کہ کوئی آدم کی صفات کا آئینہ دار تو ہو۔کوئی پروفیسر احمد رفیق اختر کی طرح عجز،انکسار اور درویشی کا مرقع تو ہو۔

اوریا مقبول جان

---

Marfat.com

# استادِ زماں

آج سے 17 سال پہلے 1995ء مَیں پہلی بار میں پروفیسر صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ مشہور شاعر افتخار عارف صاحب، پنجاب یونیورسٹی میں ہمارے دوست ہوتے تھے خورشید ندیم صاحب اور مرحوم سلیم ملک کے ساتھ، تو میرا پہلا تاثر جوان کے بارے میں تھا کہ ایک ایسا خیرہ کن علم ہے کہ آسانی سے آپ اسے سمجھ ہی نہیں سکتے، رفتہ رفتہ میں نے یہ محسوس کیا کہ ہمارا واسطہ ایک ایسے آدمی سے ہے جو اپنے زمانے کا آدمی نہیں ہے۔ ایک اعتبار سے اپنے زمانے کا آدمی ہے اور بعض اعتبار سے قدیم زمانوں کا آدمی ہے اور بعض اعتبار سے وہ اگلے ادوار کا آدمی ہے۔ اس کا علم ایسا ہے کہ اسے سمجھنے کے لیے اسی سے بات کرنا پڑے گی۔ میں ان سے ملا پھر ان سے دوستی بھی اس اعتبار سے ہوگئی۔ میں یہ مختصراً کہتا ہوں کہ اگر کوئی دنیا کو سمجھنا چاہتا ہے اور اس کی تخلیق کو جاننا چاہتا ہے، زندگی کو سمجھنا چاہتا ہو تو پروفیسر صاحب سے بہترین آپ کو کوئی نہیں بتا سکتا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ اپنی پریشانیاں لیکر ان کے پاس آتے ہیں اور وہ ان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں بتاتے ہیں۔ ہمارے لیے خیرہ کن بات یہ ہے کہ جو ان کے پاس بیٹھتا ہے یا اپنے مسائل بتاتا ہے وہ ان کو بڑے تحمل سے سمجھاتے ہیں۔ مجھے ایک بار انہوں نے کہا کہ آپ بہت بحث کرتے ہیں آپ کے سامنے کوئی ایسی چیز ہے جس سے آپ خوش ہوں۔ میں نے کہا کہ آپ کا ایک بڑا احسان ہے مجھ پر کہ مجھے آپ نے سوچنے پر مجبور کیا تو انہوں نے کہا کہ یہی اسلام ہے۔ وہ کہتے ہیں خدا انسان کی ترجیح اول ہونا چاہیے جو پوری دنیا کا خالق ہے، وہی ہے جس نے کائنات تخلیق کی اور انسان کو جنم دیا تو تلاش کا اور تحقیق کا اور صداقت کی تلاش کا مرکز و محور صرف خدا ہونا چاہیے۔ وہ کہتے ہیں قرآن خدا کا ڈیٹا ہے اسی لیے اللہ کہتا ہے کہ کوئی ایک میری کتاب میں خامی تلاش کر لے، ان کا ایک قول ہے کہ خدا ایک غلطی کر کے خدا نہیں رہے گا اور انسان سو

Marfat.com

غلطیاں کر کے بھی انسان ہی رہتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حدیث حسنِ اخلاق ہے حسنِ نیت، حسنِ عمل کا پھل ہے، نماز، روزہ، زکوٰۃ کرنے سے انسان اپنی مراد کو نہیں پہنچتا۔ بدترین جانور وہ ہے جو غور وفکر نہ کرے، انسان کو دنیا میں مشکلیں اسی لیے دی ہیں تاکہ وہ غور وفکر کرے۔ وہ ایک آیت کا حوالہ دیتے ہیں کہ ہم نے تمہیں شعور بخشا ہے اب چاہو تو میرا انکار ہی کردو یا چاہو تو شکر کرو۔ پروفیسر صاحب اس اسکول سے تعلق نہیں رکھتے جس سے محبّ بنائے جاتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ لوگ بحث کریں اور سوال اٹھائیں، اللہ کے دوست وہ ہیں جو غم اور خوف کے کبھی شکار نہیں ہوتے اور میں نے پروفیسر صاحب کو بھی غم اور خوف کا شکار ہوتے نہیں دیکھا۔ بہت خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو ان سے ملتے ہیں اور اخلاقِ عالیہ کی طرف مائل ہوتے ہیں۔

ہارون رشید

---

Marfat.com

# دعوتِ فکر

اگر میں کسی کو یہ کہوں کہ ایک شخص کسی کا نام سن کر اس کے بارے میں سب کچھ بتا دیتا ہے۔ اس کی زندگی کے نشیب و فراز، بیماریاں، مسائل، رزق، سفر وغیرہ تو کوئی بھی میرا یقین شاید نہیں کرے گا اور اگر میں یہ کہوں کہ وہ آپ کو آپ سے بھی زیادہ جانتا ہے تو مجھ پر حواس کھو بیٹھنے کا الزام بھی لگ سکتا ہے۔ یقین تو دور کی بات ہے اور اگر کوئی مجھ پر احسان کرتے ہوئے مان بھی لے تو یہ جواب دے گا کہ اس شخص کے پاس مؤکل یا جن ہوں گے جن کے ذریعے وہ ایسا علم رکھتا ہے لیکن کیا کیا جائے کہ ایسا شخص یقیناً موجود ہے کہ جس کے سامنے آپ اپنا یا کسی اور غیر موجود شخص کا نام لیں تو وہ پوری اتھارٹی کے ساتھ شخصیت کا پورا زائچہ بنا کر الفاظ کی شکل میں آپ کے سامنے پیش کر دیتا ہے اور آپ مقامِ حیرت پر کھڑے دم بخود ہو رہے ہوتے ہیں اور مزید حیرانی کی بات یہ ہے کہ یہ علم مؤکلات کے ذریعے نہیں بلکہ حروفِ مقطعات کی بنیاد پر اسے نصیب ہوا ہے۔ حروفِ مقطعات، کہ جن کے بارے میں ہمیں شروع سے بتایا جاتا ہے کہ یہ قرآن کے وہ چودہ حروف ہیں جن کا علم صرف اللہ کے پاس ہے اور پھر قرآن کی ایک ایک آیت بھی سنائی جاتی ہے کہ ان حروف پر غور و فکر کرنے سے دلوں میں ٹیڑھ (زیغ) پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ ایک نقطۂ نظر ہے لیکن دوسرا نقطۂ نظر بھی ہے کہ تاریخ میں حروفِ مقطعات کے بارے میں کئی مثالیں بھی ملتی ہیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ مقطعات کا مطلب قطع کرنا ہے۔ اللہ کے ناموں میں سے قطع کرنا، مثلاً حضرت ابنِ عباسؓ فرماتے ہیں کہ "المرٰ" الرحمٰن سے قطع کیا گیا ہے جس کا مطلب ہے میں دیکھتا ہوں، یہ حروف اللہ کے کسی نام سے بھی ماخوذ ہو سکتے ہیں۔ ابن جویرؒ کہتے ہیں کہ چونکہ اللہ نے ان حروف سے قسم کھائی ہے اس لیے یہ اللہ کے نام ہیں۔ حروف قطع کرنے کا رواج عرب کے ہاں مروج تھا ورنہ کوئی تو عرب اٹھتا اور قرآن کے اس اسٹائل پر معترض ہوتا کہ یہ الفاظ کیا ہیں لیکن ایسا نہیں ہوا، یہ بھی

Marfat.com

حقیقت ہے کہ اس طرح کے حروف پہلے بھی موجود تھے۔ نبی کریمؐ نے خود فرمایا کہ طٰہٰ، یٰسین اور حٰمٓ مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی الواح میں سے دیئے گئے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حٰمٓ قرآن کا رخسار ہیں۔ مسند اہل بیت میں درج ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ کیا بات ہے کہ کسی شخص سے کئی دفعہ ہماری نہیں بنتی، خواہ وہ کتنا ہی نیک ہو اور کئی دفعہ کسی سے ہماری بہت دوستی ہو جاتی ہے، چاہے وہ اتنا زیادہ متقی اور پرہیزگار نہ بھی ہو۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارواح کو تخلیق کیا تو کچھ کی کچھ کے ساتھ موافقت اور کچھ کی کچھ کے ساتھ مخاصمت ٹھہرا دی گئی۔ وہ روحیں زمین پر آ کر بھی اسی نظم کے تحت رہتی ہیں مثلاً جو حروف اکٹھے رکھ دیئے گئے ہیں ان میں مغائرت یا مخاصمت نہیں ہوگی مثلاً الف لام میم، ان تینوں کی آپس میں دشمنی نہیں بلکہ دوستی ہوگی جس شخص کا نام الف سے شروع ہوتا ہو اس کی 'لام' کے ساتھ اور ''میم'' کے دوستی رہے گی۔ یہ وہ بنیادی گروپ یا Basic Categories اور Adjacent Groups ہیں جن کی آپس میں محبت یا انس Affinity رہے گی۔ لیکن یہ تو بنیادی گروپس ہیں، اس کے بعد ان کے ذیلی گروپس اور Combinations کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا ہے جس پر دسترس حاصل کرنے کے لیے اتنا ہی بڑا علم اور بصیرت چاہیے اور ایک مومن ہی اسے حاصل کر سکتا ہے کہ نبی کریمؐ کی حدیث ہے کہ مومن کی فراست سے ڈرو، وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔ گزشتہ ہزار سال میں پہلی دفعہ اگر کسی نے اس علم کو مکمل سائنسی بنیادوں پر استوار کیا ہے اور ان حروف کو 'قدر' یعنی Values بھی دی ہیں جن کی بدولت وہ نام سنتے ہی کسی شخص کی زندگی کے جلی اور خفی پہلوؤں تک رسائی پا لیتا ہے، اس کی زندگی کے نشیب و فراز اس کے سامنے کھل جاتے ہیں اور جو یہ علم الاسماء اپنی تشہیر یا طمانیتِ نفس کے لیے نہیں بلکہ اسمائے ربانی دینے کے لیے کرتا ہے، وہ گوجر خان کے قصبے کی تنگ و تاریک گلیوں میں ایک چھوٹے سے مکان میں رہتا ہے۔ اہلِ علم و فکر سے میری درخواست بھی ہے اور دعوت بھی کہ اس علم پر مزید تحقیق اور جستجو کی جائے اور اسے سمجھنے کی کوشش کی جائے کہ یہ علم تمام علوم کی کنجی ہے کیونکہ اس کی بنیاد قرآن ہے اور قرآن تمام علوم کا منبع ہے۔ علم کا کوئی پیاسا قصد کرے اور پوچھے پروفیسر احمد رفیق اختر سے۔

اسرار احمد کسانہ (بشکریہ نوائے وقت)

---------------

Marfat.com

Marfat.com

# اللہ ترجیح اول

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ

مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ

مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ

مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا

نَّصِیْرًا O

(سورۃ الاسراء آیت نمبر:80)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ

عَمَّا یَصِفُوْنَ O

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ O

وَالْحَمْدُ

لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O

(سورۃ الصّٰفّٰت) آیت نمبر:180-182)

Marfat.com

Marfat.com

ایک سوال مدتوں پریشان کرتا رہا کہ علم کسے کہوں؟ عقل کسے کہوں؟اور دونوں کا آپس میں کیا رابطہ ہوسکتا ہے۔ کیا انسانی زندگی جانور سے مماثلت نہیں رکھتی؟ آپ چاہے Intellectual ہوں چاہے دنیا کے سب سے پاورفل انسان ہوں۔ اگر روٹین دیکھی جائے تو آپ یہ تو کہہ سکتے ہیں کہ آپ نے جانوروں سے بہتر گفتگو کی، اُس سے بہتر خیال چنا، اس سے بہتر پہنا، اس سے بہتر کھایا۔ مگر اس روٹین کو اول وآخر دیکھا جائے تو ایسا لگتا ہے وہ (جانور) بھی پیدا ہوا ہم بھی پیدا ہوئے۔ وہ بھی مر گیا، ہم بھی مر گئے۔ In between کوئی ایسی چیز نظر نہیں آتی۔ شاید یہ علم وعقل یہ دانش ہم نے اپنے شعورِ ذات کو زیب وزینت دینے کے لیے چنے۔ تو سب سے پہلا سوال جو میرے ذہن میں اٹھتا ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ ہر ذہن میں اٹھنا چاہیے کہ میں کیوں پیدا ہوا؟ میں نے زندگی کیوں گزاری؟ میرا مقصدِ حیات کیا ہے؟ یہ سوال بہت Discuss بھی ہوا۔ مگر کیا یہ مناسب نہیں لگتا کہ اپنی طویل یا مختصر زندگی کو شروع کرنے سے پہلے یہ فیصلہ ہو جائے کہ میں کس لیے پیدا ہوا ہوں اور میرا انجام کار کیا ہے؟ میں جو مختصر سے وقفے کے لیے اس دنیا میں آیا ہوں۔ اگر آپ اس بے شمار Galaxial life کو دیکھیں جہاں گنتی کے سارے حساب ختم ہو جاتے ہیں۔ اتنی دوریاں، اتنی مسافتیں ہیں کائنات میں کہ ہم اپنی اس مختصر سی زندگی کو (کسی شمار میں نہیں پاتے) چاہے کوئی مذہبی ہو یا سائنسدان ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہوا کہ "تمہاری دنیا کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے کسی بہت بڑے جنگل میں چھلا پھینک دیا ہو۔"

جیمز جین نے کہا کہ "اگر ساری دنیا کے ریگستان جمع کر لیے جائیں تو اس میں ایک ذرّہ شاید آپ کی دنیا بھی ہے۔"

اتنی بڑی کائنات میں جہاں ارب ہا Galaxial life ہو۔ جہاں کی وسعتیں ہماری ذہنی تکمیل کو رسوا کر دیتی ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہم اتفاقاً پیدا ہو گئے؟ ہم حادثتاً پیدا

Marfat.com

ہو گئے۔ کچھ امینو ایسڈز اور کچھ گیسز کے اتصال سے پہلا لائف سیل Create ہو گیا؟ اگر آپ سائنس پہ جائیں تو ہر سوال جو ہے وہ ایک ہی جملے پہ ختم ہوتا ہے۔

Par accident we were created into this world? There is

no exact answer. اور زیادہ سے زیادہ یہ ہوگا کہ ہم آخری سوال کو چاہے بادام ہو، اخروٹ ہو چاہے انسانی زندگی ہو یا جانور کی ہو بالآخر ایک سوالیہ نشان بنالیں گے کہ شاید حادثتاً یہ زندگی پیدا ہوئی، حادثتاً اس زندگی نے فروغ پایا، حادثتاً Genders جدا ہوئے، حادثتاً ہر پھل کو ذائقہ ملا۔ حادثتاً ہی حادثے ہی حادثے ہوتے رہے۔ اگر آپ ان کو جمع کریں تو احساس ہوگا کہ عقلی وقوع پذیر ہونے والے کم ہیں اور حادثے زیادہ ہوئے۔ تو It is absolutely undeniable fact کہ انسان نے بے پناہ محنت کے باوجود ایک چانس نہیں لیا۔ ایک بہت بڑے اینتھر وپالوجسٹ سے میری ایک دفعہ گفتگو ہو رہی تھی تو میں نے ان سے پوچھا تھا کہ کیا یہ حادثہ ہے کہ پہلا Homo sapiens خدا پرست تھا؟ کیا یہ حادثہ ہے کہ بقول فادر اسمتھ کے جو بابائے اینتھر وپالوجی ہیں کہ پہلا انسان جو تھا وہ خدا پرست تھا؟ کیا یہ بھی حادثہ ہے کہ وہ خدا پرست خدائے واحد کی پرستش کرتا تھا؟ یہ کیسے حادثات واقع ہو سکتے ہیں؟ اور اگر یہ سچائیاں ہیں آپ کی تحقیق کی تو آپ یہ آپشن کیوں نہیں لیتے ہو کہ شاید یہ حادثہ نہ ہو۔ شاید مخلوق کسی کی توجہ سے کسی کے کرم سے پیدا ہوئی ہو۔ دوسری طرف ایک بڑی مکمل و مثبت اور ایک بڑی پاورفل اتھارٹی ہمیں بتاتی ہے You ara not self created۔ دوسری طرف ایک ذات خود اعلان کرتے ہوئے ہمیں بتاتی ہے کہ بھائی جب تم خود اس نتیجے پر پہنچ گئے ہو کہ There can be no spontaneous growth on earth. ایسی کوئی چیز نہیں جو بغیر Cause اور Effect کے پیدا ہوئی ہو تو پھر تم کیسے بغیر کسی وجہ کے پیدا ہو گئے؟ کیسے تم اپنی زندگی کی ابتدا کو اور اس کائنات کی ابتدا کو حادثہ قرار دے سکتے ہو۔ وہ کلیم کر رہا ہے !It's Me میں ربِ کائنات! میں خدا! میں مالک! تو آپ چانس کیوں نہیں لیتے ہو؟ کیوں نہیں اپنی کتابوں میں اور تحقیق کی کتابوں میں آپ یہ بات کہتے ہو کہ There is possibility, there is a probability امکان موجود ہے کہ کسی نے ہمیں بنایا ہو تخلیق کیا ہو۔ کسی نے زمین بنائی ہو آسمان

Marfat.com

بنایا ہو۔تو اُس اینتھر وپالوجسٹ نے بڑی معصومیت سے کہا کہ آپشن تو موجود ہے But we I don't have proofs. انہی Proofs کی تلاش میں یہ انسان کچھ اور آگے جائے گا۔ یہ سرگرداں ہے۔ مگر خدا کی طرف سے ہر چیز اتنی آسان ہے، سمجھنا آسان ہے۔ کائنات سمجھنا آسان ہے، زندگی سمجھنا آسان ہے، اس کا Origin سمجھنا آسان ہے۔ اس کی Progress سمجھنا آسان ہے، اس کا دورانِ زندگی سمجھنا آسان ہے، اس کی مدتِ قیام سمجھنا آسان ہے، اس کا انجام سمجھنا آسان ہے۔ ایک وہ ہے کہ جس نے اول و آخر آپ کی داستان مرتب کر کے قصہ ختم کر دیا ہوا ہے۔ ایک ہم ہیں کہ اسی دورانِ حیات سے سفر کرتے چلے جا رہے ہیں۔ تو کسی مغربی کا سمالوجسٹ نے بڑی خوبصورت بات کہی تھی۔ اس نے کہا "لوگوں کا خیال ہے کہ خدا ایک ایسا مصنف تھا کہ جس نے کتابِ زندگی کا پہلا Chapter لکھ کر سب کچھ آپ پر چھوڑ دیا ہے کہ باقی کتاب آپ خود مکمل کرلو۔" وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ جس نے پہلا حروف لکھا ہے، جس نے پہلا Chapter لکھا ہے، اسی نے آخری Chapter لکھنا ہے بلکہ وہ تو لکھ بیٹھا ہے

"اِذَا زُلۡزِلَتِ الۡاَرۡضُ زِلۡزَالَهَا O وَاَخۡرَجَتِ الۡاَرۡضُ اَثۡقَالَهَا O وَقَالَ الۡاِنۡسَانُ مَا لَهَا O" (الزلزال:3-1) جتنے بھی کائنات کے انجام ہیں وہ آپ کو کتابِ حکیم میں لکھ کر دے بیٹھا ہے۔ مگر بیچ میں کچھ Intellectual capacity آجاتی ہے، کچھ خود پسندی کے آثار آجاتے ہیں، کچھ خود نظری آجاتی ہے، کچھ Narcissism develop ہو جاتے ہیں، کچھ Human exhibition آجاتی ہے، کہیں Intellectual narcissism اتنا شدید ہے کہ جس کو دو لفظ پڑھنے آجائیں، جس کو اندازِ زندگی آگیا، جس کو Waldo کی تصویر پڑھنی آجائے، Picasso کا اسٹائل سمجھ میں آجائے وہ اپنے آپ کو انوکھا سمجھنے لگتا ہے۔ جس کو ایک شعر لکھنے کی Capacity مل جائے وہ زمانے بھر سے منہ اٹھائے ایسے چلتا ہے جیسے اس کی اجنبیت باقی انسانوں پر قائم ہوگئی ہے۔ یہ نزہتِ خیال کے رنگ، یہ خود پسندیدگی ہی اول دن سے انسان کی میراث ہے۔ اور اسی میراث نے اسے تکبرات اور نازِ ذات کے ایسے خیالات میں الجھا دیا کہ اپنے سوا کسی کو ماننے سے انکار کر دیتا ہے۔

خواتین و حضرات! دوسری بدقسمتی یہ ہوئی کہ اس نے تاک جھانک کی۔ کائنات دیکھی

Marfat.com

جب دہلیز سے آگے بڑھا۔ چاند دیکھا سورج دیکھا اس کو گمان یہ ہوا کہ میرے سوا تو کوئی مخلوق ہے ہی نہیں۔ اور میں ہی ایک ایسی مخلوق ہوں جو باقی تمام تر اقدار کی مخلوقات سے بہتر اور بڑا معتبر ہوں۔ اس کی خود پسندی میں مزید اضافہ ہوا۔ اس کی جاہلانہ سرکشی کبھی نمرود و فرعون تک چلی گئی اور کبھی کبھی خدا کے انکار کو اتنا مائل ہو گیا کہ ایک عرصہ گزرا کہ زمانہ آہستہ آہستہ اس انکار کو بڑھ رہا ہے جہاں خدا کے وجود کی دلیل اسے مہیا نہ ہو۔ پانچ تھیسز آئے۔ مارکسین فلاسفی آئی جہاں مذہب کو افیون قرار دیا گیا۔ سمینٹکس آئے جہاں مذہب کو لفظِ خدا کو محض لفاظی قرار دیا گیا۔ Logical positivists آئے جنہوں نے کہا کہ خدا کے بارے میں کوئی ڈیٹا نہیں ہے اور جس چیز کا ڈیٹا نہیں ہے وہ Non-sense ہے۔ Skeptics آئے جنہوں نے ہر چیز پہ شبہ کرنا اپنی زندگی کی میراث سمجھ لیا اور انہوں نے انکارِ خداوند کے دلائل جمع کرنے شروع کر دیئے۔ مگر ان میں سے کوئی بھی اسپیشلسٹ نہیں تھا۔ ذرا غور کیجیے سائنس کی ایک ہلکی سی دریافت کیسے ہوتی ہے؟ بیچارہ Alexander Fleming بارہ سال ایک کلچر پلیٹ پر حماقتیں کرتا رہا تا آنکہ حادثتاً Again ایک ڈبل روٹی کا ٹکڑا کسی بڑھیا کی کھڑکی سے اُڑ کر آیا اور اس کی کلچر پلیٹ پر گرا اور اس کے تمام جرثوموں کو مار کے پینسلین کی ایجاد اس کے ذمے لگا دی۔ کہیں ایک پودے سے ٹوٹا ہوا ایک قطرہ Amazon کے جنگلوں میں سے آ کے مائیسین دے گیا، اتفاقاً اور حادثتاً۔ اتفاق سے نیوٹن نے بیٹھے بیٹھے، آپ اسے Intuition کہہ لو آپ اسے کچھ بھی کہہ لو مگر اتفاق سے ایک سیب کے گرنے نے اسے زندگی و کائنات کا ایک بہت بڑا اصول بخش دیا۔ مگر خواتین و حضرات ان میں سے کوئی شخص بھی ایسا نہیں تھا جس کے بارے میں آپ کہہ سکو کہ اس نے 20 برس اللہ کی تحقیق کو دیئے۔ اگر دے دیتا تو انسان پر بہت بڑا احسان ہوتا۔ کوئی ہیگل کوئی برگسان کوئی نیٹشے کوئی فیٹشے ایسا نہیں تھا کہ جس نے زندگی کو مخصوص اقدار سے دیکھا ہو اور زندگی گزارنے سے پہلے یہ فیصلہ کرنا چاہا ہو کہ خدا ہے کہ خدا نہیں ہے۔ جب بھی انسان سوچتا ہے اپنے بارے میں، زندگی گزارنے کے بارے میں تو دو بڑے سوالات سے آشنا ہوتا ہے۔ میں غلام ہوں کہ میں آزاد ہوں؟ پہلا سوال یہ ہے کہ میں آزاد ہوں یا میں غلام ہوں؟ کیا میں نے زندگی اپنی مرضی کے مطابق گزاری ہے یا مجھے کوئی Direct کرنے والا، Force کرنے والا، Guide کرنے

Marfat.com

والا، منع کرنے والا ہے کہ نہیں؟ اگر خدا ہے تو میں آزاد نہیں ہوں اور اگر خدا نہیں ہے تو میں آزاد ہوں۔ بھلا حضرتِ انسان قسم کھا کر بتایئے کہ کون شخص ہے جو زمین پہ آزاد رہنا پسند نہیں کرے گا؟ کون اپنی ذاتیات میں ایک بے نام خوف کو شامل کرنا چاہے گا؟ کون اپنی ایک آزادانہ فطرت میں خدا کے احکام کی مداخلت چاہے گا؟ ایک مفروضہ خدا کو کون عقلمند آدمی اپنی زندگی کا حصہ بنانا چاہے گا؟ یہ وہ سوال ہے کہ جس کو شروع سے ہی عقل کو اٹھانا چاہیے۔ انجام کار یا بہت آگے جا کے آپ تاسف سے حسرت سے Nostalgic feelings سے خدا کو تلاش نہیں کر سکتے۔ یہ وہ بات ہے جسے ابتدائے حیات میں بڑا Clear ہونا چاہیے کہ ہم نے زندگی کیوں گزارنی ہے؟ کن کے لیے گزارنی ہے؟ کس کے سہارے گزارنی ہے؟ ہم نے زندگی خود گزارنی ہے یا کسی کے کہے پہ گزارنی ہے؟ یہ وہ سوال ہے جو انسان کو خدا کی طرف Lead کرتا ہے مگر اس سوال کو ہم زندگی میں کبھی بھی Priority نہیں دیتے۔ یہ وہ سوال ہے کہ جس کو ہم سب سے آخر میں حل کرنے کی کوشش کرتے ہے۔ 60-50 سال کی زندگی میں جب ہمارے اندر زندگی کا سارا شعور ختم ہو گیا ہوتا ہے زندگی وہ تمام قدرت ہم سے چھین لیتی ہے جب ہم ارذل عمر کو لپک رہے ہوتے ہیں۔ Sans teeth, Sans eyes, Sans tatste Sans everything. جب دانت نہیں رہے، کان نہیں رہے، سماعت نہیں رہی، بصارت نہیں رہی بڑے میاں اب لوٹا اور مصلیٰ لے کر اللہ کی تلاش میں نکل پڑے۔ یہ بہت بڑا مذاق ہے زندگی کے ساتھ۔ یہ بڑی حسرت آلود کہانی ہے۔ اسی لیے شاید آسمان پر بھی اللہ اسی حسرت کی بات کرتا ہے۔ کہتا ہے ''یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ'' (یٰس:30) کہ اے لوگو! تم پہ حسرت ہے۔ تھوڑی سی داستان اگر میں شروع کروں۔ آپ کو یہ بتاؤں کہ جس مصیبت میں آپ پڑے ہوتے ہو عموماً خدا کو آپ نے گناہ وثواب کے ریفرنس سے دیکھا ہوتا ہے۔ You don't very much bother about Him. مگر گناہ اور Guilt کا کانسیپٹ آپ کی زندگیوں میں ایک خوفناک تاثر پھیلاتا ہے خدا محض خوف کی حیثیت پہ ہے۔ اس طرح تو بہت سارے خوف ہیں۔ انجانے خوف ہیں۔ جنات کے ہیں۔ بھوتوں کے ہیں۔ جادوگروں کے ہیں جو انسان کے آسیب کا حصہ ہے۔ کیا خدا بھی آپ کے آسیب زدہ ذہن کا ایک حصہ ہے یا واقعی ایسی کوئی Existence ہے جس کو آپ ایسی خوف و وحشت سے اوپر جا کر اعتماد

Marfat.com

کے ساتھ اپنی زندگی کا ایک مکمل راہنما مان سکیں؟ کیا ہے کاروانِ حیاتِ انسان کا ایک مختصر سا آغاز؟ اگر میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیکھوں تو میں یہ سوچ سکتا ہوں کہ خدا اور انسان کا ابتدائی تعلق تو بہت ہی ہلکا پھلکا سا ہے۔ خدا تھا۔ انسان تھا۔ شیطان تھا۔ خطا ہوئی۔ سب سے پہلا کام کوئی معتبر کام انسان نے کیا ہے تو خدا کے حضور خطا کا ہے۔ اللہ نے ایک کام سے منع کیا۔ حضرت نے اسے کرنا چاہا اور پھر کیا۔ سب سے پہلا کام انسان کا خطا کرنا تھا، سب سے پہلا کام جو خدا نے انسان کے بارے میں کیا وہ معاف کرنا تھا۔ تو داستانِ حیات تو خطا اور معافی کے درمیان ہی رہ جاتی ہے۔ تیسری تو کوئی بات ہی نہیں ہوئی انسان کی ابتدا میں۔ گناہ کا جو تصور ہے اگر آپ اس کو قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھیں تو افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہم زندگیاں تاسفات میں برباد کر دیتے ہیں۔ گناہ کے خیال اور لذتِ گناہ میں۔ اور خوف ایک ایسی چیز ہے جو بار بار آپ پر لوٹ آتا ہے۔ ترمذی کی ایک حدیث ہے اور حدیثِ قدسی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا ''اے آدم کے بیٹے! اگر تو گناہ کرتا ہے اور پھر خدا سے معافی طلب کرتا ہے تو خدا کہتا ہے کہ اگر تو مجھے جانتا ہے کہ میں معاف کرنے والا ہوں اگر تیرے گناہ اتنے زیادہ بھی ہو گئے کہ تمام زمین میں وہ سما گئے اور اگر تیرے گناہ اتنے ہو گئے کہ وہ آسمان کی بلندیاں بھی چھو گئے تو اگر تو نے مجھ سے معافی مانگی تو میں معاف کروں گا۔'' ترمذی کی حدیث ہے۔

پھر بخاری و مسلم کی حدیث ہے کہ وہ شخص کہ جب ملائکہ کو اللہ نے کہا اس شخص نے جس نے گناہ کیا اس نے مجھ سے معافی مانگ لی کیا اس کو پتہ ہے کہ کوئی خدا موجود ہے کہ جو اس کو معاف کرنے والا ہے؟ ملائکہ نے عرض کیا ''اے پاک پروردگارِ عالم! اس کو پتہ ہے کہ تو معاف کرنے والا ہے۔ تو پروردگار نے فرمایا کہ اچھا اس سے کہہ دے کہ میں نے معاف کیا۔ پھر کچھ عرصہ وہ گناہ سے رکا۔ پھر کچھ عرصہ بعد اس نے گناہ کیا پھر معافی مانگی۔ تو خدا نے ملائکہ سے پوچھا اس کو پتہ ہے کہ کوئی خدا ہے کہ جس نے اس کو معاف کرنا ہے؟ تو ملائکہ نے عرض کی کہ اے پروردگار اسے معلوم ہے کہ کوئی خدا ہے جس نے اسے معاف کرنا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ میں نے اسے پھر معاف کیا۔ پھر کچھ عرصہ گزر گیا جبلت نے مجبور کیا پھر خطا کی۔ جب پھر خطا کی پھر معافی مانگی تو اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے ملائکہ قدس! دیکھو اس کو ہر مرتبہ پتہ ہوتا ہے کہ میں خطا

Marfat.com

کرنے والا ہوں اور ہر مرتبہ اس کو پتہ ہوتا ہے کہ بخشنے والا میرا خدا موجود ہے تو اسے بتادو کہ یہ جتنے مرضی گناہ کرلے میں اسے معاف کروں گا۔''

خواتین وحضرات! وہ کون ساElement ہے؟ کیا یہ صرف حدیث ہے؟ نہیں! فرمایا پروردگارِ عالم نے ''قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ'' میرے بندوں کو کہہ دو کہ تم نے بڑا اسراف کیا ہے۔ خواتین وحضرات! گناہ تو وہ کہتا ہی نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ تم نے صلاحیتوں کو غلط خرچ کردیا ہے۔ تمہیں میں نے کچھ قوتیں دی تھیں، کچھ برکتیں دی تھیں اچھے کاموں کے لیے، مناسب کاموں کے لیے، اپنے کاموں کے لیے۔ تم نے زیادہ خرچ کردیا۔ فضول کاموں میں خرچ کردیا ''قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِهِمْ'' تم نے اسراف کیا۔۔۔'' خواتین وحضرات! اسراف کے بارے میں بہت برائیاں آپ نے سنی ہوں گی مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''لَا خَیْرَ فِی الْاِسْرَافِ'' اسراف میں کوئی خیر نہیں۔ مگر ''اِسْرَافٌ فِی الْخَیْرِ'' خیر میں کوئی اسراف نہیں۔'' اسراف میں کوئی خیر نہیں مگر اگر خیر کا کام کر رہے ہو تو اس میں کوئی اسراف نہیں۔ حضرتِ انسان کو جو صلاحیتیں خداوند کریم نے دی ہیں اگر وہ غلط کرے گا آپ اسے گناہ کہو گے مگر Technicaltty God will be speaking that you are a very spendthrift person. میں نے یہ قوت یہ طاقت یہ غور وفکر کی صلاحیتیں تمہیں کسی بڑے اور بہترین کام کے لیے دی تھیں۔ مگر تم نے انہیں بے جا خرچ کیا۔ تم دولتوں کے ڈھنگ میں پڑ گئے۔ تم نے اپنے آباؤ اجداد کے لیے انکار کی روش اپنائی۔ تم نے اقتدار اور وجاہت طلبی کے لیے ان ساری چیزوں کو خرچ کردیا۔ تم نے اپنی ذات کی خاطر خرچ کردیا۔ تم نے اس مقصد کو دیکھا ہی نہیں ''مُسْتَقَرٌّ وَّمَتَاعٌ اِلٰی حِیْنٍ'' (البقرہ: 36) تمہیں تھوڑے سے وقفے کے لیے زمین پہ بھیجا گیا تھا۔ اذیت کے لیے نہیں بھیجا گیا تھا، اداسیوں کے لیے نہیں بھیجا گیا تھا۔ Right use of the right faculty of mind کے لیے بھیجا گیا تھا۔ تم نے اتنا اسراف برتا۔ فضول خرچیوں میں کھو گئے۔ جب موسم آ گیا۔ جب ویرانیاں چھا گئیں۔ عمر ڈھل گئی۔ مقامِ زندگی تمام ہوئے۔ مراجعت شروع ہوئی۔ تمہارے پاس تھا ہی کچھ نہیں خرچ کرنے کے لیے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ تمہارے پاس خرچ کرنے کو تھا ہی کچھ نہیں۔ خالی ہاتھ واپس

Marfat.com

جارہے تھے تم۔ یہ تمہاری زبردستی اپنے ساتھ ہے میرے ساتھ نہیں۔ ''قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ'' تم نے بہت اپنے اوپر زیادتیاں کیں۔ بڑا اسراف کیا مگر آخری حماقت نہ کر بیٹھنا۔ خواتین و حضرات! توجہ طلب بات یہ ہے تمام زندگی کے گناہ اسی لفظ اسراف میں آتے ہیں۔ بڑے بھی آتے ہیں چھوٹے بھی آتے ہیں۔ کبیرہ و صغیرہ میں کوئی فرق نہیں، اللہ کہہ رہا ہے۔ کہتا ہے یہ سارا کچھ کرنے کے بعد ایک سب سے بڑا گناہ نہ کر بیٹھنا ''لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ'' اللہ کی رحمت سے نہ مایوس ہونا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوسی سب سے بڑا کفر ہے۔ سب سے بڑا خسارہ انسان کا خدا کے کرم اور رحم سے مایوس ہونا ہے اور ٹیکنیکلی بھی It is true کہ اگر دیکھا جائے تو خدا کا کرم بھی ایک Individual کے مقابلے میں وہی ہے جو ہماری زمین اس کائنات کے مقابلے میں ہے۔ جیسے اس بے کراں وجودِ کائنات میں صحراؤں کی وسعت میں ہماری زمین ایک ذرّے کی حیثیت رکھتی ہے اسی طرح آپ کے زندگی بھر کے گناہ خدا کی رحمت کے اس پورے سمندر میں ایک قطرہ بھی وجود نہیں رکھتے۔ سو خدا کہتا ہے کہ سب سے بڑی غلطی اور حماقت نہ کر بیٹھنا۔ ''قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ'' بات یہاں ختم نہیں کرتا Explain کرتا ہے کہ کوئی مغالطہ نہ رہ جائے۔ ''اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ہُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ'' (الزمر:53) بلاشبہ تمہارا رب تمہارے تمام گناہ معاف کرتا ہے۔ کوئی فرق نہیں چھوٹے اور بڑے میں، رُول ہے۔ اصول ہے ''وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ'' (النساء:128) ہم نے تمام جانوں کو بخلِ جان پہ جمع کیا۔ جب خدا چھوٹے چھوٹے Sentence دیتا ہے تو وہ اصول دیتا ہے۔ کائناتی اصول دیتا ہے ''وَلَکُمْ فِی الْقِصَاصِ حَیٰوۃٌ یّٰٓاُولِی الْاَلْبَابِ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ'' (البقرہ:179) ''اے اہلِ عقل! اگر غور کرو تو ہم نے قصاص میں زندگی رکھی ہے۔'' یہ چھوٹے چھوٹے رُول ہیں ان میں کوئی کسی قسم کی تخصیص نہیں۔ یہاں بھی ایک اصول استعمال کیا ہے کہ بلاشبہ بے شک ''اِنَّ اللّٰہَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا اِنَّہٗ ہُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ'' الزمر:53) اگر وہ ایسا نہ کرے تو وہ اپنے اسمائے مقتدر غفور و رحیم کے قابل نہیں رہتا۔ اس نے تمام گناہوں کی معافی اس لیے لکھی ہے کہ وہ غفور ہے اور رحیم ہے۔ وہ رحمن الدنیا ہے اور رحیم الآخرۃ ہے۔ اس لیے اس کے مقابلے میں جو شخص

Marfat.com

اپنے گناہوں کو بڑا کہتا ہے وہ بھی ایک قسم کے منفی تکبر کا شکار ہوتا ہے۔ کہ شاید میرے گناہ اللہ کے کرم سے بھی زیادہ ہیں۔ یہ حماقت نہیں چلے گی۔ اسی طرح بنی اسرائیل کی ایک کہانی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص نے ننانوے قتل کیے۔ ننانوے قتل کرنے کے بعد وہ Guilt کا شکار ہو گیا۔ مگر ایک امید اس کے دل میں تھی کہ میرا مالک وہ ہے کہ جو ہر چیز کو معاف کر دیتا ہے۔ تو کسی نے اس سے کہا کہ اگر تو فلاں درخت تک پہنچ جائے تو تیری بخشش ہو جائے گی۔ اس نے بھاگنا شروع کیا بہت بھاگا۔ اس سے پہلے وہ ایک عالم کے پاس گیا ایک ملائے وقت کے پاس گیا۔ اس وقت تک اس نے ننانوے قتل کیے تھے۔ ابھی سوواں نہیں کیا تھا۔ تو اس نے اسے کہا کہ میں بہت بڑا گناہ گار ہوں میری بخشش ہو جائے گی؟ شرع کے عالم نے جب اس کی داستان سنی تو کہا بد بخت تو بھی بخشش طلب کر رہا ہے، کوئی زمین و آسمان میں تجھے بخشش نہیں دے سکتا۔ اس نے کہا اچھا ٹھیک ہے جہاں 99 مارے ہیں تو بھی سہی۔ اگر تو بھی مجھے اچھی خبر نہیں دے سکتا۔ اس نے اس عالم وقت کو بھی ختم کر دیا اور پھر بھاگا مگر ایک امید قائم تھی۔ یہ حدیث بخاری و مسلم میں متفق علیہ ہے۔ کوئی سنی سنائی بات نہیں ہے۔ پھر وہ بھاگتا بھاگتا زمین کے اس کنارے تک پہنچا جہاں اس کا گمان تھا کہ اگر میں نے اسے چھو لیا تو بخش دیا جاؤں گا۔ مگر دو قدم اِدھر ہی گر پڑا۔ اس میں سکت نہیں رہی جان نہیں رہی۔ خدا نے ملائکہ سے کہا زمین کھینچ کر اس کے قریب کر دو۔ کیونکہ اس کا میری مغفرت پر اتنا مکمل یقین تھا تو ہم اس کو ضرور بخشش دیں گے۔ اس گمان پر جو اس نے اللہ کے ساتھ رکھا۔ یہ گناہ و ثواب کا فیصلہ نہیں ہے۔ فیصلہ یہ ہے کہ جو دو لفظوں میں سمٹتا ہے کہ اس پوری زندگی اور جہاں میں صرف دو اولیا ہیں۔ ایک اولیائے شیطان ہیں اور ایک اولیائے رحمٰن ہیں۔ بدقسمتی سے آپ نے تو سرے سے انکار کر دیا کہ ہم ولی ہو ہی نہیں سکتے مگر خدا کے نزدیک اس زمین پہ تیسرا بندہ کوئی نہیں ہے ''اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ'' (البقرہ: 257) دو ہی ولی ہیں۔ ایک وہ جو اندھیروں سے روشنی کو جا رہے ہیں۔ ایک وہ جو روشنیوں سے اندھیروں کو پلٹ رہے ہیں۔ اس کے سوا تیسرا انسان کوئی نہیں ہے۔ آپ بھی ولی ہو اور جو آپ کے خلاف کھڑے ہوتے

Marfat.com

ہیں وہ شیطانیت کے ولی ہوتے ہیں۔اس لیے خداوندِ کریم کی دوستی کا حق ہر اس انسان پہ ہے جو زمین پر اُسے پہچاننے کے قابل ہوا۔

خواتین وحضرات! ہماری زندگیاں بڑے عجیب وغریب تضاد کا شکار ہوتی ہیں۔ Priority کی کچھ نوعیت ہوتی ہے۔ذہنِ انسان کو اللہ تعالیٰ نے ایک Inherent وصف دیا ہے۔وہ عجیب وغریب باتیں اس نے ذہنِ انسان کو Inherently بخش دی ہیں۔نمبر ایک تو یہ ہے کہ وہ چاہے نہ چاہے ترجیحات کا تعین کرتا ہے۔وہ بتائے نہ بتائے صبح اٹھنے سے شام تک اس کی ترجیحات اسے Rule کرتی ہیں۔اس کا خیال اسے بتاتا ہے کہ پہلا کام یہ کرنا ہے دوسرا یہ کرنا ہے تیسرا یہ کرنا ہے۔مگر آپ دیکھتے ہوں گے کہ ترجیحات Variable ہوتی ہیں۔ایک روٹین کی ترجیحات ہوتی ہیں پھر اس میں ایک Suddenness آجاتی ہیں۔فرض کرو کہ آپ اچھے بھلے ایک روٹین میں دفتر جاتے ہو۔وہاں جا کے You hear the news of a death جو کہ آپ کے قریب کی ہے تو آپ کی ترجیحات یکسر بدل جاتی ہیں اور ایک بڑی ترجیح ان کو Cut off کردیتی ہے۔آپ دفتر جانا موقوف کرکے اس ماتم کی طرف چل پڑتے ہیں۔ان ترجیحات کو ہم Local بھی کہتے ہیں اور long range کی ترجیحات بھی کہتے ہیں۔جیسے اگر کوئی طالبِ علم ہو تو اس کا نام طالبِ علم اس لیے رکھا گیا ہے کہ اس کی زندگی کی اس وقت کی سب سے بڑی ترجیح طلبِ علم ہے۔جیسے اگلے وقتوں کی ترجیحات ہیں۔کسی کی سیاست ہے۔کسی کی ادب ہے۔کسی کی علم کی دوسری شاخیں ہیں۔مگر افسوس یہ ہے کہ ان وقتی ترجیحات میں ہماری پوری زندگی کی ترجیح کھو جاتی ہے From birth to death ایک ترجیح جو سب سے بڑی ہے جو اللہ نے ہمارے لیے اس وقت بنائی ہے جب سے اس نے انسان کو زمین کے دامن میں رکھا ہے اور جب سے اس نے کسی بھی انسان کو اس کی ماں کے پیٹ میں رکھا ہے۔اس وقت سے ایک ترجیح شروع ہوتی ہے۔اس کا ذکر سورہ دھر کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا مَّذْكُوْرًا'' (الدھر:01) In total God is addressing to the human community کہ میں نے تمہیں کیوں پیدا کیا کس لیے پیدا کیا اور کس خاطر تمہیں صلاحیتِ علم وفکر دی ہے؟ خدا کہتا ہے ''هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ

Marfat.com

یَکُنۡ شَیۡئًا مَّذۡ کُوۡرًا'' (الدھر:01) کہ تمہیں تو پتہ ہی نہیں کہ قرن ہا قرن اربوں سال پہلے میں نے تمہیں زمین میں اس طرح رکھا تھا کہ تم کوئی قابلِ ذکر شے نہ تھے۔ تم کوئی شے ہی نہ تھے۔ تمہارا تو کوئی Mention ہی نہیں تھا۔ کوئی چیز تمہارا ذکر نہیں کرتی تھی۔ تم کسی چیز کے نامزد نہیں تھے۔ کوئی تمہارا ہم سایہ نہیں تھا کوئی دوست نہیں تھا۔ کیا تھا؟ Will durant کہتا ہے کہ Perhaps life was in the form of a still algae near some pound کہ جیسے موسز میں جما ہوا ایک ذرۂ حیات، کسی موس میں چھپا ہوا پڑا ہو۔ ایک چھوٹا سا انسانی سیل کہ جس کے آگے نہ پیچھے کچھ بھی نہیں تھا Dormant Stage میں پڑا ایک سیل تھا جو مدتوں ایسے رہا۔ پھر وہ کہتا ہے ناگہاں ایک حادثہ ہوا۔ اس سیل نے ایک سودا کر لیا مرنے کا سودا کر لیا جینے کا سودا کر لیا کہ جیوں گا اگر مجھے حیات ملی تو میں جیوں گا مگر ساتھ ساتھ اس پر موت بھی وارد ہوئی Multiplication of the single. Cell شروع ہوگئی۔ صاحبانِ عقل! یہ کوئی افسانوی بات نہیں ہے۔ اب بھی ہمارے جسم میں یہ Single cell موجود ہے۔ آپ سنتے ہو صبح شام آپ سنتے ہو ڈائریا ہوتا ہے۔ یہ ایک Single cell کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ایک سنگل سیل Ameba proteus کی وجہ سے ہوتا ہے۔ باہر سے اس کی کوئی جینٹیک پرفارمنس نہیں ہے۔ یہ میل یا فی میل نہیں ہے۔ ایک سنگل سیل کی Multiplication کی وجہ سے آپ صبح وشام کسی نہ کسی ڈائریکٹ مرض کا شکار رہتے ہو۔ انسان بھی اپنی ابتدائے حال میں اسی سیل کی شکل میں تھا۔ اللہ نے فرمایا ''هَلۡ اَتٰی عَلَی الۡاِنۡسَانِ حِیۡنٌ مِّنَ الدَّهۡرِ لَمۡ یَکُنۡ شَیۡئًا مَّذۡ کُوۡرًا'' (الدھر:01) پھر خدا فرماتے ہیں ''اِنَّا خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ مِنۡ نُّطۡفَةٍ اَمۡشَاجٍ'' (الدھر:02) پھر ہم نے اس نطفے کو ڈبل کر دیا۔ From a singular cell اب اس کو Double cellular form میں تخلیق کرنا شروع کر دیا۔ اب اس کا جوڑا بنا دیا۔ نیوکلیئس کو تقسیم کر دیا۔ فی میل اور میل علیحدہ ہو گئے۔ جب فی میل اور میل علیحدہ ہو گئے تو یہ کوئی انسان تو نہیں بن گیا۔ ابھی بھی مدتوں اسی حال میں رہا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے کہا ''نَّبۡتَلِیۡهِ'' چاہا کہ اسے آگے بڑھاؤں دیکھوں تو یہ کرتا کیا ہے۔ میں نے چاہا کہ اسے آزماؤں ''نَّبۡتَلِیۡهِ فَجَعَلۡنٰهُ سَمِیۡعًا بَصِیۡرًا'' (الدھر:02) ہم نے اس کو سسٹم دیئے۔ پہلے سماعت کے سسٹم دیئے پھر بصارت کے سسٹم دیئے Apparently this

Marfat.com

اب انسان کی شکل میں آگے بڑھنا شروع small cellular unknown reality ہو گیا۔ کبھی یہ ہوموہبائلیس کی شکل میں آیا کبھی ہوموایریکٹس کی شکل میں آیا۔ مگر اس قابل نہیں تھا کہ اس کو کوئی پرفارمنس دی جاتی۔ ابھی وہ جانوروں کی طرح ہا ہو میں تھا۔ اس کا دماغ بھی ابھی چمپینزی کی طرح 750cc کا تھا۔ ابھی اس قابل نہیں تھا کہ اسے آزمایا جائے۔ اگر اس واقعہ کو ادھر چھوڑا جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ اس کا ایک پروٹو ٹائپ Spiritual بھی بن رہا تھا۔ انسان کا ایک Spiritual prototype جنت میں بھی بن رہا تھا۔ وہ صرف Spiritual being تھا یہاں صرف جسم بن رہا تھا انسان کا وہاں آدم تخلیق ہو رہا تھا۔ حضرت آدمؑ ایک Totally spiritual being تھے۔ جب خطا آئی۔ خطا تو مقدر میں لکھی ہوئی شے تھی۔ جیسے حضرت موسیٰؑ نے حضرت آدمؑ سے گلہ کیا کہ بابا اگر آپ گناہ نہ کرتے تو ہم مصیبتوں میں نہ پڑتے۔ تو آدمؑ نے کہا بھلا یہ بتاؤ میں اگر گناہ نہ کرتا اور تم وجود میں نہ آتے یہ دنیا وجود میں نہ آتی تو تمہارا خیال یہ ہے کہ میرے بس میں تھا گناہ نہ کرنا۔ تو موسیٰؑ چپ ہو گئے۔ تو آدم علیہ السلام ایک Spiritual prototype کی شکل میں تھے۔ مگر پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں کوئی وجود بخشنا تھا۔ آپ کو پتہ ہے کہ جنات بھی زمین پہ بدن ڈھونڈتے ہیں۔ چونکہ ان کا اپنا کوئی وجود نہیں ہے یہ تین شکلوں میں آتے ہیں۔ یہ Gaseous volume کے بنے ہوئے ہیں۔ شعلہ اور مارج کی تخلیق ہیں۔ جیسے آپ کی آکسیجن کا Blue شعلہ ہوتا ہے۔ یہ نفیس ترین شعلوں کی پیداوار ہے۔ تو وجود ان کو بھی نہیں ملتا۔ یہ اپنے وجود کے لیے ہمیشہ زمین پر آ کر اُن جانوروں کو ڈھونڈتے ہیں جو ان کو برداشت کر سکیں جیسے بچھو، سانپ وغیرہ۔ پھر کچھ ایسے ہیں جن کو وجود ملتا ہی نہیں ہے۔ وہ صرف ہواؤں میں گردش کرتے رہتے ہیں۔ اور کچھ جنات ایسے ہیں جو انسان کے خون میں سرایت کر کے اس کے دل میں بیٹھ جاتے ہیں اور اس کی ہوا اور ہوس ان جنات کی خوراک ہوتی ہے۔ جب آدم علیہ السلام تخلیق کیے گئے اور وہ ایک Spiritual prototype تھے۔ تو اس کو کوئی وجود تو اللہ تعالیٰ نے دینا تھا۔ اس لیے بہت سارے لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ جیسے Darwinian Concept کو خدا کی تھیوری سے کوئی اختلاف ہے۔ ڈارون ایسا کوئی عجیب وغریب بندہ نہیں تھا۔ وہ ایک Simple scientist تھا۔ محنت کی تھی اس نے۔ زندگی کے وہ قوانین پڑھے تھے جو خدا نے

Marfat.com

بنائے تھے۔مزاحیہ طور پہ آپ ڈارون کو جتنا مرضی برا کہہ لو۔جیسے بقول اکبرالٰہ آبادی:

کہا منصور نے خدا ہوں میں
ڈارون بولا بوز ہوں میں
سن کے کہنے لگے میرے اک دوست
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

مگر حقیقت یہ ہے کہ Darwin did not say anything new ایسی کوئی بات اس نے نہیں کی جس کا اشارہ آپ کو قرآن سے نہ ملتا ہو۔''وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِي الۡاَرۡضِ وَلَا طٰٓئِرٍ يَّطِيۡرُ بِجَنَاحَيۡهِ اِلَّاۤ اُمَمٌ اَمۡثَالُكُمۡ'' (الانعام:38)''زمین پر ایسا کوئی جانور نہیں ہے اور فضاؤں میں ایسا کوئی پرندہ نہیں اُڑتا جو تمہاری طرح اُمت نہیں ہے۔''یہی کچھ ڈارون نے کیا اس نے جانوروں کی زندگی کو ارینج کیا۔فائیلمز میں ڈھالا۔سپیشیز میں ڈھالا۔آپ کو اس سے زیادہ دشمنی اس لیے ہوتی ہے کہ اس نے آپ کو ایک جانورانہ سطح سے ترقی دی ہے Phylum Chordata ہے۔Subphylum Vertebrata ہے۔Class Mammalia ہے اور خصوصاً آپ کو چیمپینزی سے چلاتے چلاتے Homo sapien کہہ کے آپ کو ممتاز کر دیتا ہے۔یہ انسان کے بدن کی کہانی ہے۔یہ انسان کی روح کی کہانی نہیں ہے۔4th Ice Age کے بعد About forty thousand before we get the first signs of the homosapien کہ Homo sapiens Neanderthal کا ہمیں سراغ ملتا ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب بارہ بارہ میل فٹ اونچی برف پڑ رہی تھی زمین پر تو یہ بچ کیسے گیا۔Most probably یہ اُسی طرح Dormant ہو گیا جس طرح آج کل مینڈک یا Frog ہو جاتا ہے۔چھ چھ مہینے آرام سے سویا پڑا رہتا ہے۔ادھر بارش کا پہلا قطرہ گرتا ہے ادھر مینڈک کی ٹرٹراہٹ بھی شروع ہو جاتی ہے۔انسان بھی بہت عرصہ اس برف زار میں دبا رہا۔اس پہ دو رائے ہیں۔ایک شیخ محی الدین عربیؒ کی ہے اور ایک Will Durant کی ہے۔دونوں کا موازنہ آپ کر لیجیے کہ کیا واقعہ پیش آیا؟ تو Will Durant کہتا ہے۔For a long time man stayed dormant but suddenly a very heavy electric charge

Marfat.com

came from the skies, it increased the brain of the man.اور وہ انسان جس کے برین کی مقدار 750cc سے بڑھ نہیں رہی تھی اچانک 2000cc تک جا پہنچی۔ اور ناگہاں وہ سوچتا ہوا انسان تھا۔ شیخ محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت پہلے یہ کہا کہ انسان کو مکمل کر کے خدا 50,000 سال اس پہ نظر کرتا رہا پھر اس پر تجلی فرمائی اور ناگہاں یہ ایک سوچتا ہوا انسان بن گیا۔ ایک صوفی اور ایک سائنسدان اس نقطے پر اتفاق کرتے ہوئے لگتے ہیں کہ کسی خارجی چیز نے کسی بیرونی شعلۂ عقل نے اس میں زندگی سموئی ہو اور اس طرح انسان جو صرف جانورانہ Level کا ذہن رکھتا تھا اس کی اچانک Brain کی مقدار بڑھ گئی اور وہ انسان بنا۔ پاک پروردگارِ عالم اس چوتھی اسٹیج کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب میں نے سنگل سے ڈبل سیل میں ڈھال لیا تو اس کو مزید سہولتیں دے کر اس کو سماعت اور بصارت دے دی۔ اس کو Habilis اور Erectus بنا دیا۔ آخر میں اس کو میں نے عقل و معرفت دی۔ مگر عقل و معرفت کے ساتھ اس کو ایک کام بتا دیا کہ تمہیں یہ کام زمین پر جا کے کرنا ہے۔ ''اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا'' (الدھر:03) میں نے تمہیں رستہ و عقل دے دی اب چاہو تو مجھے مانو چاہو تو انکار کر دو۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں سب سے پہلے ربوبیت کی تعریف کی ہے۔ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ'' اپنے آپ کو رب کہا۔ ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ربوبیت کی تعریف کیوں کی ہے؟ اس لیے کہ یہ جو کام تھا جو اس نے انسان سے لینا تھا یہ Volunteer Expression تھا اس پر جبر نہیں کرنا تھا Force نہیں ڈالنی تھی۔ انسان کو آزادی بخشنی تھی مکمل آزادی دینی تھی۔ اگر وہ یہ شرط رکھ لیتا کہ ماننے والے کو رزق ملے گا اور نہ ماننے والے کو رزق نہیں ملے گا تو پھر یہ آزادانہ چناؤ نہ ہوتا۔ پروردگار کو اپنی شانِ ربوبیت پہ اس لیے ناز ہے کہ اس کی ربوبیت میں قطعاً کسی قسم کا احتساب شامل نہیں ہے۔ رزق دینے کے معاملے میں وہ کافر کو بھی دیتا ہے۔ مسلمان کو بھی دیتا ہے۔ جانور کو بھی دیتا ہے۔ انسان کو بھی دیتا ہے۔ ملائکہ کو بھی دیتا ہے۔ سورج کو بھی دیتا ہے۔ 18,000 ایٹم فی سیکنڈ پھاڑ کر سورج کو رزق دیتا ہے۔ چاند کو بھی دیتا ہے کہ سورج کے انعکاسِ روشنی سے اس کی زندگی ہے۔ ہر چیز کا رزق جدا جدا ہے اور پروردگارِ عالم ہر چیز کو اس کا رزق مہیا کرتا ہے اور اس تمام رزق کے بدلے وہ اپنی اطاعت نہیں مانگتا۔ وہ جبراً اطاعت نہیں چاہتا۔ اس

Marfat.com

لیے اس نے انسان کے اوپر یہ جبر نہیں رکھا کہ تیری روٹی اور تیرا پانی چھین لوں گا۔ ایک دفعہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھوڑا سا شکوہ کیا مسلمانوں نے کہ ہم جو خدا کو ماننے والے ہیں اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں تو ہمارا رزق اتنا قلیل کیوں ہے؟ ہم بھوکے کیوں مر رہے ہیں؟ ہمیں دو وقت کا کھانا بھی نصیب نہیں ہوتا۔ تو پروردگار نے یہ ہلکا سا شکوہ سن لیا اور کہا کہ مجھے عزت و جلال کی قسم ہے کہ اگر حکمت غالب نہ ہوتی ایک ڈر نہ ہوتا تو میں ان کافروں کے در و دیوار سونے اور چاندی کے کر دیتا۔ ان کو زندگی کی اتنی آسائشیں دیتا مگر ڈر یہ تھا کہ کہیں مسلمان ان کو دیکھ کر مذہب سے ہی نہ نکل جائیں۔ یہ جو دعویٰ فرماتے ہیں کہ یہ جو غیر مسلم ہے اتنا امیر کیوں ہے؟ یا غیر مسلم ترقی یافتہ کیوں ہے؟ تو خواتین و حضرات! پروردگار تو یہ فرماتے ہیں کہ اے پیغمبر اگر ایک مصلحت مانع نہ ہوتی اور وہ مصلحت یہ تھی کہ مسلمان اتنے کمزور ذہن کا ہے کہ سمجھے گا کہ ان کو دولت اس لیے مل رہی ہے کہ خدا ان پہ مہربان ہے۔ تو اگر یہ مصلحت مانع نہ ہوتی تو میں اہلِ کفر کے در و دیوار سونے اور چاندی کے کر دیتا۔ مگر ایسا کیا نہیں اس نے۔ اس نے مسلمانوں کو عزت بھی دی رزق بھی دیا مگر ایک وجہ سے۔ اسی وجہ سے کہ اس نے پوری مسلمان کی زندگی کا صرف ایک مقصد بتایا ہے باقی تمام مقاصد عقل کے زیریں مقاصد ہیں۔ یہ Lesser Priorities ہیں This is not the top priority of a human existence. بنی نوع انسان کی Top priority خواہ وہ انگریز ہے یا نان انگریز ہے۔ سفید ہے یا کالا ہے ان سب کی Top priority صرف ایک ہے۔ ''اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا'' (الدھر: 03) چاہو تو مانو چاہو میرا انکار کر دو۔ اس Priority کے حصول کے لیے شاید آپ کل میری بات مانیں۔ شاید آج آپ میری بات نہ مانیں مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انسان سوچتا نہیں ہے۔ انسان کی آزمائش اس کی اپنی سوچوں میں نہیں ہے۔ اس کی اپنی فکر اس قابل نہیں ہے کہ کسی استنباط کے قابل ہو۔ انسان ہمیشہ خیال چنتا ہے۔ سوچتا نہیں ہے۔ سوچوں میں انتخاب کرتا ہے۔ آج نہیں تو کل سائنس آپ کو یہ کنفرم کر دیں گی۔ I am hundred percent sure کہ فیصلے بھی اللہ زندگی کے کراتا ہے۔ اس انتخاب کے سوا کوئی چیز آپ کے پلے نہیں ہے۔ کوئی ذمے داری ہی نہیں ہے انسان کی۔ سوائے اس کے ''اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا'' (الدھر: 03)

Marfat.com

مگر انسان کرتا کیا ہے؟ انسان کا برین کس قابل ہے یہ بات آپ وضاحت سے سن لیں۔ خداوندِ کریم جب انسان اور نفسِ انسان کا ذکر کرتے ہیں تو چھوٹی باتوں کے ساتھ نہیں کرتے بلکہ فرماتے ہیں ''وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا (1) وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا (2) سورج جو روشن چراغ کی طرح بنایا اور چاند جو اس سے روشنی لیتا ہے اس کے پیچھے آتا ہے۔ وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا (3) پھر جس طریق سے دن روشن ہوتا ہے وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا (4) اور رات جو پھر ڈھانپ لیتی ہے آرام وسکون کی خاطر وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا (5) وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا (6) اور زمین جو زندگی کے لیے بچھائی گئی ہے وَنَفْسٍ وَّمَا سَوَّاهَا (7)'' اور نفسِ انسان جو ہم نے درست کیا ہے۔ بڑی پیچیدگی سے جزئیات میں جا کر ہم نے تمہارے نفس کو درست کیا ہے۔ جبلتوں کے ایک ایک پیکٹ کو بڑی ترتیب سے اس کے اندر رکھا ہے۔ یہ کیوں رکھا ہے؟ اس کو اس لیے نہیں رکھا کہ آپ دعویٰ کرو کہ ہم سوچتے ہیں۔ نہیں نہیں اس کو As a receptor رکھا ہے ''فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (8)'' (الشمس) ہم ہی الہام کرتے ہیں اس پر فسق و فجور اور ہم ہی الہام کرتے ہیں اس پر خیالِ خیر۔ تیسرا کوئی خیال نہیں آتا۔ تمام چیزیں خدا کی طرف سے تعلیمی طور پر الہام ہوتی ہیں اور تمام چیزیں خیر و شر کی اس کے اوپر اتاری جاتی ہیں قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا (9) وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا (10) کوئی اس خیال کو چنتا ہے، کوئی اس خیال کو چنتا ہے، کوئی وحدانیت کو چنتا ہے، کوئی انکارِ خدا کو چنتا ہے، کوئی سائنس چنتا ہے، کوئی آرٹس چنتا ہے، کوئی فائن آرٹس چن لیتا ہے۔ ان تمام چیزوں کا انتخاب انسان کی اپنی فکر کرتی ہے۔ مگر اس انتخاب سے بالا اگر کوئی انسان کے ذمے انتخاب تھا تو وہ فقط یہی تھا ''إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا'' (الدھر:03) اگر In short میں آپ کو ایک فقرے میں انسان کے ذہن کی سب سے بڑی خطا بتاؤں تو بڑی سادہ سی ہے کہ "We give more importance to the lesser priorities and lesse importance to the top priority" کہ ہم اپنی ترجیحِ اول کو Neglect کرتے ہوئے اس سے کم تر ترجیحات کو بہت وقت دیتے ہیں مگر جب ہمیں اپنی ترجیحِ اول کی Nostalgic feeling ہونے لگتی ہے افسوس کہ اس وقت عمر چلی گئی ہوتی ہے، وقت گزر گیا ہوتا ہے۔ زندگی اب اس قابل نہیں ہوتی۔ 60-55-50 سال پہ۔ یہ کم ترین مرکزِ توجہ جو ہے، یہ دنیا

Marfat.com

آپ کو ریٹائر کر دیتی ہے۔ زیادہ سے زیادہ 70-60 سال پہ۔ یہ آپ کو کیوں ریٹائر کر دیتی ہے؟ صرف اس وجہ سے کہ اب آپ اتنے صلاحیت کار نہیں رہے اب اس قابل نہیں رہے کہ جو دنیاوی فنکشنز ہم آپ سے چاہتے ہیں اب آپ اس قابل نہیں رہے کہ اتنی فورس اور Integrity اور انرجی سے ہمارے وہ مقاصد پورے کر سکیں So go back get retirement and take rest. پنشن دے دیتے ہیں۔ اب اس عمر میں جب ایک ناقص ترجیح کے قابل آپ نہیں رہے ہوتے تب آپ کائنات کی سب سے بڑی ترجیح کو پلٹتے ہو اور وہ خدا ہے وہ اللہ ہے وہ نماز ہے وہ روزہ ہے۔ ان ترجیحات کو آپ عمرِ آخر میں پلٹتے ہو۔ ویسے اس سے بدتر مذاق کوئی نہیں ہو سکتا اللہ کے ساتھ۔ ایک دفعہ مسجد نبوی پہ کسی صحابیؓ نے صدقہ و خیرات کے طور پر گلی سڑی کھجوریں رکھ دیں۔ اللہ کو اتنا غصہ آیا اتنا غصہ چڑھا کہا کہ اے لوگو! کمال کی بات ہے تمہارا Literal faith یہ ہے کہ زندگی کا پہلا سانس میں دیتا ہوں آخری میں دیتا ہوں پرورش میں کرتا ہوں بچے میں دیتا ہوں "قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ٘ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (الِ عمران:26) لفظی اعتقاد یہ ہے کہ عزت اسی کی دی ہوئی ہے توہین اس کی دی ہوئی ہے۔ "وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ" (الشعراء:80) مرض اس کے دیے ہوئے ہیں شفاء اس کی دی ہوئی ہے۔ ذرّہ ذرّہ حیاتِ انسان پہ مکمل قابو اللہ کا ہے مگر جب خدا کے لیے دینے کا وقت آتا ہے تو بدترین چیز اٹھا کر اللہ کے نام پر دے دو، گلی سڑی کھجوریں، اپنا ناقص مال۔ وہ مال کس کا تھا جس میں سے دے رہے ہو؟ کیا صاحب مال کو یہ گلی سڑی کھجوریں دے رہے ہو؟ تو خدا کو بہت غصہ آیا کہا کہ اے پیغمبرؐ! ان سے کہہ دو تم بخیل تو ہو ہی مگر اپنا بہترین مال اگر اللہ کے لیے نہیں دے سکتے تو درمیانہ تو دو ناں۔ یہ توہینِ مراتب تو نہ کرو۔ خدا کی عزت پہ ہاتھ تو نہ ڈالو Insult تو نہ کرو۔ نہ دو بہتر ہے مگر خدا کی راہ میں اگر کچھ دینا ہے اور اگر بہترین مال پہ دل نہیں جمتا تو درمیانہ تو دو۔ اس کی توہین تو نہ کرو۔ یہی حال ہماری عمروں کا ہے۔ ہم نے تو ہندوؤں کے طریقہ کار سیکھے ہوئے ہیں۔ ہندوؤں نے زندگی کو چار آشرم میں تقسیم کیا ہوا تھا۔ بھرم چری آشرم پہلے 25 برس سیکھنا پڑھنا آرٹ وفنون کی تحصیل۔ اب بھی یہی چل رہا ہے۔ پھر گھرست آشرم شادی کرنا بچے پیدا

Marfat.com

کرنے۔اگلے 50 سال نوکریاں کرنی۔ پھر گھرب آشرم طاقت ڈھونڈنی اقتدار ڈھونڈنا سیاست میں آنا صدر بننا وزیراعظم بننا۔ پھر چوتھا اور آخری آشرم، رشی منی آشرم۔ رشی منی آشرم میں ہندووانہ فلسفہ کہتا تھا کہ اب زندگی ترک کرو۔ اب اللہ کی طرف جاؤ نیکی کی طرف جاؤ جنگلوں میں چلے جاؤ تپسیا کرو اب ڈھونڈو حقائق کو۔ اتنا غلط فلسفہ مسلمانوں کا نہیں تھا۔ خواتین و حضرات! ویسے بھی اب کوئی 100 برس جیئے گا تو رشی منی آشرم تک پہنچے گا۔ اب تو 100 برس زندگی نہیں رہی۔ اگر اسی فلسفۂ حیات پہ آپ کام کرتے رہے تو آپ خدا کو نہ پہچان سکو گے نہ جان سکو گے نہ سمجھ سکو گے نہ اس طرف دھیان دے سکو گے۔ مگر اس طرح Guilt formation میں بھی یہ Priority established نہیں ہوتی۔ اگر کوئی چیز آپ کو خدا کے قریب تر کر دیتی ہے تو وہ محبت ہے انس ہے۔ اس کے پہچاننے کے لیے تردد کرنا ہے فکر کرنا ہے۔ جب اس نے آپ کو عقل بخشی تو بخدا اس نے آپ کو عقل دی نہیں ہے۔ یہ نہ سمجھنا کہ عقل آپ کی ہے۔ عقل اس نے آپ کو دی نہیں ہے۔ امانت کے طور پر رکھوائی ہے۔ امانت دی یہ جو Artificial intelligence اس Robotic creation کو اللہ نے عطا کیا ہے۔ ویسے آپ کو پتہ ہے فرشتے روبو فارمیشن میں کتنے Complete robotic ہیں۔ آپ بھی اسی طرح کی ایک مخلوق تھے جب اینجلز کا اور انسان کا مقابلہ ہوا ''وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ'' (البقرہ:31) تو خدا نے ایک کھلے مقابلے کی دعوت دی، خدا عالم ہے، علم کا تخلیق کرنے والا ہے، خدا نے کھلا چیلنج دیا ملائکہ کو۔ جبری چیلنج نہیں دیا کہ اے ملائکہ تم دعویٰ رکھتے ہو کہ ہم بہت اچھے ہیں، بہت عبادت گزار ہیں بڑے قریب ہیں آپ کے، پھر انسان کو یہ اقتدار کیوں دیا آپ نے؟ تو خدا نے کہا اچھا یہ تختی لے لو یہ اسمائے الٰہیہ لے لو۔ تم بھی اس Alphabet کو Treat کرو۔ دس بیس ہزار سال بھی دے دیئے۔ دس بیس ہزار سال بعد ملائکہ کو واپس بلایا اور کہا کہ تم نے اس تختی سے کیا سیکھا کیا جوڑا کیا بنایا؟ تو فرشتوں نے کہا ''اَنْتَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ'' (البقرہ:32) اے پروردگار! تو پاک ہے بلاشبہ ہم صرف اتنا جانتے ہیں جتنا ہمیں بتایا جاتا ہے۔ یہی Robo کی تعریف ہے جتنا آپ فیڈ کرو گے اس سے زیادہ کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ اس میں Assimilations کے کوئی پروسیسز نہیں تھے

Marfat.com

Simulation کے کوئی پروسیسز نہیں تھے جو اللہ تعالیٰ نے ذہنِ انسان کو عطا کیے تھے۔ "قَالَ یَآ اٰدَمُ اَنۡۢبِئۡهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ" "اے آدم! تو نے کیا کیا ان اسماء کے ساتھ؟" "فَلَمَّآ اَنۡۢبَاَ هُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ" (البقرہ: 33) فرفر سنانا شروع ہو گئے الف سے یہ بنا لیا وہ بنا لیا پوری کی پوری کائنات میں ہر چیز کے نام رکھ دیئے۔ خدا نے فخر فرمایا "اَلَمۡ اَقُلۡ لَّكُمۡ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ غَيۡبَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ اَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَمَا كُنۡتُمۡ تَكۡتُمُوۡنَ" (البقرہ: 33) میں نہ کہتا تھا کہ میں جانتا ہوں جو آسمانوں اور زمین کا غیب ہے۔ میں جانتا ہوں کہ کس کی کتنی صلاحیت ہے اور میں جانتا ہوں کہ تم دلوں میں کیا چھپاتے ہو۔

خواتین و حضرات! یہ وہ امانت ہے جو اس نے دی۔ "اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ" خدا کہتا ہے کہ میں نے یہ امانت پیش کی۔ یہ نہیں کہ خالی انسان کو پیش کی بلکہ میں نے پوری مخلوقات کے سامنے یہ امانت رکھی۔ Somebody amongst you should take lead, somebody amongst you should carry the burden of knowing me. مگر کچھ سزا ہے اور کچھ انعام ہے۔ سزا جہنم کی شکل میں ہے اور انعام پوری کائنات کی حکومت کی نیابت کی شکل میں ہے۔ "اِنَّا عَرَضۡنَا الۡاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَالۡجِبَالِ فَاَبَيۡنَ اَنۡ يَّحۡمِلۡنَهَا وَاَشۡفَقۡنَ مِنۡهَا وَحَمَلَهَا الۡاِنۡسَانُ" تمام مخلوقات اعراض کر گئے ڈر گئے انجام سے ڈر گئے۔ انسان اس وقت بھی تکبراتِ ذات میں الجھا ہوا تھا۔ عجیب غلطی کر بیٹھا بھاگا اور کہا میں تیار ہوں کون سا کام ہے؟

کام تو یہی تھا "اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوۡرًا" (الدھر: 03) مگر اس کام کو انسان نے بہت ہلکا سمجھا۔ خدا نے ججمنٹ بھی سنا دی "اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا" (الاحزاب: 72) یہ شخص جو ہے ناجب سے یہاں آیا ہے خدا کی اس آیت پہ پورا اتر رہا ہے۔ "اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوۡمًا جَهُوۡلًا" (الاحزاب: 72) ہمیشہ اپنے آپ کو Overestimate کرتا ہے۔ ہمیشہ اپنی جاب کو Underestimate کرتا ہے۔ ظالم اور جاہل وہی ہے جو اس ابدی خوش فہمی کا شکار ہو۔ دعویٰ اس کا بڑا ہے۔ ہمیشہ Overestimate کرتا ہے انسان اپنے آپ کو۔ یہ وہ بنیادی غلطی ہے جس کا انسان شکار ہے۔ ہمیشہ اپنے آپ کو Overestimate کرتا ہے۔ میں یہ کر سکتا ہوں۔

Marfat.com

میں وہ کر سکتا ہوں۔ اس کے دعوے آسمان گیر ہیں۔ مگر حقیقت کیا ہے؟ کہ Out of seven billion people چھ کو تو سرے سے خدا کا کوئی پتہ ہی نہیں ہے اور کئی Corrupted Religious form پہ قائم ہیں۔ کئی نے مذہب کو اس طرح ترک کیا کہ Decadent, taboo اور Totem کی شکل میں Reject کیا ہوا ہے۔ اکثریت نے اس کو Anti intellectual capacity سمجھا ہوا ہے۔ بہت سوں نے اسے قصہ پارینہ جانا جیسے صحرائے منگولیا میں لوگ آگ جلا کر پرانے قصے سناتے تھے۔ خدائی کی باتیں اب اس قصہ نویسی میں شامل ہوگئی ہیں۔ اساطیر الاولین میں شامل ہوگئی ہیں۔ کچھ کو اس میں Capacity نہیں نظر آتی۔ ایک Original mental capacity نہیں نظر آتی۔ بیشتر کو دورِ حاضر کے سراغ بڑے عجیب نظر آتے ہیں۔ کئی یہ سوچ رہے ہیں کہ کل کو ہم از خود کائنات کی تسخیر کے مالک ہوں گے۔ یہ Priority کا نقش نہیں ہے۔ یہی وہ عقل تھی جو اللہ تعالیٰ نے ایک سادہ سے سوال کے لیے تھوڑے سے وقفے کے لیے امانتاً عطا کی تھی۔ زندگی ایک سفر کا وقفہ ہے۔

اور آگے چلیں گے دم لے کر، انسان ایک کائناتِ ازل سے شروع ہوا۔ اگرچہ یہ ازلی نہیں ہے اگرچہ پہلا انسان جو ہے خدا سے پہلے نہیں بنا ہوا اگرچہ اس کو اللہ نے تخلیق کیا مگر اس کو ابدیت کا رستہ دکھایا۔ بہت پہلے یہ میثاق کر کے نکلا ہے کہ اے اللہ تو مجھے جو کام کہتا ہے میں پورا کروں گا۔ مگر اس رستۂ حیات اس سفر میں یہ اپنی Top priority کو ہمیشہ Neglect کرتا چلا آیا ہے۔

"اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا" (الاحزاب:72) ہمیں اللہ تعالیٰ توفیق بخشے کہ ہم اپنی زندگی کی اس اعلیٰ ترین Priority کی حفاظت کریں۔ یہ سن لیجیے کہ اسلام کی فتح کوئی شے نہیں ہے نہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہے۔ خدا نے وہ معاشرے بھی زندہ رکھے تھے جہاں ایک پیغمبر کے علاوہ کوئی بھی صاحبِ ایمان نہیں تھا۔ قیامت کے دن وہ لوگ بھی آئیں گے اور ایسے ایسے پیغمبرؑ بھی آئیں گے جن کے ساتھ ایک ایک امتی ہوگا یا دو دو امتی ہوں گے۔ خدا کو اس بات کی کوئی پروا نہیں ہے کہ کتنے مسلمان ہیں میں کس کو غلبہ دوں۔ یہ ہمیں بھی فکر نہیں ہے۔

اگر کج رو ہیں انجم آسماں تیرا ہے یا میرا
مجھے فکرِ جہاں کیوں ہو جہاں تیرا ہے یا میرا

Marfat.com

آپ یہ دردِ اسلام کھانے والے گروہی فرقے دیکھتے ہیں۔ درحقیقت یہ ان کے اپنے Prompted ideas ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے یہ Ideas نہیں ہوتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ قیامت کب آئے گی؟ فرمایا کہ جب زمین پہ ایک بھی اللہ اللہ کہنے والا نہ ہوگا۔ اگر سات ارب کی مخلوق میں ایک بھی اللہ اللہ کہنے والا شخص نہ رہا تو پھر قیامت آئے گی۔ اگر ایک بھی رہا تو خدا اس زندگی کو چلاتا رہے گا۔ اس کی اپنی لیبارٹری کا Minimum یہ ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ خدا کتنی بڑی wastage کے لیے ہر وقت تیار رہتا ہے۔ کتنی most بڑی wastage کے لیے جملہ انسانیت کی بربادی کے لیے تیار رہتا ہے۔ But still he has given us a chance and opportunity. اور کام عقل کا ہے یہ جسمانی ادب و آداب کا نہیں ہے اٹھنے بیٹھنے کا نہیں ہے۔ خدا نے کسی قیمت پہ اجسام سے جواب طلب نہیں کرنا۔ میں آپ کو تین احادیث سنا بیٹھا کہ گناہ و ثواب کا فلسفہ صرف یہ ہے کہ انسان نے خطا کرنی ہے اللہ تعالیٰ نے ہر حال میں معاف کرنا ہے۔ وہ میری اور آپ کی وجہ سے نہیں بلکہ اس نے ایک Advantage حضرت انسان کو دینا ہے۔ صرف ایک Advantage۔ ایک چیز میں اللہ تعالیٰ نے شاید ہمارے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ میں "شاید" کہہ رہا ہوں۔ وہ اس لیے کہ جب ہمیں پیدا کیا تھا تو ہم سے پوچھا نہ تھا۔ جب ہمیں اس دنیا میں لایا تھا تو ہم سے پوچھا نہ تھا۔ عدم سے وجود میں لا کر جو انسان کو Disadvantage ملا ہے ناخدا کے حضور سے (اس کی بنیاد پر گیند خدا کے کورٹ میں ڈالی جاسکتی ہے)۔ عدم سے وجود کو لاتے ہوئے انسان سے پوچھا نہیں گیا۔ بھئی تم آنا چاہتے ہو کہ نہیں؟ تو شاعر کہتا ہے کہ

مرا اے کاش کہ مادر نہ زادے

اے کاش مجھے ماں نہ جنتی تو میں حساب کتاب سے فارغ ہوتا۔

تو خدا ایک بات جانتا ہے کہ میں نے ان کو زندگی دیتے ہوئے ان سے پوچھا نہیں تھا۔ ان کو عدم سے وجود میں لاتے ہوئے ان سے پوچھا نہیں تھا۔ تو خدا اس کے بدلے میں ایک بہت بڑا Advantage دیتا ہے۔ اس نے کہا کہ جب میں نے اپنی مخلوق کو پیدا کیا تو اسی وجہ سے کہ میں نے ان کو مرضی کے بغیر تخلیق کیا میں نے ان سے پوچھا نہیں پھر میں ان سے ناانصافی نہیں ہونے

Marfat.com

دوں گا اور میں نے لکھ دیا کتاب میں کہ ''کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ '' (الانعام:12) میں ہر حال میں ان پہ رحم کروں گا۔ جب خدا یہ لکھ دے کہ میں ہر حال میں اپنی مخلوق پہ رحم کروں گا تو اس میں دوزخ تو نہیں آتی۔ اس میں عذاب تو نہیں آتا۔ عذاب کے بارے میں تو صاف بات کہتا ہے جب تم مجھے خدا نہیں مانو گے تو میں کیا کروں گا۔ مجھ سے بخشش طلب ہی نہیں کرو گے تو میں کیا کروں گا۔ مجھے ایک اختیار دو گے تو میں استعمال کروں گا۔ تو خداوند کریم بڑے خوبصورت انداز میں کہتے ہیں کہ ہمیں کیا پڑی ہے کہ تمہیں عذاب دیں۔ ''مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ '' (النساء:147) مجھے کیا پڑی ہے کہ تمہیں عذاب دوں۔ میں عذاب دینے والوں میں سے نہیں ہوں۔ میں اپنے بندوں کو مصیبت میں ڈالنے والا نہیں ہوں۔ میں تو عذاب نازل کر کے بھی عذاب واپس لے لیتا ہوں۔ حضرت یونس علیہ اسلام بن متی جب مچھلی کے پیٹ سے نکلے تو ایک کدو کی شاخ نے سایہ کیا۔ پتے چوڑے تھے۔ آرام آنا شروع ہو گیا۔ گلے سڑے ہوئے تھے۔ زخم کچھ بھرنے لگے تو خدا نے کدو کی اس بیل کو سوکھا دیا۔ بڑا گلہ کیا کہنے لگے! یا اللہ کمال کی بات ہے اتنی مہربانی فرمائی اس ظلمات سے نکالا۔ مچھلی کے پیٹ سے نکالا پھر اب تھوڑا سا آرام مجھے اس کدو کی بیل سے آنا شروع ہوا تھا آپ نے اسے خشک کر دیا اس کی کوئی وجہ ہو سکتی ہے؟ فرمایا ''اے یونس علیہ السلام تو ایک لاکھ کے شہر کو بددُعا دے کے نکلا تھا۔ ہم نے وہ سن لی تھی۔ ہم نے سائبان کا عذاب ان پر سوار کر دیا تھا۔ مگر پھر انہوں نے توبہ کی اور ہم نے بخشنے میں لذت محسوس کی۔ اگر تجھے ایک کدو کی بیل کے سوکھنے سے افسوس ہوتا ہے تو مجھے ایک لاکھ کا شہر برباد کرنے سے افسوس نہ ہوتا؟'' اتنی مہربان اور کریم ذات کہ اس نے یہ Advantage آپ لوگوں کو دے دیا۔ ''کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ '' (الانعام:12) کہ ہم ہر حال میں انسان پہ رحم فرمائیں گے۔ بھلا یہ پوچھو کہ عذاب کا دعویدار کون ہے؟ یہ Scholastic مُلاّ جو ہے آپ کا اس کو عقل ہی نہیں آتی۔ بھئی یہ عذاب تم اپنے لیے رکھو ہم غریب لوگوں کے لیے تو وہی مغفرت کی آیات رہنے دو وہی بخشش رہنے دو۔ کیا ڈراوے سے بھی کوئی بندہ کبھی خلوصِ دل سے خدا کی طرف آتا ہے؟ کیا اللہ یہ چاہتا ہے کہ انسان خوف و وحشت سے اس کی طرف آئے، بدحواسی سے آئے مجہول العقل ہو کر آئے، اس کی تو خواہش یہ ہے کہ ''فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ ''

Marfat.com

مجھے ایسے یاد کرو جیسے آباواجداد کو کرتے ہو۔ ماں باپ کو کرتے ہو بہن بھائیوں کو کرتے ہو پرانے بزرگوں کو کرتے ہو۔

''فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ'' ایسے یاد کرو محبت سے انس سے اپنوں کی طرح یاد کرو اور فرق صرف اتنا ہو کہ ''اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا'' (البقرہ:200) ذرا زیادہ کرو کہ مجھے پتہ لگ جائے کہ اس دنیا کی ہر چیز سے بڑھ کر تم مجھے یاد کرتے ہو۔ یہ محبت ہے۔

خواتین وحضرات! یہ جو تسبیح ہوتی ہے یہ کوئی فرائض اور مقاصد کے لیے نہیں ہوتی۔ یہ تو ویسے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ This is personal relationship اگر آپ چاہتے ہو کہ آپ خدا کو جانو پہچانو مانو۔ اگر چاہتے ہو کہ خدا آپ کے درِ دل پہ دستک دے تو پھر ''فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ'' (البقرہ:152) تم اللہ کو یاد کرو گے وہ آپ کو یاد کرے گا۔ یہ یاد کا سلسلہ بڑا عجیب وغریب ہے۔ فراق امتحانِ محبت ہوتا ہے وصال نہیں ہوتا۔

تو نمی دانی ہنوز شوق بمیرد ز وصل

چیست حیاتِ دوام سوختنِ ناتمام

وصال سے شوق مرجاتا ہے۔ یہ جو جلنا ہے محبت میں عشق میں اس کی اصل فراق میں ہے۔ جب تک آپ جدا نہیں ہوتے آپ کو پتہ ہی نہیں لگتا کہ آپ کو کسی سے کتنی محبت ہے۔ اور وہ اقبال کا شعر تو آپ نے سنا ہی ہوگا؎

باغِ بہشت سے مجھے حکمِ سفر دیا تھا کیوں

کارِ جہاں دراز ہے، اب مرا انتظار کر

اب وہ بات پرانی ہے اب انسان بہت ناز پرورده ہو گیا ہے۔ بہت ناز کر رہا ہے اپنے اوپر۔

کہ اللہ میاں اب میرا انتظار کر

اُس کا مطلب یہ کہ خدا اب بھی ہماری تلاش میں سرگرداں ہے۔ ویسے قرآن کا یہ لفظ بتاتا تو ہے کہ ''يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ'' (یٰسین:30) اے لوگو! مجھے حسرت ہوتی ہے کہ میں تمہارا انتظار کر رہا ہوں آسمان پر۔ میں سوچتا ہوں کہ یہ پلٹ کے آئیں گے سوچیں گے سمجھیں

Marfat.com

گے۔ میرا لاڈلا انسان واپس آئے گا مگر حسرت کی بات ہے کہ تم میں سے کوئی پلٹ کر مجھے نہیں دیکھتا نہ سوچتا ہے نہ سمجھتا ہے۔ اپنے خالق کی نشاندہی بھی اس سے گم ہو رہی ہے۔ تو خداوندِ کریم کے نزدیک اس فراق میں جدائی میں اللہ تعالیٰ کی یاد محبت کی یاد ہوتی ہے۔ اس لیے فرمایا کہ "اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْکَ مِنَ الْکِتٰبِ" کتاب کی تلاوت کرو، نفی اور اثبات کی خبر ہو جائے گی۔ کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا پتہ چل جائے گا۔ "وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ" اور نماز قائم کرو "اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ" یہ تمہیں فحش اور منکر سے روک دے گی۔ مگر یہ روٹینز ہیں "وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ" (العنکبوت:45) مگر میری یاد تو بہت بڑی بات ہے۔ Personal relationship ہے۔ یہ اندازِ محبت ہے، یاد تو وہی آئے گا تنہائی میں جو سب سے زیادہ عزیز ہوگا۔ اس لیے خدا اپنی یاد اپنے رسوخ میں محبت کو شامل کیے بغیر مطمئن نہیں ہوتا۔ خدا بندے کی ظاہری عبادت سے متاثر نہیں ہوتا، بہت سارے عبادت کرنے والے ایسے ہیں۔ اللہ کہتا ہے کہ ابنِ آدمؑ تو اپنے آپ کو تھکا لے گا۔ مجھے زیادہ روزے رکھ کر نہ بتا تو اپنے آپ کو تھکا لے گا۔ مجھے زیادہ نمازیں پڑھ کر نہ بتا۔ مجھے نہیں فرق پڑے گا تیری ہڈیاں ٹوٹ جائیں گی۔ پھر عاجز آ جائے گا۔ جیسے عبداللہ ابنِ عمرؓ بڑے روزے رکھتے تھے۔ آخر بیمار پڑ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا کہ اتنی عبادت کر جتنا بوجھ اٹھا سکے۔ اپنے نفس کو مبتلائے مصیبت نہ کر۔ ایک دفعہ آپ ﷺ کی خدمتِ اقدس میں ایک بدّو حاضر ہوا۔ اس نے عرض کی کہ ہمیں جنت کے لیے کیا کرنا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پانچ وقت کی نماز۔ کہا یا رسول اللہ ﷺ ایک بھی زیادہ نہیں پڑھوں گا۔ اس نے پوچھا اور کیا کرنا ہوگا؟ فرمایا رمضان کے روزے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ایک بھی زیادہ نہیں رکھنا میں نے۔ پھر کہا اور کیا کرنا ہے؟ پھر آپؐ نے باقی احکامات بتائے تو بدو کہنے لگا یا رسول اللہؐ میں ایک زیادہ نہیں کروں گا ایک کم نہیں کروں گا۔ جب زکوۃ وغیرہ کا ذکر ہو چلا تو وہ چلا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو دیکھ لو اگر یہ اپنے وعدے پہ قائم رہا تو اسے جنت ضرور ملے گی۔ جنت کا حصول تو بڑا آسان ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ہے، حضرت ابوسعید خدریؓ کی حدیث ہے، حضرت معاذ بن جبلؓ کی حدیث ہے، مسلم کی ہے بخاری کی ہے۔ پوری صحاح ستہ کی ہے۔ متفق علیہ ہے کہ جس نے ایک بار بھی خلوصِ دل سے **لا الٰہ الا اللہ محمد**

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کہہ دیا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ اب اس سے بڑی کیا اور اللہ تعالیٰ رعایت دے سکتا ہے کہ جس نے ایک مرتبہ بھی خلوصِ قلب سے کلمہ پڑھ لیا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔ یہ بھی حدیثِ رسولؐ ہے کہ ''خدا نے مجھے آٹھ چیزیں خصوصی عطا فرمائیں اور ان میں سے ایک چیز یہ ہے کہ وہ نوجوان جس کی آنکھ سے میرے لیے ایک آنسو نکلا خواہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہو اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے۔'' خواتین و حضرات! بہت آسان ہے خدا کو پانا صرف دماغ کو ذہن کو Convince کرنا ہوتا ہے You have to remember your self that hold the sense of priority. Do anything you like, eat anything you like, wear anything you like but never ever forget the sense of priority and the only top priority of intellectual curiosity is Gog.

-----------------

Marfat.com

# سوال و جواب

س: اگر توبہ اور مغفرت اتنی آسان ہے تو (ایک صاحب نے قدرے غیر سنجیدہ انداز میں سوال کرتے ہوئے کہا کہ)

If blessing is so formidable than is it possible that Asif Ali Zardari may find himself in the Heaven?

ج: آصف علی زرداری پر ججمنٹ ہی ابھی پوری نہیں ہوئی ہے۔ ابھی بہت سے حالات وواقعات اور گزریں گے۔ بہت سے مواقع پر انسان کی جو تکالیف ہیں (جزا وسزا کے عمل کا حصہ ہوتی ہیں)۔ اگر آپ میری نگاہ سے دیکھو تو وہ ایک بہت بدقسمت انسان ہے۔ اگر ان کے اقتدار کی ایک جھلک ان کو خوش قسمت قرار دے رہی ہے خوش قسمت ثابت کر رہی ہے۔ But when you look at him when you look at his family I think the last tenure of his life is so terrible. اگر آپ ان کی زندگی کا احاطہ کریں یا ان کے بچوں کی زندگی کے معاملات جو اس وقت تک موجود ہیں وہ بھی اس قابل نہیں ہیں کہ کسی قسم کا احساسِ تفاخر پیدا ہوتا ہو۔ سوائے اس کے کہ ان کے ساتھ ہمدردی کی جائے۔

And thirdly, when I look at him I know he is suffering from an acute mental problematic situation.

اب اس عالم میں صرف اقتدار کی ایک سیٹ کی وجہ سے اگر آپ انہیں خوش نصیب یا خوش قسمت سمجھیں، برا سمجھیں اچھا سمجھیں تو میرا نہیں خیال کہ میں آپ کے اس خیال کی تائید کرسکتا ہوں۔ میرا اپنا خیال یہ ہے کہ جو کچھ بھی وہ کر رہے ہیں یا سوچ رہے ہیں یا سمجھ رہے ہیں یہ تمام تر ایک Deceased out look نظر آرہا ہے۔ اس میں By-polar پرسنلٹی بھی

Marfat.com

نظر آرہی ہے۔ اس میں High schizophrenic disturbance بھی نظر آرہی ہیں۔ تو میرا تو خیال یہ ہے کہ بعض لوگوں کی سزائیں زمین پر پوری ہوجاتی ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ جب زمین پر سزا پوری ہوجائے تو خدا معاف کردے۔ میں اس کی جگہ بولنے والا نہیں ہوں۔ مغفرت میرا کام نہیں ہے یہ اس کا کام ہے لیکن جو میں دیکھتا ہوں۔ I can pity him on certain basis that forgive them O Lord for what they do not know what they do. اور اس کی وجہ سے ایک قوم مسلسل (اذیت میں ہے)۔ البتہ میں قوم کو یہ ضرور کہوں گا کہ اس قسم کے کسی بندے سے قوم کو اذیت پہنچ رہی ہے تو قوم یقیناً یہ Deserve کرتی ہے۔ کیونکہ ان تمام چیزوں کے پیچھے خواہ ان کو ہم نے چنا ہو یا نہ چنا ہو۔ مثلاً آپ اگر یہ کہو گے کہ ہم نے نہیں چنا تھا But you have chosen the way to chose آپ نے ڈیموکریسی چنی ہوئی ہے اس کا نتیجہ یہی نکلے گا۔ ان کے فیصلے کچھ لوگوں کی مرضی کے ہوں گے، پسند کے ہوں گے کچھ آپ کی مرضی کے خلاف ہوں گے۔ مگر چاہے وہ اچھے یا برے ہیں اس کے نتائج آپ کو بھگتنا پڑیں گے۔ البتہ آپ ان غلطیوں کا ازالہ ضرور کرسکتے ہو کہ اگر آپ سمجھتے ہو کہ یہ شخص آپ کی زندگی اور مفاد کے مطابق نہیں ہے یا آپ کی پرسنل یا قومی امنگوں پر پورا نہیں اترا تو آپ کے پاس ہمہ وقت یہ اختیار حاصل ہے کہ You should stop the way again coming to the throne. تاکہ وہ آپ کے مسائل کو بڑھا نہ سکے۔ عربی کا ایک محاورہ ہے کہ الناس علی دین ملوکھم لوگ بادشاہوں کے دین پہ ہوتے ہیں And to worse it so far بادشاہ بھی لوگوں کے دین پہ ہوتا ہے۔ جو کچھ آپ کے ساتھ ہورہا ہے آپ کے خود اپنے ہاتھوں سے کمایا ہوا ہے۔ اس کو مذہبی ایشو نہ بنائیں تو بہتر ہے کہ

اے بادِ صبا ایں ہمہ آوردۂ تست

کہ اے بادِ صبا یہ شگوفے تیرے کھلائے ہوئے ہیں۔ So people are more responsible to choose such people. جن کے لیے وہ بددعا کرتے ہیں۔ لگتا تو یہی ہے کہ جب آپ کی سزا ختم ہوگی تو وہ بھی ختم ہوجائیں گے۔

س: نفس کیا ہے اور اس کی پہچان کیسے ہوتی ہے اور نفس کی پہچان سے رب کی پہچان

Marfat.com

کیسے ہوتی ہے؟

ج: انسان چونکہ کوئی ایک ارب سال کے قریب جانوروں کی زندگی گزارتا رہا۔ Right from the time وہ پرائمیٹس کی شکل میں جدا ہوا ہے۔ اس وقت زمین پر دو قسم کے جانور تھے۔ پہلے سب جانور زمین کے اندر ہی رہتے تھے پھر کچھ جانوروں نے فیصلہ کیا کہ وہ یہاں سے نکل کر آسمانوں کو بڑھیں گے۔ درختوں کو لپکیں گے۔ ہم ان میں سے پہلے انسان کو پہچانتے ہیں کہ اسے پرائمیٹس کہا جاتا ہے۔ تو پرامیٹ کی شکل میں جو انسان درختوں کی طرف لپکا یا پہلی پہلی جو صورتیں نظر آتی ہیں کہ اس کے ہاتھ کا انگوٹھا کھل گیا اس کی آنکھوں میں حرکت پیدا ہوگئی تو اس وقت سے لے کر واضح طور پر یہ لگتا ہے کہ اس وقت انسان بننا شروع ہوا ہے Till the homo sapien existence came in front of us. اگر آپ غور کریں تو اس انسان کو اتنا عرصہ دوسرے جانوروں کے ساتھ رہنا پڑا ہے کہ قریباً قریباً تمام جبلّتوں کو وہ جانوروں سے شیئر کرتا چلا آیا ہے۔ تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عقل دی، روح دی اور اس طرح ایک Constant battle جو ہے نفس کی وہ شروع ہوتی نظر آتی ہے۔ ہم نفس کو جبلّتوں کا ایک پیکٹ سمجھتے ہیں۔ It's not a single instinct. یہ ایک پیکٹ ہے پوری جبلّتوں کا بیس پچیس جبلّتوں کا ایک پیکٹ ہے جو انسان کے اندر رکھا گیا ہے۔ اس میں غصہ ہے، اس میں سب سے پہلی جبلّت Survival ہے۔ اس میں محبت ہے، دفاعِ ذات ہے۔ مگر یہ اگر بیس پچیس جبلّتوں تک محدود ہوتا تو کوئی پرابلم نہیں تھا مگر جب Intincts interplay میں جاتی ہے تو Billions اور Trillions تک ان کی Possibilities جاتی ہیں۔ اسی لیے کسی صوفی کا قول ہے کہ دو چیزوں کی انتہا مجھے کبھی سمجھ میں نہیں آئی۔ ایک تو نفس کے فریب کتنے ہیں اور دوسرا رسول اللہ ﷺ کے مقام کتنے ہیں۔ تو ان دو چیزوں کی کبھی سمجھ نہیں آتی۔ Because it is so exceedingly complicated system of interplay of the instincts. کہ آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ انسان مکمل طور پر اپنی جبلّتوں کے اس عمل اور ردِعمل پر قابو پا سکتا ہے۔ But in any case i have been able only to define it اور اس کی Definition یہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ عقل سے پہلے جو ہمارے پاس Instinctive

Marfat.com

packet کی شکل میں جو دماغ آیا ہے اس کو ہم پورا نفسِ انسان کہہ سکتے ہیں۔

س: سوال سے زیادہ ایک فرمائش آئی ہے کہ سالانہ لیکچر میں آپ نے جو خوبصورت خیال پیش کیا تھا عرشِ عظیم کا اور String theory کا اس کو اگر مختصراً آپ بیان کر دیں۔

ج: وہ تو ممکن نہیں ہے کیونکہ اس بارے میں پوری احادیث آپ کو نہیں سنا سکتا لیکن ایک بات اسی موضوع پر میں آپ کو ضرور سنا سکتا ہوں۔ آپ نے سنا ہوگا خداوندِ کریم جب قیامت کے دن اتریں گے۔ وہ بڑی خوبصورت بات ہے اگرچہ وہ ایک بڑی قاہرانہ اور جاہ و جلال کی آمد ہے مگر اس کے باوجود اس کا حسن یہ ہے کہ جو لینگوئج استعمال کی گئی ہے۔

It's one of the most beautiful language جیسے خداوندِ کریم نے فرمایا: ''وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا'' (الزمر: 69) زمین تیرے رب کے نور سے چمک جائے گی جب خداوندِ کریم تشریف لائیں گے۔ اس وقت آسمانوں میں Series of ceremonies ہو رہی ہوں گی اور یہ سلسلہ ساری کائناتِ بالا میں آسمانِ اول دوم حتیٰ کہ ساتویں آسمان تک جاری ہوگا۔ ہم دراصل سب سے بالائی زمین پہ ہیں۔ تو یہ ساتویں زمین ہے جو عرش سے سب سے قریب ہے۔ ہم سے نیچے چھ زمینیں اور ہیں۔

چھ Universes میں چھ زمینیں معلق ہیں۔ ہر ایک زمین دوسری زمین کے بالکل Exactly نیچے ہے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ اگر پہلی زمین سے رسی باندھ کر ایک ڈول پھینکو تو وہ آخری زمین پہ جا کے گرے گا۔ تو They are exactly under each other تو یہ سات زمینیں جو ہیں ان کے ملائکہ اترنے شروع ہوں گے کیونکہ ساری زمینوں کا حساب ایک جگہ ہوگا اور وہ ہماری زمین کے اوپر ہوگا۔ خداوند کریم کا ارشاد ہے کہ ہم اس دن زمین کو بدل دیں گے۔ مگر جو لینگوئج استعمال ہوئی ہے اس میں شان و شکوہ بھی ہے جاہ و جلالِ ربانی بھی ہے اور قہر و غضب بھی ہے۔ فرمایا ''وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا'' (الزمر: 69) زمین تیرے رب کے نور سے چمک جائے گی۔ ذرّہ ذرّہ زمین کا روشن ہوگا۔ مگر جو جملہ میں آپ سے کہنا چاہتا ہوں جس بات کی خبرداری آپ کو چاہیے کہ خدا اترتے ہوئے یہ کہے گا کہ ''لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ'' بتاؤ کہ آج ملک کس کا ہے؟ مجھے بتاؤ کہ آج ملک کس کا ہے؟ ''لِلّٰهِ الْوَاحِدِ

Marfat.com

الْقَهَّارِ ''(غافر:16) اللہ ہی کا تو ہے جو واحد و قہار ہے۔ اللہ کے سوا یہ زمین آسمان کس کے ہیں؟ خطرے کی بات اس میں یہ ہے کہ یہ لہجہ اُس نے متکبرین کے لیے استعمال کیا ہے کبریائی والوں کے لیے استعمال کیا ہے غرور والوں کے لیے استعمال کیا ہے۔ تو خدا اگر قیامت کے دن اترے گا تو سب سے زیادہ غصہ اُسے ان لوگوں پر ہوگا جو اس کی کبریائی اور اس کی چادر Claim کرنے والے ہوں گے۔ جو غرور والے ہوں گے، جو کسی نہ کسی شکل میں اپنی کسی چیز پہ ناز کر رہے ہوں گے حکومتوں پر ناز کریں گے مال پر ناز کریں گے۔ So my sentence for that day particukarly is اگر آپ اللہ کی اس دن کی Tone دیکھو تو لگتا ہے کہ خدا کا قہر و جلال اس لیے نمایاں ہوگا کہ وہ زمین کے جاہ طلبوں اور جاہ پرستوں کو اس دن وارننگ دے رہا ہوگا۔ اس لیے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ ہم بندگانِ خدا چاہے جو مرضی کرتے رہیں مگر خدا کے لیے غرور و کبریائی سے پرہیز کریں۔ یہ سب سے بڑا مقام ہے کہ جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کبریائی میری چادر ہے۔ جو اسے مجھ سے چھیننے کی کوشش کرتا ہے اس کے خلاف میں خود لڑتا ہوں۔ This is the warning of the "Last day" کہ جو مرضی کرتے رہو مگر غرور و جاہ طلبی اور تکبر سے پرہیز کرو۔

س: اللہ تعالیٰ کو ماننا زیادہ ضروری ہے یا اللہ کا جاننا؟

ج: اصل میں ماننے کے پیچھے ایک Make belief آجاتا ہے اور خداوندِ کریم اس کے بہت سخت خلاف ہے۔ دراصل خدا کو جس طریقے سے مانا جاسکتا ہے اس طریقے پہ دنیا میں بہت کم لوگ پورا اترتے ہیں، بہت کم لوگ۔ وہ ایک High top organized عقل کی بات ہے۔ خدا چاہتا یہ ہے کہ چونکہ میں نے تمہیں عقل عطا کی ہے تو اعلیٰ ترین عقل اور فہم کے ابلاغ سے آپ خدا تک رسائی حاصل کرو۔ اس لیے وہ کہتا ہے کہ میں اندھوں اور بہروں کے مذہب کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ وہ کہتا ہے کہ خدا کے نزدیک وہ لوگ جانوروں سے بدترین ہیں جو بغیر سوچے سمجھے مانتے ہیں۔ ''اِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ'' (انفال:22) خدا کہتا ہے کہ میرے نزدیک وہ لوگ جانوروں سے بدتر ہیں جو اندھوں اور بہروں کی طرح میری آیات کو ماننے کی کوشش کرتے ہیں جو عقل استعمال نہیں کرتے۔ بہت سارے

Marfat.com

لوگ کہتے ہیں کہ وہ خدا کو بے دلیل مانتے ہیں۔ خدا ان کے جواب میں کہتا ہے ''لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ '' جو ہلاک ہوا وہ دلیل سے ہلاک ہوا ''وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ '' جو زندہ ہوا وہ دلیل سے زندہ ہوا ''وَاِنَّ اللهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ '' (الانفال: 42) خدا سننے والا ہے علم والا ہے۔ اسے جاہلوں کی طرح آپ نہیں پوج سکتے۔ اللہ کفار مکہ کو اس کا بار بار طعنہ دیتا ہے کہ اگر تم اندھے اور بہرے نہ ہوتے، اپنے آبا و اجداد کی اندھوں اور بہروں کی طرح تقلید نہ کرتے، سوچتے اور غور کرتے تو تم مجھے اپنا رب مان لیتے۔ میری کائنات پہ، انفس و آفاق پہ غور کرتے۔ پھر کہتا ہے کہ میرے بہترین بندے وہ ہیں ''اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللهَ قِيَامًا وَّ قُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ '' کہ جو اٹھتے بیٹھتے اور کروٹوں کے بل مجھے یاد کرتے ہیں ''وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ '' (الِ عمران: 191) اور زمین و آسمان کی تخلیقات پہ غور کرتے ہیں۔ پھر کہتا ہے کہ میں نے درجاتِ زندگی عبادت پہ نہیں بنائے۔ میں نے درجاتِ زندگی روزے نماز پہ نہیں بنائے بلکہ ''نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ '' جس کے چاہتا ہوں درجات بلند کرتا ہوں ''وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ '' (یوسف: 76) اور ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے۔ The tone of the Prophet (PBUH) and the tone of the God is same. خدا اپنے بندوں سے تعلیم مانگتا ہے علم مانگتا ہے۔ علم وہ خود ہے۔ آپ عقل رکھتے ہو۔ Receiver آپ ہو۔ So He thinks کہ جس نے خدا کو نہیں جانا نہیں پہچانا اس کی آیات پر آفاق پر غور نہیں کیا وہ جاہلوں کی طرح مرا جاہلوں کی طرح جیا۔ البتہ کئی نسبتوں سے ان کی نجات ہو سکتی ہے مگر وہ قربتِ خداوندی کے یا شناسائی کے حامل نہیں ہو سکتے۔

س: آپ کی بات سے یہ تاثر ملتا ہے کہ گناہ کرتے رہیں اور پھر معافی مانگتے رہیں تو اللہ معاف کر دے گا۔ جب کہ قرآن کے حوالے سے معافی کی شرائط احساسِ گناہ سورۃ الزمر ندامتِ گناہ سورۃ البقرہ عزمِ ترکِ گناہ البقرہ اور تدارکِ گناہ البقرہ۔ تو اگر معافی مانگتے ہوئے یہ خیال ہوا کہ گناہ کیا پھر معافی مانگ لیں گے تو اس صورتِ حال میں کیا پھر معافی مل جائے گی؟

ج: خواتین و حضرات! اگر تو بہت الجھا ہوا ہے آپ کو سمجھ لینا چاہیے کہ خدا جو یہ کہتا ہے کہ گناہ کر کے پھر معافی مانگ لو در حقیقت گناہ کی صرف دو قسمیں ہیں۔ ایک دفعہ جنید بغدادیؒ کے

Marfat.com

پاس حضرت حارث المحاسبیؒ تشریف فرما تھے۔ یوں کہہ لیجیے کہ اپنے زمانے کے دو بڑے صوفیاء بیٹھے ہوئے تھے۔ کسی شاگرد نے کہا کہ دو بڑے استادِ تصوف جمع ہیں تو چلو اِن سے کوئی سوال پوچھ لیتے ہیں۔ ایک صاحب نے ابو حارثؒ سے پوچھا کہ گناہ کیا ہے اور توبہ کیا ہے؟ ابو حارثؒ نے فرمایا توبہ یہ ہے کہ تجھے گناہ ہمیشہ یاد رہے۔ پھر پوچھا گیا استادِ زمانہ سے، ہم حضرت جنیدؒ کو تصوف میں استاد العلما سمجھتے ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ توبہ کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ تجھے گناہ کبھی یاد نہ آئے۔ ایک استاد کہتا ہے کہ گناہ ہمیشہ یاد رہے یہ توبہ ہے۔ ایک کہتے ہیں کہ گناہ کبھی یاد نہ آئے مگر Technically اگر دیکھا جائے تو جنیدؒ کا قول بڑا معتبر ہے۔ اصل میں گناہ اور توبہ میں جو تضاد ہے Once you are making a mental and intellectual decision توبہ کا مطلب کہ I will not go on this way again اور اگر آپ اپنے گناہ کو بار بار یاد کرو گے تو پھر کچھ عرصے کے بعد اس کی خوف و وحشت کم ہونا شروع ہو جائے گی اور اس کی لذت لوٹنا شروع ہو جائے گی اور گناہ کی جو Morbid لذت ہے دوبارہ آپ کو گناہ پر آمادہ کرے گی۔ شیخ جنید بغدادیؒ کا قول یہ ہے کہ تجھے گناہ کبھی یاد نہ آئے۔ اگر آپ اپنے گناہ کو یاد کرتے رہو گے تو گناہ آپ کی قوتِ مدافعت توڑ کر دوبارہ آپ کو اس پر آمادہ کر سکتا ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ انسان گناہ کرتا رہے اور توبہ کرتا رہے، اصل میں یہاں سب سے بڑی راز کی بات یہ ہے کہ Once you are in love with God دیکھو یہ جو جتنا تقویٰ ہے جتنا گناہ سے اجتناب ہے یہ صرف سزاؤں کے خوف سے نہیں ہوتا۔ سزا کے خوف سے کیا ہوا اجتناب دوبارہ واردات میں ڈال دیتا ہے۔ اصل میں خدا کی محبت میں کیا ہوا اجتناب جو ہے وہ کبھی دوبارہ غلطی پہ آمادہ نہیں کرتا۔ تقویٰ کا مطلب وہ خوف نہیں ہے کہ نارِ جہنم اور سزا سے ڈرا جائے۔ تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ ہم سے وہ افعال سرزد نہ ہوں جو ہمیں خدا سے دور کر دیں اور ہمارے اور خدا کی محبت میں فرق ڈال دے۔ سو اہلِ علم کی توبہ یہ ہے کہ وہ خدا سے ایسی محبت میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ کبھی کسی قیمت پر بھی ایسا گناہ نہیں کرتے جو انہیں خدا سے دور کر دے۔ اور دوسرے لوگوں کی توبہ یہ ہے کہ وہ خوف اور وحشت کے تحت وہ خطائیں نہیں کریں گے کیونکہ ان کو سزا کا ڈر ہوتا ہے۔ مگر سزا کا یہ ڈر کبھی کبھی Oblivion کا شکار ہو جاتا ہے اور لذتِ گناہ جو ہے سزا کے خوف پر

Marfat.com

اکثر غالب آجاتی ہے اور وہ دوبارہ وہی خطا کر بیٹھتے ہیں۔اس لیے اس بارے میں میرا خیال یہ ہے کہ It's psychological fact, it's not a physical factor. بہت سارے گناہ ہیں جن کے ہم عادی ہو جاتے ہیں اور شاید ترکِ عادت جو ہے بہت بڑا المیہ بن جاتا ہے۔بہت سارے گناہ ضرورت کے تحت ہوتے ہیں اور ان میں داخل مجبوریوں کو نگاہ میں رکھنے والی اللہ کی ذات موجود ہوتی ہے۔ بہت سارے گناہ اضطراب کی شکل میں سرزد ہوتے ہیں جن میں قتل تک معاف ہو جاتا ہے۔اس لیے ہر گناہ کے پیچھے ایک Different psychology ہوتی ہے۔ہمیں دیکھنا پڑتا ہے مگر سب سے بڑا گناہ جیسے میں نے کہا کہ ایک Depressive psychosis create کرتا ہے جس میں بندہ مایوس ہو جاتا ہے جس میں شیطان اس کو مایوس کر دیتا ہے کہ You have no chance to live so die اور اس طرح وہ گناہ کرتے کرتے خودکشی تک پہنچ جاتا ہے۔ So this is the biggest sin in human, I would again say کہ آپ کو گناہ کرنے کی ترغیب نہیں ملتی بلکہ خدا کی محبت میں آپ کا حوصلہ بڑھتا ہے۔جب ایک گناہ سے گریز کر کے آپ اللہ کی محبت حاصل کرتے ہو تو آپ بڑے بڑے پختہ گناہوں تک رسائی حاصل کر لیتے ہو آپ ان پر غلبہ پا لیتے ہو۔محبت فاتحِ عالم ہے خوف نہیں۔

**وماعلینا الا البلاغ**

-----------------

Marfat.com

Marfat.com

# دین اور ثقافت کا رشتہ

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ

مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ

مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ

مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا

نَّصِیْرًا O

(سورۃ الاسراء آیت نمبر:80)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ

عَمَّا یَصِفُوْنَ O

وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ O

وَالْحَمْدُ

لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O

(سورۃ الصّٰفّٰت، آیت نمبر:180-182)

Marfat.com

Marfat.com

خواتین وحضرات! جو موضوع آج چنا گیا ہے بظاہر ایسے لگتا ہے کہ زمان ومکاں کے ساتھ ساتھ اس کی تشریح ہوتی ہے Once I was sitting in a five star hotel. وہاں کوئی دین کی بات ہو رہی تھی، اللہ کی بات۔ تو قریب سے گزرتے ہوئے ایک شخص نے کہا کہ صاحبو یہ کوئی جگہ ہے ایسی باتیں کرنے کی تو میں اس کی بات سن کے چونکا، ایسے ماحول میں مجھ سے رہا نہ گیا تو میں نے پوچھا کہ کیا ایک فائیو سٹار ہوٹل میں اللہ کی بات نہیں کی جاسکتی؟ تو جھینپ گئے اور کہنے لگے کہ نہیں! شاید یہ ماحول اللہ کی بات کے لیے مناسب نہیں تو مجھ پر انکشاف ہوا کہ تہذیب وثقافت نے کچھ ایسی بندشیں بنا رکھی ہیں کہ جہاں دین اور خدا کی بات نہیں ہوسکتی۔

اگر ہم زمان ومکاں کے لحاظ سے دیکھیں تو لگتا یہ ہے کہ وہ وقت کہ جب دین اپنی حیثیت جتا رہا تھا اور مخلوقاتِ عالم کو ایک بہت بڑے Soloution کی طرف پروردگار عالم بلا رہے تھے تو لگتا یہ ہے کہ وہ پورے کا پورا عرصہ یا وہ پورے کا پورا ایریا کسی قسم کی ثقافت سے تہی تھا اور جو بندشیں اور Bans آ رہے تھے جو آج کل کے علما کی نظر میں بھی بہت بڑی بندشیں اور Bans ہیں تو لگتا ہے ایک روکھا پھیکا ساحل ہے جو انسانوں کو دیا جا رہا تھا جہاں ان کے ذوق ان کے خیال کے مطابق زندگی کو ایک بڑے ہی منفرد انداز سے گزارنا تھا، شاید جہاں اللہ کے سوا کوئی شئے موجود نہ تھی۔

جتنا Existing atmosphere تھا اور Particularly جب ہم اہل عرب کے وہ اعمال دیکھتے ہیں جو اس سے پہلے جاری تھے جیسے خانہ کعبہ کے گرد ننگے طواف کرنا جیسے ایک Absolutely free sexuality ماحول جہاں موجود تھا جہاں بچے والدین کی چھوڑی ہوئی بیگمات سے بھی شادیاں کر لیتے اور جہاں ایسے لگتا تھا کہ جیسے Barbari insensible attitude of sexuality جاری ہے وہاں لگتا یہ تھا کہ مذہب نے ایک دوسری Limit مقرر کر دی ہے کہ جہاں ان چیزوں کا قطعاً کوئی دخل ہی نہیں ہے۔ جہاں انسان کا ادب سے شعر سے اور اس کی پرانی روایات سے اور کسی قسم کے تلذذ کا کوئی بھی خیال موجود نہیں ہے۔ ایک طرف ہم

Marfat.com

دیکھتے ہیں کہ ایک بگڑا ہوا یونانی فلسفہ جو Epicurean philosophy کی شکل میں تھا وہ اپنے جبلی اقدار میں ایک پورے معاشرے پہ مکمل حاوی تھا اور دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ ایک Rigid قسم کا Insensible inhuman فلسفہ اسلام آ رہا تھا تو خواتین وحضرات! بات یہ ہے کہ جب کسی معاشرے کے Bulid up میں کوئی ایسا وقت آ جائے کہ جہاں ہم نے بہت ساری اور بہت بڑی لبرٹیز کو چند Limitations میں قید کرنا ہوتا ہے جہاں ایک زمانے کو دوسرے زمانے میں داخل کرنا ہوتا ہے۔ جہاں ایک وقت دوسرے وقت سے اصلاح پکڑ رہا ہوتا ہے تو اس وقت نہ کوئی فوجی کام آتا ہے نہ کوئی ادیب کام آتا ہے۔ یہ اتنی بڑی ٹرانزیشن ہوتی ہے اتنی بڑی Change ہوتی ہے ایک پورے معاشرے کی اقدار کو بدلنا اور ان میں سے وہ کارآمد اقدار جو پیچھے سے کسی نہ کسی وقت انسان کے تجربے میں اس کو مفید ثابت ہوتی رہی ہیں ان کو سنبھالنا اور نئے وقتوں کے لیے کچھ اصول چھوڑ دینا یہ کسی معمولی انسان کا کام نہیں ہوتا۔ اسی کو تجدیدِ دین کہتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ہر صدی کے اول میں ایک مجدد ضرور پیدا ہوتا ہے کہ جو دین کی وضاحت بھی کرتا ہے اور اس عصر کے تقاضوں کو پورا بھی کرتا ہے۔ کسی نے ابن عباسؓ سے پوچھا کہ اے ابن عباسؓ تمہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاویلِ قرآن کی بشارت بخشی ہے تو آج تو آپ زندہ ہو اور ہمیں جب کوئی مسئلہ پیش آتا ہے تو ہم آپ کے حضور آ جاتے ہیں اور ہم آپ سے پوچھ لیتے ہیں کل کیا ہوگا؟ For example آج کا آدمی پوچھتا ہے ابن عباسؓ سے کہ آج کیا ہوگا؟ آج ہم اپنے اس وقت کے اس دورانِ زماں کی Change کو کس طرح کنٹرول کریں گے؟ تو ابن عباسؓ نے ارشاد فرمایا کہ اَلْقُرْاٰنُ یُفَسِّرُہُ الزَّمَانُ ہر زمانہ قرآن کی اپنی تفسیر کرتا ہے۔ قرآن کی تفسیر کا پچھلے ایک ہزار برس سے یہ قاعدہ رہا کہ لوگوں نے بجائے اس کے کہ قرآن کے ایک Broader معانی کو اپنے عہد میں استعمال کرتے انہوں نے اسے ماضی کی کچھ ایسی حدود میں قید کر دیا کہ آیات تو چلیں مگر زمانہ ساتھ نہیں چلا۔ جب زمانہ ساتھ نہیں چلا تو اب عجیب وغریب قسم کے لوگ آپ کو سڑکوں پہ گھومتے پھرتے نظر آتے ہیں جو اگرچہ اس عصرِ جدید کے ہیں مگر نظر مارو تو .You Can only call them those maroons جو شاید ابھی بھی ازمنہ قدیم کے بوسیدہ اوراق اور بوسیدہ نشانات کی طرح ہمارے سامنے کھڑے

Marfat.com

ہوتے ہیں۔ اسلام ایسا کبھی بھی نہیں تھا۔ If it could not have been a challengeable religion اگر خدا کو مقابلے کی خواہش نہ ہوتی اگر ان تمام اذہان سے جو وقتاً فوقتاً خدا پر اعتراض کرتے رہے اللہ کے علم میں تھا کہ اس نظر سے اس تھیسز کو اس کے Thematic end کو کہیں کہیں کوئی نہ کوئی مرحلہ کوئی چیلنج درپیش رہتا ہے۔ اس لیے قرآنِ حکیم کو جب اللہ نے بیان کیا تو اس میں ایک آیت بڑی خاص رکھ دی اور کہا کہ یہ وہ قرآن ہے جس کی ہر آیت ہر عصر کا ہر زمانے کا چیلنج قبول کرے گی۔ ''الٓرٰ کِتٰبٌ اُحۡکِمَتۡ اٰیٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتۡ مِنۡ لَّدُنۡ حَکِیۡمٍ خَبِیۡرٍ '' (ھود: 1) اس کی ایک ایک آیت پرکھ لی گئی ہے اور خالی اپنے دور کے لیے نہیں پرکھی گئی ہے بلکہ ان تمام زمانوں کے لیے پرکھی گی ہے جو بعد میں آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹی سی آیت میں کہا کہ تمہارا خیال ہے کہ میں اتنا پرانا ہوں کہ عصرِ جدید کا انسان جو اپنے آپ یہ دعویٰ دیکھتا ہے کہ میں بہت آگے بڑھ گیا ہوں کیا اس کا خیال یہ ہے کہ اس کی انٹی لیکچوئل یا سائنٹفک پروگرس کو میرا ربِ کریم سمجھ نہیں سکتا؟ کیا تم خیال کرتے ہو کہ عہدِ قدیم میں جو قرآنِ کریم اپنے وہ آگے کے ماڈرن ایجز کی وضاحت نہیں کر سکتا ''اَلَا یَعۡلَمُ مَنۡ خَلَقَ '' (الملک: 14) کیا تمہارا خیال ہے کہ میں اپنی تخلیقات سے اتنا بے خبر ہوں کہ مجھے کچھ نہیں پتہ کہ بعد میں رسل آئے گا وِٹ گانسٹائن آئے گا نیٹشے اور فنٹشے آئیں گے کانٹ آئے گا۔ تمہارا خیال یہ ہے کہ یہ لوگ یہ جو زمانہ حاضر کے خدا ہیں، آج کوئی ہاپکنز آئے گا تو وہ میری آیات کو جھٹلا دے گا تو اس نے کہا کہ میں نے ایک ایک لفظ ایک ایک بات ایسے جانچ تول کر رکھی ہوئی ہے کہ قیامت تک کے لیے ان آیات کو کوئی جھٹلا نہیں سکے گا۔

خواتین و حضرات! اسلامی ثقافت بنیادی طور پر اس کمٹمنٹ سے شروع ہوتی ہے کہ How much do you believe in God? How much you are accountable to God? How much do you want to allow Him to interfere in your personal and collective life? سچ پوچھو تو ہماری زندگی کا ہر قاعدہ اور قرینہ ایک Simple faith سے بنا ہے۔ There are people who want to live with God and there are people who do not want to live

Marfat.com

with God. اور یہی چیز ان کی زندگی کے ہر شعبے میں دخل دیتی ہے۔ پھر Those who want to believe in God and live with God. ان کے آگے بھی ایک بہت بڑا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ کیا وہ حقیقی خدا کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں یا سادہ سے ایک Taboo کو پرانے زمانے کے تصور کو اپنے عصرِ حاضر میں زندہ رکھنا چاہتے ہیں وہ اسے ایک فریم میں سجانا چاہتے ہیں۔ دور دراز جب آفاق کے اس پار نظر جاتی ہے تو اس کا خیال آتا ہے مگر قرب و جوار میں اس اللہ کا وجود کہیں نہیں ہوتا وہ ہمیں جھوٹ بولنے سے نہیں روک سکتا۔ This is the policy. وہ کسی میکاؤلی کے Theoretical ملکی تھیسز میں دخل نہیں دے سکتا وہ کبھی بھی ہمارے Personal ends میں ہمارے فتنہ وفساد اور لالچ میں اثر پذیر نہیں ہوتا اگر ایسا کوئی خدا ہے اور اس کا یہ مذہب ہے تو I don't think He has any validity to our personal problems in this age. تو سب سے بڑا مسئلہ یہ ہے میرے نزدیک کسی بھی تہذیب کا یہی ہوتا ہے۔ کسی بھی تہذیب کو اپنے ایک Central axis کے گرد گھومنا پڑتا ہے۔ جیسے آج پورے کا پورا ویسٹ خدا کو ایک vestiges قرار دے چکا ہے۔ It is vestiges of the past. ٹھیک ہے! امریکہ کے سائیکالوجسٹ کا ایک بورڈ بیٹھتا ہے وہ یہ رائے دے سکتا ہے کہ آج بھی مذہب جو ہے انسان کے دکھوں اور مسائل کے لیے پرسنل لیول پہ کام آسکتا ہے۔ آج بھی بہت ساری دنیا ہے جو اتنی Decadent مزاج کی مالک ہے کہ اگر ان پہ کوئی Latest medicine اثر نہ کرے ان کو ایک وظیفہ دے دو تو وہ ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ ابھی بھی Perceptions کمزور ہیں مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ خدا ہے That is another method. علاج کا ایک طریقہ ہے۔ یہ جو ہمارے ساتھ عصرِ قدیم کے vestiges چلے آتے ہیں ان میں سے ایک خدا ہے۔ کوئی سیمینٹکس کا دانشور اٹھے گا تو وہ یہ ضرور کہے گا کہ اللہ ہے کیا؟ پیاز کے چھلکے ہی تو ہیں۔ چھلکے اتارتے جاؤ آخر میں خلا نکلتی ہے۔ میں نے ایک اینتھروپالوجسٹ سے پوچھا کہ بھئی تم لوگوں نے انسان کے بارے میں کیا اتنے فضول سے تھیسز بنائے ہوئے ہیں۔ گلاسکو یونیورسٹی کے انتھروپالوجی کے ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ سے میں نے پوچھا کہ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ آپ لوگ کہتے ہو کہ قدیم تہذیبات میں خدا کا تصور موجود تھا۔ اس سے بھی آگے

Marfat.com

آپ چلے جاتے ہو آپ کہتے ہو کہ .Homosapien was homo religious یہ کیا عجیب بات ہے کہ وہ انسان جو جنگلی جانوروں کی طرح ہاؤ ہو کرتا پھرتا تھا اس کے دماغ میں جو پہلی سوچ آئی وہ خدا کی کیوں تھی؟ پروفیسر اسمتھ نے پوری زندگی گزارنے کے بعد اپنے تھیسز کو اسی پہ مکمل کیا۔ Homo sapien was homo religious کہ جب سے انسان نے سوچنا شروع کیا وہ خدا پرست تھا۔ نہ صرف یہ کہا بلکہ ٹائر نے مزید ریسرچ کرتے ہوئے کہا کہ اتفاق یہ ہے کہ یہ جو پہلا انسان تھا اولین اور ابتدائی انسان تھا جسے آپ Homo sapein کہتے ہیں نہ صرف خدا کا قائل تھا بلکہ خدائے واحد کا قائل تھا۔ Homo sapien was not only homo religious but he was also monotheist. کیا اتفاق ہوا کہ ہماری ابتدائے حیات میں خدا کا تصور اتنا کارگر اور مضبوط تھا کہ ابتدائی تمام Human civilizations کو اگر کوئی تصور گائیڈ کرتا رہا۔ تہذیبات کو اگر کوئی شئے گائیڈ کرتی رہی تو خدا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ خدا کرتا کیا رہا؟ ویسے تو حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ ہر وقت لوگوں کو مذہب کی باتیں نہ بتایا کرو لوگ کبھی اکتا بھی جاتے ہیں اور آپ اکتائے ہوئے انسان کو مذہب کیا دو گے؟ کیوں تم انہیں فورس کر کے ہر وقت اللہ کی باتیں سناتے ہو اور پھر لاؤڈ اسپیکر میں سنائیں تو بندہ اور تنگ ہوتا ہے۔ مذہب اگر اعلیٰ ترین تصورِ خیال ہے جس نے انسانی تہذیبوں کی راہنمائی کی ہے تو سوچنا پڑتا ہے کہ یار گلی کوچوں میں ہر وقت مذہب کو کیوں گھسیٹتے پھرتے ہو آخر اس کی کوئی اہمیت ہے اگر یہ اعلیٰ ترین خیال ہے اگر یہ زندگی سے بالا نشین خیال ہے اگر یہ کوئی ایسا تصور ہے جو بلوغتِ علم اور فکر کے ساتھ آتا ہے اور بلوغتِ عمر کے ساتھ آتا ہے تو پھر اسے خوامخواہ چھوٹے چھوٹے بچوں پہ کیوں مسلط کرتے ہو یہ سوچنا پڑتا ہے۔ اس لیے تہذیب میں مذہب کلچر کی طرح آتا ہے کسی بھی تہذیب میں مذہب کلچر کی طرح آتا ہے اور کلچر اور تہذیب دو علیحدہ علیحدہ چیزیں ہیں۔ کلچر آپ کو پتہ ہے Scientifically speaking۔

کسی جرثومے کو پیدا کرنا اس کے فنکشنز دیکھنا اپنی کلچر پلیٹ میں اس کے اثرات دیکھنا اس کی کمی بیشی دیکھنا۔ Scientifically کلچر اس کو کہتے ہیں۔ اس طرح کسی بھی Civilization میں کلچر اس پہلے خیال کی طرح ہے اس انوکھے خیال کی طرح ہے جدت اور

Marfat.com

بدعت کی طرح ہے جو کسی معاشرے میں آ کے اس کو چونکا دیتا ہے۔ وسوسہ شیطان کی طرح سے آ سکتا ہے۔ پائیل کی جھنکار کی طرح سے بھی آ سکتا ہے یہ انوکھے خیال کی طرح ہوتا ہے مگر اس کی رفتار بڑی تیز ہوتی ہے وہ خوف ناک حد تک تیز ہوتا ہے لوگ اسے روکنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تہذیبیں کسی Cultural aspect کی پیدائش کی وجہ سے خوف زدہ ہو جاتی ہیں یہ بلند و بالا پہاڑوں سے اترتے ہوئے اس چشمہ کی طرح ہوتا ہے جو چٹانوں کو توڑتا پھوڑتا ہوا وادیوں کو نکل جاتا ہے۔ اس وقت کوئی رکاوٹ کام نہیں آتی۔ کلچر بھی اس طرح آتا ہے مگر جب وہ پانی زمین میں داخل ہوتا ہے وہی چشمہ جب کھلی زمین میں چلا جائے پھیلاؤ میں چلا جائے سست رو ہو جاتا ہے اس کی چمک مانند پڑ جاتی ہے وہ روشنیاں جو ساتھ لے کر چلتا ہے اب اس میں مٹی کی گرد شامل ہو جاتی ہے اور تہذیب اس کلچر کو کہتے ہیں جو رفتہ رفتہ اتنا قابلِ قبول ہو جائے اتنا لوگوں میں رچ بس جائے کہ وہ اپنی جدت کھو بیٹھے اور ایک پورے کا پورا معاشرہ اسے قبول کر لے۔ اس میں بہت سارے فکری مغالطے بھی ہوتے ہیں ذرا غور کیجئے مہاتما سدھارتا بدھا بیچارا ساری عمر خدا کا نام لینے سے ڈرتا رہا اگر آپ مجھ سے پوچھو تو یہ جو پروردگارِ عالم نے فرمایا ہے کہ ہم نے کسی قوم کو تباہ نہیں کیا کہ جب تک ان میں پیغمبر نہیں بھیج لیے۔ پھر مزید کہا "اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ" اس قوم کی زبان میں تو آخر اتنے عرصے سے بیچارے آریہ جو ادھر داخل ہوئے آخر کوئی نہ کوئی پیغمبر تو ان میں بھیجا ہی گیا ہوگا۔ مہاتما سدھارتا بدھا کی بدقسمتی دیکھئے کہ اس کے اردگرد بتوں کا ہجوم تھا آج بھی ہے۔ It is said that every third indian has a god اندازاً کوئی تینتیس کروڑ کے قریب بنتے ہیں تو اس وقت بھی یہ عالم تھا۔ اب مہاتما جس اپروچ جس کلچر کو لے کے نکلا تھا بارہ سال اس نے ہندوؤں کے آشرم میں تپسیا کی۔ کہتے ہیں کہ اس کی خوراک آٹھ دانے چاول اور ایک گھونٹ دودھ کا رہ گیا تھا۔ یہ جو آپ Fasting Buddha دیکھتے ہیں وہ بارہ سال کے بعد اٹھا۔ اس نے کہا مشقتوں میں کوئی دین نہیں کوئی خیال نہیں کوئی نجات نہیں کوئی مکتی نہیں کوئی نروان نہیں آخر درخت کے نیچے بیٹھا گیان کیا دھیان کیا سوچا غور کیا فکر و عمل میں رہا اور نروان کا فلسفہ لے کر نکلا خدا کا نام نہیں لیا۔

خواتین و حضرات! میرے نزدیک اس نے خدا کا نام اس لیے نہیں لیا کہ اتنی بڑی

Marfat.com

لسٹ آف gods and goddess میں جو اس وقت مہیا تھی اور رائج الوقت تھی اگر وہ کسی کا نام لے لیتا تو وہ بھی ایک لسٹ میں ایک Common God کی طرح ہو جاتا۔ اس خوف کے مارے اس نے اپنی اس سپریم اتھارٹی کا نام نہیں لیا مگر کیا مہاتما کی پیغمبری کا رتبہ آپ Neglect کر سکتے ہو کہ جب عمرِ آخر میں اس کے First student جس کا نام نندا تھا۔ اس نے کہا کہ اے استاد کیا تو آخری تری تھنکر ہے؟ کیا تم آخری ٹیچر ہو؟ تو اس نے کہا کہ No, I am not the last one. کہ میں آخری نہیں ہوں تو اس نے کہا پھر آخری کون ہوگا؟ تو اس نے کہا نندا وہ میرے بعد آئے گا تو نندا نے کہا کہ اے استاد کیا میں اس کو پاؤں گا، دیکھوں گا؟ تو اس نے کہا شاید، میں کہہ نہیں سکتا۔ پھر نندا نے کہا فرض کرو وہ آ بھی جائے تو پھر میں کیا کروں گا؟ میں اسے پہچانوں گا کیسے؟ تو مہاتما نے کہا کہ وہ مترا ہے۔ سنسکرت میں مترا اور رحمت ہم معنی ہیں۔ کہ اگر وہ آئے گا تو اسے ایک نشان سے پہچان لے گا کہ وہ رحمۃ للعالمین ہے۔ میں کم از کم بدھا، راماچندر یا کرشنا کے بارے میں اگر وہ مواد اور رجحانات نکال دوں جو ان کے بعد آنے والوں نے خراب کیے ہیں تو میں کہہ سکتا ہوں کہ انداز پیغمبرانہ تھا۔ ان کی پوری پوری زندگیوں کا انداز پیغمبرانہ تھا۔ 55th اشلوک میں جب ارجنا رتھ پر سوار ہوتا ہے تو کرشنا سے کہتا ہے کہ اے استاد میں یہ جنگ نہیں لڑنا چاہتا یہ کروکشیتر کے میدان کی جنگ میں نہیں لڑنا چاہتا تو اس نے پوچھا کیوں نہیں لڑنا چاہتے؟ اس نے کہا کہ اے حضرت! دیکھو تو سہی اُدھر بھی میرے بھائی ہیں اِدھر بھی میرے بھائی ہیں۔ دونوں طرف ان کے رشتے دار وغیرہ تھے کزنز تھے۔ کیا میں اپنے سارے رشتے ناتے ایک سلطنت کے لیے قتل و غارت میں جھونک دوں؟ کیا میں ان کے خلاف لڑوں گا؟ تو کرشنا نے کہا سنو! تم سچ ہو کہ جھوٹ ہو، تم سچائی پر ہو یا تم صرف ملک گیری کی ہوس کرنے آئے ہو؟ تو ارجنا نے کہا کہ اے استاد! ہوں تو میں سچائی پر تو کرشن نے کہا سن لو سچائی کا کوئی رشتہ دار نہیں ہوتا۔ جب ہم ان کے یہ اقوال دیکھتے ہیں تو یہ Common اقوال سے بلند ہیں۔ ایک Common آدمی کی سوچ سے بڑے ہیں۔ یقیناً ماؤ اور تاؤ جو بہت بڑے چائنہ کے بزرگ گزرے ہیں جن کا پورے کا پورا فلسفہ ہی یہ ہے کہ خیر زندگی ہے۔ خیر کے علاوہ کوئی زندگی نہیں ہے۔ آخر ہمیں یہ دیکھنا پڑتا ہے کہ یہ جو ایک Supreme skill والے لوگ ہیں اور صرف وہی نہیں اگر ذرا دیکھو تو Zeno

Marfat.com

Stoic of Elea جو ہمیں یونان میں نظر آتا ہے۔ اسے کہتے ہی Stoic of Elea ہیں وہ جو ایلیا کا راہب ہے جو زمان و مکاں کا فلسفہ دیتا ہے۔ پھر Dionysius the Areopagite کو دیکھتے ہیں جو الیگزینڈریا میں ہے پھر جب خواجہ سگ پرست کو دیکھتے ہیں جو Diogenes the Elder ہے تو ہمیں ان کی زندگی صوفیا سے بڑی مشابہ لگتی ہے۔ They indeed were introducing a new culture to the particular society. اور اس کی وجہ سے ہمیں پورا پورا یقین ہوتا ہے کہ دنیا کبھی تہذیبِ پروردگار سے خالی نہیں رہی نہ تصورِ خدا سے خالی رہی۔ تہذیب کا سب سے بڑا شعور یہ ہے کہ ان کو اپنے اعمال کی گائیڈنس کہاں ملتی ہے۔ اگر ان کو Guidance کے لیے زمین سے باہر For example آپ جسٹس کو دیکھ لو جو ہماری نسلِ انسان کی تہذیب کا حصہ ہے لوگوں کے لیے انصاف ایک بہت بڑی ویلیو رکھتا ہے۔ کیا انصاف جو ہے کوئی خارجی ویلیو ہے؟ کیا انصاف کوئی داخلی ویلیو ہے؟ کیا کسی تہذیب کا جزوِ لاینفک ہونے سے پہلے ہم کہہ سکتے ہیں کہ لوگوں نے اپنی سوچ اور عمل سے جسٹس تخلیق کیا؟ ابھی پچھلے دنوں انگلینڈ میں کچھ تجربے ہو رہے تھے۔ وہ تجربات Capuchin monkies پر ہو رہے تھے۔ دو Monkies تھے۔ ایک کو اچھا کیلا دیا گیا ایک کو خراب دیا گیا۔ وہ جس کو خراب کیلا دیا گیا اس نے تو شور و غل مچا دیا۔ اچھلا کودا دنگا فساد شروع کر دیا چپ ہی نہیں کرتا تھا۔ سائیکالوجسٹ نے بڑی کوشش کی کہ وہ کسی طریقے سے مان جائے۔ اس نے کہا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا میں اور اتنا فضول کیلا! اور میرے مقابل کو اتنا اچھا کیلا۔ اس کے پاس دوسرے بندر لائے گئے۔ دوسرے بندروں نے جب یہ صورتِ حال دیکھی تو وہ احتجاج میں شریک ہو گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے کا پورا ان کا حلقۂ احباب احتجاج کرنے لگا۔ بس وہ ایک بندر صحیح و سالم کیلا لے کر چپ کر کے بیٹھا ہوا تھا وہ زیادہ کوئی بول بال نہیں رہا تھا کہ واقعی میں بھی Convinced ہوں کہ کچھ غلط ہوا ہے مگر باقی تمام بندروں نے اس خراب کیلے پہ احتجاج کیا۔ سائیکالوجسٹ نے کہا کہ یار کچھ اور کر کے دیکھو۔ انہوں نے کوئی بہترین قسم کے کیلے منگوائے اور سب کو بانٹ دیے۔ ایک دم سے احتجاج Subside ہو گیا۔ سارے خوش ہو گئے۔ انصاف پورا ہو گیا تو اس پہ سب Psychologists نے مل کے ایک ججمنٹ دی، Justice is not created from somewhere

Marfat.com

Inherent تمام حیات میں انصاف جو ہے بنیادی outside, justice is not extrnal. اور جینیٹک کوالٹی ہے اور جہاں بھی یہ (انصاف کا بحران) پیدا ہوگا چاہو یا نہ چاہو یعنی ہر انسان ہر جانور ہر درندہ ہر پرندہ اس کے خلاف احتجاج ضرور کرے گا۔ اب خیال یہ کیا جاتا ہے کہ اتنی بڑی بڑی اعلیٰ اقدار جو اس شرفِ انسان میں ہیں اگر ان کے جین میں ہیں تو پھر انسان نے کیا کیا ہوا ہے؟ آپ کا کیا خیال ہے اس میں کون سی ایسی Creative faculty تھی جس کو اس نے اجاگر کیا ہوا ہے؟ اگر یہ ساری ویلیوز جو ہیں اس کے جین میں ہیں Inherent ہیں پھر ماننا پڑتا ہے خدا کی ذات کو پھر تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ اصلی Creator وضاحت کر رہا ہے کہ یہ ساری چیزیں کہاں سے آئی ہیں۔ ''وَالشَّمۡسِ وَضُحٰهَا (1) وَالۡقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا (2) وَالنَّهَارِ اِذَا جَلّٰهَا (3) وَاللَّيۡلِ اِذَا يَغۡشٰهَا (4) وَالسَّمَآءِ وَمَا بَنٰهَا (5) وَالۡاَرۡضِ وَمَا طَحٰهَا (6) وَنَفۡسٍ وَّمَا سَوّٰهَا (7) فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَتَقۡوٰهَا (8)'' (الشمس) ہم نے بہت بڑی بڑی چیزیں تخلیق کی ہیں۔ دیکھو ناں انسان کتنا چھوٹا سا انسان ہے۔ اس سے پہلے خداوندِ کریم نے بڑی بڑی چیزوں کو Mention کیا۔ کائنات بنائی اس میں سورج بنایا پھر چاند جو اس کے پیچھے آتا ہے۔ چاند جو اس سے منور ہوتا ہے۔ دن کو روشن کیا رات تمہارے آرام کے لیے بنا دی۔ زمین کو تمہاری سکونت کے لیے پھیلا دیا۔ اتنی بڑی چیزیں Equivalent کر دیں ''وَنَفۡسٍ وَّمَا سَوّٰهَا'' ہم نے نفسِ انسان کو درست کیا۔ ''فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَتَقۡوٰهَا'' ہم نے ہی نفسِ انسان پہ فسق و فجور کو اتارا۔ ہم نے ہی اس پہ خیالِ خیر کو اتارا۔

خواتین و حضرات! Maker یہ کہہ رہا ہے کہ آپ سوچتے و وچتے کوئی نہیں ہو ہم نے انسان کے ذہن میں صرف Receptor لگایا ہے۔ ججمنٹ کا ایک آلہ لگایا ہے تاکہ جب آپ کے ذہن کا گراف بنے، اس کی چلتی ہوئی دوڑوں سے جو ایکٹی گراف بنتا ہے ان میں سے ایک پہ ہم خیالِ خیر اور ایک پہ ہم خیالِ شر اتارتے ہیں ''فَاَلۡهَمَهَا فُجُوۡرَهَا وَتَقۡوٰهَا'' You are just the receiver. آپ سوچنے کم آئے ہو آپ چننے آئے ہو ''قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَكّٰهَا (9) وَقَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰهَا'' جس نے خیالِ خیر چنا نجات پا گیا اور جس نے شر کو چنا وہ اپنے انجام کو پہنچ گیا۔ خواتین و حضرات! یہ Maker کا نظریہ ہے ہو سکتا ہے آج سے پچاس سال کے بعد آج

Marfat.com

سے سو سال کے بعد یہ تھیسز جو ہے آخر کار سائنس بھی اس پہ آ جائے۔ ابھی پچھلے دنوں برین کی ریسرچ میں ایک عجیب و غریب انکشاف ہوا کہ انسان سوچ کچھ رہا تھا کرنا کچھ چاہ رہا تھا۔ کرنے کے قریب بھی پہنچ گیا تھا۔ عمل بہت قریب تھا تو ناگہاں چھ سیکنڈ پہلے ایک عجیب و غریب خیال اس کے ذہن میں آیا جس نے اس کے سارے ارادے بدل دیئے۔ میخانے کے قریب تھا کہ چھ قدم اُرے اس کو اللہ نے پلٹایا اور اسے کسی مسجد میں پہنچا دیا۔ ادھر کوئی صاحب بڑے اشتیاق سے خوشبو لگا کر جمعہ کے روز صبح اچھے کپڑے پہن کر بڑے اہتمام کے ساتھ جمعہ پڑھنے گئے۔ یہ مجھے کل ہی کسی نے بتایا اور بڑی عقیدت اور محبت سے خدا کو یاد کرنے گئے تھے۔ چھ سیکنڈ پہلے باہر سے کار چوری ہو گئی۔ احتجاج میں ایسے آئے اور اس رنگ میں گئے کہ پروردگارِ عالم مدتوں بعد ایک خلوص کا جذبہ پیدا ہوا ہے وہ بھی چھ سیکنڈ پہلے آپ نے چھین لیا تو ان برین کے ریسرچ اسکالرز نے کہا کہ چھ سیکنڈ پہلے ذہن میں عالمِ امر سے کوئی ایسا عجیب و غریب خیال ایسا حکم آتا ہے جو ہمارے ارادے توڑتے ہوئے Defence low کرتے ہوئے ہمیں کسی اور فیصلے کو لے جاتا ہے۔ It means there is some kind of remote control. جو انسان کو پوری زندگی چلاتا پھرتا ہے گویا کہیں دور سے ایک ریموٹ کنٹرول چلتا ہے۔ ویسے اصولاً ہونا بھی چاہیے۔ اس لیے خداوندِ کریم کہتے ہیں "مَا مِنْ دَآبَّةٍ" ایسا کوئی ذی حیات نہیں۔ زمین و آسمان میں کوئی ذی حیات نہیں "مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا" جسے ہم نے اس کے ماتھے سے نہیں پکڑ رکھا۔ "اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ" (ھود: 56) اور بے شک میرا رب سیدھے رستے پہ ہے۔ ایسا کوئی ذی حیات نہیں زمین و آسمان میں جسے اللہ نے اس کے ماتھے سے نہیں پکڑ رکھا اور آپ کو پتہ ہے ماتھے میں کیا ہے؟ Decision maker brain? یہ جو ماتھا ہے اس کے فوراً پیچھے Fore-brain ہے۔ Fore-brain جو تمام فیصلوں کا حامل ہے جو Decision کرتا ہے اور جس کی بنیاد ہی فیصلے کرنے پر ہے۔ وہ جو دور سے فیصلہ آ رہا ہوتا ہے اسی حصے سے کنٹرول ہوتا ہے۔ ہم میں اور پیغمبروں میں تھوڑا سا فرق ہوتا ہے۔ ہم ریموٹ کنٹرول میں ہوتے ہیں۔ پیغمبر ٹوٹل کنٹرول میں ہوتے ہیں ان کو گنجائش ہی نہیں ہوتی ادھر ادھر دیکھنے کی۔ ان کا کوئی لمحۂ حیات جو ہے اس کنٹرول سے خالی نہیں ہوتا بلکہ آپ نے دیکھا ہوگا کوئی استاد جو بڑا

Marfat.com

ذہین ہو اس کا شاگرد بھی بڑا ذہین ہوتا ہے ابھی بھی اکثر کلاس رومز میں ہوتا ہے۔ استاد ایک Sentence خود ہی غلط لکھ دیتا ہے کہیں Preposition غلط کر دیتا ہے کہیں دوسرا جملہ کہیں گرائمر کی غلطی پھر پوچھتا ہے بتاؤ یہ فقرہ صحیح ہے؟ اگر کوئی اچھا طالب علم ہو تو کہتا ہے نہیں صاحب! آپ نے Preposition غلط لگایا ہے۔ اچھے استادوں کا ایک میتھڈ یہ ہے کہ غلطی کر کے طالب علموں کو اکساتے ہیں تاکہ علم جو ہے اس میتھڈ لوجی سے بھی Convey ہو۔

خواتین و حضرات! علامہ سید قطب نے ایک بڑے مزے کی بات کہی انہوں نے کہا کہ اسلام ہی تہذیب ہے اس کے علاوہ کوئی تہذیب نہیں۔ انہوں نے کہا جب تہذیبات کے مآخذات دیکھیں تو اصل میں تہذیب صرف اسلام ہے۔ آداب صرف اسلام میں ہیں۔ طریقۂ زندگی فقط اسلام ہے مگر پرابلم یہ پیدا ہوا کہ اسلام کے آنے سے پہلے بھی کسی معاشرے کی کچھ عادات کو ہم تہذیب سمجھتے ہیں۔ مثلاً دیکھئے میں آپ کو Virtually ایک ایسی حدیث سناتا ہوں میں جس میں میری اپنی کوئی شرکت نہیں ہے چونکہ خداوندِ کریم نے اصولاً جو ہمیں رعایتیں بخشی ہیں ان سے آگاہی ہمیں تھوڑی بہت چاہیے۔ فرض کرو شعر اگر آپ کی تہذیب کا حصہ ہے۔ ثقافت شعر کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ صحیح مسلم کی روایت ہے۔ حضرت سیدنا شریدؓ کہتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے سوار بیٹھا ہوا تھا تو اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا تجھے امیہ بن ابی صلت کے کچھ شعر یاد ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں یاد ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اچھا پڑھ۔ میں نے ایک بیت پڑھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اور پڑھ۔ میں نے ایک اور پڑھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اور پڑھ۔ یہاں تک کہ اس سفر میں مَیں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سوابیات پڑھ کے سنائے۔ یہ تو صرف شاعری کے بارے میں ہے۔ یہ صحیح مسلم کی حدیث ہے مستند ترین بخاری میں بھی اس کا ذکر موجود ہے۔ متفق علیہ ہے۔ داستانِ سفر ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کم از کم سو اشعار جو ہیں حضرت شریدؓ سے سنے اور وہ بھی آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ بڑے Religious شعر تھے بلکہ اس وقت کی اچھی شاعری تھی جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سماعت فرمائی حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شعر پڑھ نہیں سکتے تھے۔ آپ شعر پڑھ نہیں سکتے تھے۔ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے شعر پڑھا۔ میں نے

Marfat.com

عرض کی یارسول اللہ ﷺ کچھ غلطی ہوگئی ہے پڑھنے میں۔ اچھا! انہوں نے فرمایا، پھر پڑھا۔ وہ کہتے ہیں میں نے پھر مؤدب ہو کے عرض کی یارسول اللہ ﷺ پھر کوئی غلطی ہوگئی ہے شعر پڑھنے میں۔ جب تیسری دفعہ پڑھنے لگے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ میں ربِ کعبہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اللہ نے آپ ﷺ کو اشعار کے لیے پیدا نہیں کیا۔ آپ کا کام کچھ اور ہے۔ یہ کمتر لوگوں کا کام ہے۔ شاعری لکھنا پڑھنا۔ آپ اسے انجوائے کر سکتے ہیں مگر پروردگارِ عالم نے جو آپ کو منصب سونپا ہے جو قرآن آپ پہ اترا ہے یہ اتنا بڑا منصب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے علاوہ آپ کو کسی اور کام کی زحمت نہیں دی۔ لوگ کہتے ہیں نبیؑ اُمی ہے۔

خواتین وحضرات! بڑی ضروری بات ہے اُمی کیوں تھے؟ ایسی تمام تہذیبات جو پیچھے ہیں پیغمبروں نے کچھ نہ کچھ ان میں سے لیا۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پہلے بنو اسرائیل کے بڑے پیغمبر ہو گزرے تھے Message was coming اور پیچھے جب بہت سارے میسیجز بہت ساری باتیں انٹرمکس ہو کے آرہی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ السلام کو Totally untouched رکھا، کسی بھی Source of information میں۔ اس لیے کہ اگر خدا کے رسول ﷺ کے بعد میں کوئی اور انفارمیشن مل جاتی تو آپ کو پتہ ہے کہ کسی نے کہا کہ فلاں غلام کی انفارمیشن رسول اللہ ﷺ کے کلام میں شامل ہوگئی تھی تو اللہ کہتا ہے ان سے پوچھو وہ تو عربی جانتا ہی نہیں ہے نہ رسول اللہ ﷺ اس کی زبان جانتے ہیں۔ قرآن میں اللہ کہتا ہے وہ کیسے انفارمیشن شامل ہو سکتی ہے جب دونوں ایک قسم کی زبان ہی نہیں جانتے۔ اسی طرح بحیرہ راہب کے حوالے سے جب حضور ﷺ سفر میں گئے تو لوگوں نے کہا کہ Islam is the form of teaching of Bahira پھر خدا نے مداخلت کی اور انہیں کہا میں نے اس پیغمبر کو کسی اور Source سے استنباط کرنے کے قابل نہیں رکھا۔ کیونکہ زمانہ آخر تک جو انفارمیشن محمد رسول ﷺ کے ذریعے جانی ہے اس کی سورس صرف اور صرف میں خود ہوں۔ اللہ کے سوا نبی علیہ الصلوٰۃ السلام کی کوئی انفارمیشن نہیں مگر ایک بات تو آپ بھی جانتے ہو کہ اگر ساری کائنات کی انفارمیشن نہ بھی ہو اور ایک اللہ جو خالقِ کائنات ہے جب وہ انفارمیشن دے رہا ہے تو ان کو اور کسی انفارمیشن کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے۔ جب خود انفارمیشن کا بنانے والا تخلیق کرنے والا واحد انفارمر

Marfat.com

ہے اللہ کے رسول کا تو پھر کسی اور قسم کی انفارمیشن کی ضرورت نہیں رہتی۔ایک چھوٹا سا نکتہ آپ کو بتاؤں بڑا Important question ہے۔آپ بھی انجوائے کرو گے۔حضرت عقیل بن رزینؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات بنانے سے پہلے اللہ کہاں تھا؟ بڑا Difficult question ہے آپ تو سمجھتے ہیں کہ اصحاب بڑے پرانے ہیں۔آپ کا خیال ہوگا اس زمانے میں علم وفراست اتنا نہیں تھا۔پھر سوال دیکھتے ہیں آپ کیا ہے؟ سوال آج کا ہے۔آپ کا ہے اور پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أَيْنَ كَانَ رَبُّنا قبل أَنْ يَخْلُقَ خَلْقَه پروردگار کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کائنات بنانے سے پہلے خدا کہاں تھا؟ فرمایا: قال كان في غمام بادلوں میں تھا ماتحته هواء وما فوقه هواء اس کے اوپر بھی ہوائیں تھیں اور اس کے نیچے بھی ہوائیں تھی۔خدا سائز سے نہیں پہچانا جاتا۔یہ حدیث آپ کو پتا ہے کیا بتاتی ہے؟ خدا سائز سے نہیں پہچانا جاتا۔وہ بادلوں میں تھا یعنی اس کی تخلیقات! بادل۔آپ نے قرآن پڑھا ہوگا کہ خدا کہتا ہے کہ زندگی بنانے سے پہلے میرا عرش پانی پہ تھا مگر یہ اس سے بہت پہلے کی بات ہے جب کائنات تخلیق ہو رہی تھی بلکہ کائناتیں تخلیق ہو رہی تھیں مگر آج آپ جتنے بڑے بڑے سائنٹفک تھیسز اٹھا کے دیکھ لیجیے اور اختلاف ہوں تو ہوں اس بات پہ کوئی اختلاف نہیں کہ کائنات سے پہلے صرف بادل تھے الیکٹرک بادل تھے۔اس میں ریڈیشنل بادل تھے پانی تھا ہوائیں تھیں بادل تھے وہ کتنے بڑے بڑے تھے۔ Their hugeness is not question we don't have any estimate of those things. مگر ذرا موجودہ سائنسز کی کائنات کے بارے میں جو Probabilities ہیں وہ دیکھ لیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حدیث بھی پڑھ لیں تو آپ کو حیرانی ضرور ہوگی کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کائنات کی ابتدا کا کتنا بہتر علم تھا۔

خواتین و حضرات! اسی لیے کہتے ہیں کہ کسی اور مذہب میں ہم Genesis کو Defend نہیں کرسکتے" کیونکہ وہ انفارمیشن Poetic ہے Romantic ہے اتنی Exact نہیں ہے مگر آج آپ کو جو قرآن ہے وہ اتنی Exact انفارمیشن دیتا ہے کہ اگر بہترین سائنسدان اپنی تحقیق ختم کرنے کے بعد اٹھے گا تو وہی کہے گا جو قرآن میں اللہ نے کہا "وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ" (الانبیاء:30) ہم نے تمام زندگی کو پانی سے پیدا کیا اور جیمز جینز کہے گا All life is

Marfat.com

created out of water. ایک لفظ کا ایک نقطے کا اختلاف نہیں ہوگا۔ ادھر اللہ کہے گا کہ کائنات میں سارے سیارے ہیں کوئی ستارہ نہیں ہے۔ سائنس دھکے کھانے کے بعد ثابت و سیار کی بحث کے بعد Finality میں ایک ہی جملہ کہے گی Every thing is moving in the universe وہی جملہ کہے گی کوئی زیر زبر کا فرق نہیں پڑے گا تھوڑی سی خدا کی انفارمیشن بہتر ہے ظاہر ہے اس نے تخلیق کیا ہے۔ سائنسدان ابھی وہاں تک نہیں پہنچے۔ اگر ہمارے سائنسدان پہنچیں گے تو کہیں گے Time is finite اللہ کہے گا No, time is not finite ''كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى'' (فاطر:13) There is finite time at the end. I am the master ٹائم Infinite نہیں ہے۔ ٹائم بھی Finite ہے وہ کہتا ہے میری مرضی تک ہے جب چاہوں وقت ختم کردوں۔ میری خواہش ہے جہاں سے چاہوں اُٹھالوں، جہاں سے چاہوں سکیڑ دوں، جہاں چاہوں Extend کردوں۔ آپ نے عزیرؑ کے واقعہ میں نہیں دیکھا چھوٹی سی جگہ حضرت عزیرؑ کا ایک گدھا تھوڑا سا کھانا۔ پیغمبر کے پاس اتنی کہاں ڈشز ہوں گی سو تھوڑا سا کھانا۔ عزیرؑ ایک سوال کر بیٹھے تھے کہ تو مردہ کو زندہ کیسے کرتا ہے؟ اللہ نے کہا کہ اچھا دکھا دیتا ہوں۔ Secret بھی تو ہوتے ہیں اللہ کے، اس نے کہا دکھا دیتا ہوں۔ جب ان کو ''ثُمَّ بَعَثَهٗ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ'' سو برس کے لیے سلا دیا۔ جگایا کہا کتنے دن سوئے رہے؟ حضرت عزیرؑ نے کہا ''قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ'' ایک دن شاید ڈیڑھ دن ہوگیا ہوگا، آدھا دن ہوگیا، دو دن ہوگئے ہوں گے، چوبیس گھنٹے نہیں تو اڑتالیس گھنٹے سویا رہا ہوں گا ''قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ'' کھانے کو دیکھ اس پر لگتا ہے کوئی وقت گزرا ہے؟ وہی بھینی بھینی خوشبو وہی ترو تازہ نہ رنگ بدلا نہ Taste بدلا نہ گرمائش گئی حیران کن بات۔ پھر کہا ''وَانْظُرْ اِلٰى حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَانْظُرْ اِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا'' (البقرہ:259) ذرا گدھے کو دیکھ ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں۔ It's very shocking اگر آپ غور کرو گے تو حیرانی ہوگی ناں۔ غور ہی نہیں کرنا تو حیرانی کاہے کی؟ ذرا غور تو کرو چھوٹی سی جگہ ہے۔ ایک جگہ وقت گزر رہا نہیں ہے کھانے پہ جب وقت گزرتا ہے کوئی پراسس ہوتا ہے کوئی Bacterial destruction ہوتی ہے بُو باس ہوتی ہے وہاں وقت کا ایک لمحہ نہیں

Marfat.com

گزرا اور دوسری طرف دیکھو پیغمبرؑ کہہ رہا ہے کہ میں دن اور رات سویا ہوں گا۔ دوسری طرف وقت سکیڑ دیا گیا ہے ایک جگہ گزرنے نہیں دیا گیا۔ ایک جگہ پورا سو برس گزر گیا۔ گدھا اپنی جان سے گیا بیچارے کی ہڈیاں پڑی ہوئی تھیں۔ اللہ نے پھر ان کو جوڑا جمع کیا اور اس کو زندہ کیا۔ اس لیے خداوندِ کریم فرماتے ہیں "لَا تَسُبُّوا الدَّهْرَ اِنَّ الدَّهْرَ هُوَ اللّٰهُ" حدیثِ قدسی ہے زمانے کو برا مت کہو زمانہ تو اللہ ہی ہے، میرا حکم ہے، میرا لفظ ہے، میرا خیال ہے میری قدر ہے۔ تم جب زمانے کو برا کہتے ہو تو تم مجھے برا کہتے ہو جب کوئی شخص کہتا ہے آج تو مقدر ہی خراب ہے تو دراصل وہ کہہ رہا ہوتا کہ آج اللہ ہی خراب ہے۔ غور کرو سوچو آج دن خراب ہے بنانے والا خراب ہے جس نے آپ کے دن بنائے ہیں ذرا غور کرو کہ تشکر اور یقین میں کتنا فاصلہ ہے۔ یہی کہنا ہوتا ہے کہ اچھے یا برے دن ہیں۔ اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ۔ اے اللہ تیرے گمان کے سوا کوئی گمان نہیں اور جو تو نے اچھائی تخلیق کی اس کے سوا کوئی اچھائی نہیں تو بلا شرکتِ غیرے معبود ہے اس لیے جو چاہے کر۔ مگر آپ کو پتہ ہے ایک چیز پناہ بھی تو ہوتی ہے نا دیکھو یہ جو تہذیبیں ہوتی ہیں ان میں کوئی نہ کوئی نکڑ نکلتی ہے فراست کی۔ آپ شیطان پہ لاحول ولا قوۃ پڑھتے ہو۔ شیطان نے کہاں جانا ہے وہ تو ادھر ہی بیٹھا ہوتا ہے مگر جب آپ یہ کہتے ہو لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ تو اس کا مطلب ہوتا ہے کہ نہ میری کوئی قوت نہ میرا کوئی ارادہ جو کچھ ہے میرے اللہ کا ہے۔ ایسی سپردگی ایسی شاندار سپردگی اگر آپ کی تہذیب کا حصہ ہو جائے تو آپ نے وہ شعر سنا ہوگا۔

ابھی ہے دل کو مقامِ سپردگی سے گریز
چلو اک اور سہی زلفِ عنبریں میں شکن

اتنا ہی ہے نا ایمان میں اور آپ کی Wishful thinking میں اتنا سا فاصلہ ہے یہ تہذیبِ مسلم ہے خدا کو کہہ دیا کہ چلو جی چھوٹی سی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بڑی خوبصورت بہت بڑا ایک اخلاقی اصول دیا ہے۔ کہا یار! دو باتیں سن لو۔ ہو تو تم میرے بندے مگر "يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ" (یس:30) مجھے تم پہ بڑا افسوس ہے۔ دو اصول سن لو اس کے بعد مجھ سے گلہ نہ کرنا۔ نمبر 1 "مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ" مجھے کیا پڑی ہے کہ تمہیں عذاب کروں میرا اصول یہ ہے کہ

Marfat.com

میں تم پہ عذاب کرنا ہی نہیں چاہتا یہ اور بات ہے کہ آپ اللہ پہ اعتبار نہ کرو مگر خدا یہ کہہ رہا ہے ''مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ'' مجھے کیا پڑی تم پہ عذاب کروں۔ اتنا فصیح جملہ بھی کوئی نہیں ہے قرآن میں بڑا خوبصورت جملہ ہے۔ بڑا سنوار کے اللہ نے لکھا ہے بڑی مٹھاس سے لکھا ہے ''مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ'' مجھے کیا پڑی ہے تمہیں عذاب دوں۔ ''اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ'' اگر تم ایمان والے ہو اور کبھی کبھی مجھے یاد کرنے والے ہو تو مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے کہ تمہیں عذاب دوں۔ ''كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا'' (النساء:147) تمہارا اللہ یار تمہاری باتیں سنتا ہے قبول کرتا ہے یہ کیسے ہوسکتا ہے ''فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ'' تم مجھے یاد کر رہے ہو اور میں تمہیں یاد نہ کروں اتنا بے فیض نہیں ہے پروردگار وہ ہر وقت دروازہ کھلا رکھتا ہے۔ صبح وشام ہر وقت کھلا رکھتا ہے۔ کہتا ہے اصول ہے کہ اگر تم مجھے یاد کرتے ہو تو مجھے کیا پڑی ہے کہ میں تمہیں عذاب دوں۔ پھر کہا ''اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ'' بتاؤ تو سہی کون مضطرب کی اضطراب میں دعا سنتا ہے کون ہے ''وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ'' برائی کی گرہیں کھولے۔ ضرر کو اپنے انجام تک پہنچنے نہیں دیتا جو آپ کی شفا کا مالک ہے قلب ونظر کی جلا کا باعث ہے۔ ''وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ'' کون تمہیں زمین میں عزت دیتا ہے۔ کون تمہیں برکت والا بناتا ہے۔ کون تمہیں اقتدار بخشتا ہے زمین کا خلیفہ مقرر کرتا ہے ''ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ'' اللہ ہی تو ہے اس کے سوا کون ہے لیکن تم میں ایک خامی ہے ساری دنیا کو یاد کرتے ہو ساری نسلوں کو یاد کرتے ہو سب مال ومتاع کو یاد کرتے ہو وہ نہیں کرتے ''قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ'' (النمل:62) بس اللہ کی یاد میں سستی برتتے ہو تساہل برتتے ہو۔ .Naturally He didn't get offended مگر پھر تمہیں تمہارے حال پہ چھوڑ دیتا ہوں۔ یہ جن یہ بھوت جو ہماری ثقافت کا حصہ ہیں ہر وقت ہر گلی کوچے میں یہ جو آسیب کے چرچے ہوتے ہیں یہ ایک مخصوص قسم کا مائنڈ سیٹ ہے اگر آپ اس مائیڈ کو دیکھیں اور پڑھیں تو ہم پہ ہنود کا اثر تسلسل سے جاری ہے۔ وہی اوہام وہی جادوگری وہی میتھالوجی جو آپ کو نظر آتی ہے وہ بیچارا ایک خدا آریز لے کر آئے تھے اندر آتے ہی گئے اس کی دو شادیاں کرادی گئیں۔ آریز کا خدائے واحد جونہی برصغیر میں Enter ہوا متھرا اور ورونا دو دیویوں سے اس کی شادیاں کرادی گئیں اب وہ اللہ بیچارا جاتا کہاں؟ خدائے واحد کو تو آپ نے ویسے ہی رشتوں میں جکڑ دیا وہ

Marfat.com

بیچارا کہہ کہہ کے تھکتا ہے ''لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ'' مگر برصغیر میں تو داکو بھیل دراوڑہ اور نہ جانے کون کون سی ذاتیں۔ اُدھر سے آریز آئے خدائے واحد کے ساتھ چراگاہوں کے متمنی، اِدھر آ کے بیچارے ایمان بھی کھو بیٹھے ساتھ میں دین بھی گیا ایک کے تین دیوتا۔ پھر کسی نے کوشش کی ہوگی بیچ میں کوئی رشی اٹھا ہوگا اس نے کہا ہوگا کیا غلطی ہوگئی؟ دوبارہ آریز بیچارے خدائے واحد کو پلٹے اب نیا کسب کیا گیا اب ایک خدا کو دوا ور پیٹرن دے دیے گئے اب تو پوری فیملی آ گئی برہما بیچارا سنگل تھا اب شیوا آ گیا وشنو آ گیا پھر ان کی آگے شادیاں ہوئیں اور خدائے واحد کا خاندان پھیلتا چلا گیا وہ ادھر ہی کھڑا ہوا اکیلا اجنبیت سے دیکھتا رہا کہ ان گنگا اور جمنا کے باسیوں نے میرا کیا حشر کردیا وہ تو ادھر ہی کھڑا رہا۔ ادھر پریشان حال کہتا ہے ''یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ'' (یٰسٓ:30) اے لوگو مجھے حسرت ہے تم نے میرا کیا حق ادا کیا میں جو تمہارا سب کچھ تھا ابتدائے حیات سے آخرِ حیات تک میں تمہارے ایک ایک لمحے کا حکمران تھا میں نے تمہیں آسانیاں دیں میں نے تمہیں ہر جبر و قدر کی ساعت سے بچائے رکھا کھانا تمہارے ذمہ نہیں تھا پینا تمہارے ذمہ نہیں تھا رہائش تمہارے ذمہ نہیں تھی بال بچے تمہارے ذمہ نہیں تھے تمہاری زندگی کی ایک ایک Facility میرے ذمہ تھی میں نے تمہیں چھوٹے سے کام کے لیے بھیجا تھا معمولی سے کام کے لیے۔ خداوندِ کریم نے بڑی وضاحت سے لکھ دیا ''وَمَا مِنۡ دَآبَّةٍ فِی الۡاَرۡضِ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ رِزۡقُهَا'' کوئی چیز تمہارے ذمہ نہیں تھی رزق نہ خیال کچھ بھی نہیں تھا ''وَیَعۡلَمُ مُسۡتَقَرَّهَا وَمُسۡتَوۡدَعَهَا'' میں جانتا تھا کہ کہاں کہاں کس نے جانا ہے سمندر پار جانا ہے ادھر جانا ہے مسقط جانا ہے دبئی جانا ہے۔ میرے ہی علم میں تھا ''کُلٌّ فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ'' (ھود:6) سب پہلے سے Recorded تھا۔ Arranged تھا۔ تمہارے ذمے صرف ایک کام تھا دیکھو سنو وہ جو میں نے Artificial intelligence عطا کی تھی اس سے صرف ایک کام مراد تھا ''اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوۡرًا'' (الدھر:03) چاہو تو مجھے مانو چاہو تو میرا انکار کردو۔ biggest freedom, educational freedom تھنکنگ کی فریڈم!

خواتین و حضرات! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شعر کے بارے میں ایک اور اسٹیٹمنٹ دی۔ سیدنا ابوہریرہؓ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا شاعروں میں سب سے زیادہ سچ کلام لبید کا

Marfat.com

ہے اور کلام کیا ہے کہ خبردار اللہ کے علاوہ ہر چیز لغو ہے۔ کلام یہ ہے اس نے شعر میں لکھا کہ اللہ کے علاوہ ہر چیز لغو ہے فرمایا کہ ابو صلت کا بیٹا امیہ اسلام کے قریب تھا دیکھئے خدا جب رائے دے رہا ہو اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے بیان کر رہے ہوں تو معاشرت کے ایک ایک پہلو پر بلکہ پورے کے پورے کلچر کے پہلو اس میں سمٹ آتے ہیں۔ اسلام جو ہے بنیادی طور پر اس پورے معاشرے میں کلچر کی طرح آیا تھا۔ نئی بات کہنے آیا تھا پرانی بات کو نئے انداز سے کہنے آیا تھا کتاب ختم کرنے آیا تھا۔ نعمت تمام کرنے آیا تھا۔ اس نے ہر چیز پہ رائے دی اس سے پہلے کہ میں آپ کو رائے دوں۔ دیکھیں کلچر کے بارے میں ہر آدمی اپنی ایک رائے رکھتا ہے میں بھی اپنی ایک رائے رکھتا ہوں۔ پہلے ہمیں یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ تہذیب کس کو کہتے ہیں اور ہم مسلمان تہذیب کو کیا سمجھتے ہیں؟ غور کیجیے کہ سید قطب نے کہا کہ اسلام ہی تہذیب ہے اس کے علاوہ کوئی تہذیب نہیں ہے۔ الجزائر کے ایک بڑے اچھے سکالر ہیں مالک بن بنی ان کا نام ہے ان کا خیال ہے کہ جس قوم کے لیے آسمان سے وحی اترے اور وہ اس کے لیے زندگی کے آداب مرتب کرے ان آداب کو ہم تہذیب کہتے ہیں۔ زندگی اور تہذیب میں ایک فرق ہوتا ہے کہ جب لوگ اپنی تہذیبات کی سمت غور کرتے ہیں تو کئی چیزوں کو اپنے مزاج کے تحت کلچر کا حصہ بنا لیتے ہیں۔ میں ایک بڑا دلچسپ لطیفہ آپ سے عرض کروں آپ کو پتہ ہے کہ اہلِ حدیث تھوڑے سے مزاجاً درشت ہوتے ہیں ویسے ہے تو حیرت کی بات کہ اہلِ حدیث کیسے درشت ہوتے ہیں۔ میں بڑی دیر حدیث پڑھتا رہا۔ یا رویا کیا یا ہنسا کیا۔ بڑے بڑے جذباتی تغیر سے گزرا مگر ایک ہی بات سمجھ میں آئی کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری کتابِ حیات کا Nutshell نکالا جائے اگر پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی کا خلاصہ نکالا جائے تو وہی ہے جو اللہ نے قرآن میں کہا کہ بڑے رؤف بڑے رحیم ہیں اگر سچ پوچھو نا اگر ہم رسول اللہؐ کی تمام احادیث پڑھیں ابتدائے حیات سے لے کر تمام مراحلِ زیست تک تو آپ ششدر رہ جاتے ہو کہ وہ کتنے بڑے رؤف ہیں۔ تہذیبی فرق ہی آپ دیکھ لو ابتدائے حیات میں باپ دیکھا ہی نہیں، والدہ ہوش سنبھالتے گئیں، جس دادا کے پاس گئے وہ بھی رخصت ہو گئے، چچا کے پاس آئے وہ غربت کی انتہا کو پہنچ گئے۔ اگر کوئی اور بچہ اس زمانے میں ایسا ہوتا تو خدانخواستہ لوگ طعنہ دے دیتے کہ بچے میں ہی کوئی ایسی چیز ہے۔

Marfat.com

آپ کو پتہ ہے نئے گھر میں بیچاری کوئی بیوی آجائے اور تھوڑا سا نقصان ہو جائے تو کہتے ہیں یہ نحوست والی ہے اگر کسی کا تھوڑا سا Loss ہو جائے تو وہ یہی کہنا شروع کر دیتا ہے کہ اسی میں نقص ہے۔ مگر اس بچے کو دیکھو جنہوں نے شروع سے ہی (اللہ کے رسول اللہ ؐ نے) باپ نہیں دیکھا ماں کے پاس رہ نہیں سکے دادا کے پاس گئے دادا فوت ہو گئے۔ اتنی محرومیوں کے باوجود، اتنی محرومیاں اگر کسی اور انسان پہ گزرتیں تو وہ مکمل یاس کا کلچر دیتا اداسی کا کلچر دیتا، Reactive کلچر دیتا خود غرضی کا کلچر دیتا اپنی محرومیوں کا انتقام کسی معاشرے سے لیتا مگر سبحان اللہ! اللہ کے رسول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام عالم کی محرومیوں کو سمیٹ کر اپنے لوگوں کو اپنی امت کو امتِ انسان کو محبت، روشنی، خلوص اور آخرت تک کے لیے توجیہات دے دیں ایک فردِ واحد ایک ایسے فردِ واحد کہ جنہوں نے Extreme depressive conditions میں ایک پوری کائنات کے لیے محبت اور انس کو تخلیق کیا۔ آپ خود غور کرو ایسا انسان جس نے ہر قسم کی محرومی دیکھنے کے بعد بھی اپنی طبیعت میں اسے ایسا سمیٹا اور ایسا لوٹایا جیسے آپ کسی یتیم کو دیکھتے تو کہتے یہ مجھ میں سے ہے۔ کسی جانور کا بچہ اگر جدا ہوتا تھا تو حکم دیتے تھے کہ اِس کو اُس کے پاس پہنچا دو، بھلا اتنی محرومیوں میں انسان سڑ کے خاک ہو جاتا ہے جل جاتا ہے کہتا ہے مجھے نہیں کسی نے خوش رکھا تو میں کیوں کسی کو خوش رکھوں؟ آپ اپنی زندگیوں کو دیکھو فلسفہ انتقام چل رہا ہوتا ہے ہر انسان کو گلہ ہوتا ہے اگر مجھے کوئی خوشی نصیب نہیں ہوئی تو میں کیوں کسی کو خوشی دوں مگر اس شخصِ محترم نے وہ امیدِ انسان بنائی جو کائنات کی سب سے بڑی Hope بن گئی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت قیامت تک گئی بھلا یہ کیا بات ہے حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام کو اللہ نے پوچھا عیسیٰ ؑ تم نے یہ باتیں کہی تھیں یہ تثلیث وغیرہ؟ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا اے اللہ جب تک میں جیتا تھا میں نے ان کو دیکھا اب اگر میں نہیں رہا تو ان کا وارث میں تو نہیں ہوں تو ہی وارث ہے۔ میرے بعد اگر کوئی چیز انہوں نے نکال لی ہے تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں مگر یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عجیب وغریب صفات کے پیغمبر ہیں، عجیب وغریب صفات کے پیغمبر کہ قیامت تک کے لیے امت کے ہر اس فرد کا سوچ رہے ہیں جس نے کبھی کوئی غلطی کر دی کوئی خطا کر دی جس پہ خدا کی ناراضگی ہے۔ دیکھو کعبہ کا ایک کلچر ہے مگر روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلچر بڑا خوبصورت ہے۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محمدؐ اگر لوگ تیرے پاس آئیں اور مجھ سے مغفرت کی دعا مانگیں اور تو بھی ان کے لیے دعا مانگے تو ہم بخشنے والے ہیں۔ قرآن کی آیت نے جب یہ کہا تو ہمارے بہت سارے بھائی ایسے ہیں جنہوں نے کہا کہ یہ تو اس وقت کے لیے محدود تھی۔ اگر اس وقت کے لیے محدود ہے تو ہم مسلمان ہی نہ ہوتے اگر سارے Advantages اس وقت ختم ہو گئے ہیں اور ہمارے نصیب میں کچھ نہیں ہے تو پھر ہم مسلمان ہی نہ ہوتے۔ بھئی ہم تو اس آس پہ مسلمان ہوئے ہیں کہ قرآن ابدی آیات کا حامل ہے اور آج بھی ہمارا کلچر یہ ہے کہ ہم مدینے جائیں گڑگڑائیں روئیں اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کہیں کہ اے اس امت کے والی اگر اللہ سے ہم مغفرت کی دعا مانگ رہے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ہمارے لیے دعا فرمایئے کیونکہ آپ کی اجازت کی تصدیق کے طور پر خود اللہ نے لکھ جو دیا ہے کہ مغفرت کی تقسیم ادھر سے ہو گی حالانکہ پہلے وہ آیت صاف بیان کرتی ہے کہ لوگ اگر مجھ سے دعا مانگیں مغفرت کی اور اے پیغمبر اگر تو بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا مانگے پھر ہم بخشنے والے ہیں۔ ایک جگہ نہیں آیا۔ ایک جگہ خدا نے قومِ یہود کو طعنہ دیا ہے وہ کہتا ہے یار تم بڑے خبیث لوگ ہو جب میرا پیغمبرؐ ابھی آیا بھی نہیں تھا تو تم اس کے وسیلے سے دعا مانگتے تھے حاجات پیش کیا کرتے تھے ضروریات پیش کیا کرتے تھے اور میں عطا کیا کرتا تھا۔ اب جب سے یہ آئے ہیں تو تم نے ان کا انکار کر دیا ہے تم سا بد بخت کوئی ہو گا تم سا بھی بے مہر زمانے میں کوئی ہو گا جب یہ ابھی آئے بھی نہیں تھے تو تم ان کے وسیلے سے دعا کیا کرتے تھے اور قبولیت حاصل کر لیا کرتے تھے جب سے یہ آئے ہیں تم نے انکار شروع کر دیا۔

خواتین وحضرات! ہمارے کلچر میں دو چیزیں بڑی مضبوط ہیں۔ ایک خدا کو ایسے ماننا کہ پھر کسی اور کو اس کی ذات میں شریک نہ کرنا۔ Encyclopedia of religion کا مصنف ایک اسٹیٹمنٹ دیتا ہے۔ بڑی اچھی اسٹیٹمنٹ بڑی خوبصورت! ایسا لگتا ہے اعتراف کر رہا ہے کہتا ہے There is such a geometrical precision about the oneness of God in Islam that no mythology is possible. یعنی اسلام میں خدا کی وحدانیت اتنی Precised ہے کہ پورے عالمِ اسلام میں کبھی دوئی تخلیق ہو ہی نہیں سکتی کوئی دوسرا خدا نہیں بن سکتا۔ ابھی ویسے کچھ لوگ ہیں جو لوگوں کی عقیدتوں میں دوئی شامل کر لیتے ہیں۔

Marfat.com

But if you really want to be convinced کسی مسلمان سے پوچھ کے دیکھو خدا کتنے ہیں؟ اگر کوئی بیچارا کہتا ہے کہ خدا ایک ہی ہے پھر اس کو مت کافر کہو مت مشرک کہو۔ ہمارا دوسرا کلچر یہ ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ سے ہماری زندگیوں میں سب سے بڑھ کر محبت ہے یہ دوسرا کلچر ہے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ پتہ ہے حلاوتِ ایمان کیا ہے؟ ایمان کا مزا کیا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ بتائیے؟ فرمایا خدا کو ایسا ماننا کہ اس میں کسی کو شریک نہ کرنا اور مجھ سے اپنی جان و مال اور ہر چیز سے بڑھ کر محبت کرنا۔ Entrie Muslim culture depends on these two things; singularity of the concept of God and love of Holy Prophet(PBUH) حضرت عمر فاروقؓ سے خدا کے رسول ﷺ نے پوچھا کہ اے عمرؓ! میں تمہیں کتنا عزیز ہوں؟ کہا یارسول اللہ ﷺ جان کے علاوہ آپ ہر چیز سے زیادہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا عمرؓ! تمہارا ایمان اس وقت تک پورا نہیں ہوگا جب تک میں تمہیں جان سے بھی زیادہ عزیز نہ ہو جاؤں۔ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آج کے بعد آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ تو اتنے بڑے قانون میں انسانوں کے لیے بشارت ہوسکتی ہے مصیبت نہیں ہوسکتی، ان کے آرٹ میں ان کے کلچر میں۔ اب یہ جو ایک مظاہرہ ہوتا ہے فرض کریں ایک شادی ہو رہی ہے لڑکیاں بیٹھی ہیں ڈھول بجا رہی ہیں گا رہی ہیں ہنسی کھیل ہو رہا ہے۔ ایک بزرگ تشریف لاتے ہیں جن کے چہرے پہ خشونت لکھی ہوتی ہے جن کے چہرے پہ تمام عمر کا افلاسِ رحم و کرم لکھا ہوتا ہے فوراً آ کے کہتے ہیں کہ یہ بند کرو وہ بند کرو یہ خرافات وہ خرافات۔ بھئی یہ کہاں کا مذہب ہے؟ کبھی آپ نے حدیث غور سے پڑھی ہو تو آپ کو پتہ لگے کہ کیا خدا کے رسول ﷺ پہ ایسے وقت نہیں آئے یا وہ کسی شادی پہ نہیں گئے؟ کیا اللہ کے رسولؐ کے زمانے میں کوئی شادیاں نہیں ہوئیں؟ کیا ان کے کلچر میں ایسی کوئی چیز شامل نہیں تھی؟ میں اگر آپ کو انہی کے لفظوں میں سنا دوں تو میرا خیال ہے زیادہ مناسب رہے گا۔ حضرت ربیعؓ کہتی ہیں کہ جب میری رخصتی ہوئی تو حضور ﷺ تشریف لائے اور اس طرح بیٹھے جس طرح تم میرے سامنے بیٹھے ہو۔ اتنے میں ہماری کچھ بچیوں نے دف گا کر میرے مقتول آباؤاجداد کا قصیدہ پڑھا اور اس دوران ان میں سے ایک لڑکی نے یہ مصرع پڑھا ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ آپ کے نبیؐ

Marfat.com

آپ کو مسیح سے کتنا پرے رکھتے ہیں۔ اس شعر کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم میں ایک نبیؑ ایسا ہے کہ جو کل کی بات بھی جانتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اسے رہنے دو۔ میرے ذمے Claim نہ لگاؤ۔ اسے رہنے دو جو پہلے گا رہی تھیں وہی گاتی رہو جو پہلے تم کہہ رہی تھیں وہی کہتی رہو۔ اس کو میرے ذمے نہ لگاؤ۔ یعنی ایسی بات نہ کہو جس کی میں تمہیں گارنٹی نہیں دے سکتا ہاں اگر تم نے شعر پڑھنا ہے تو جو پہلے تم اشعار پڑھ رہی تھیں وہی پڑھتی رہو۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف فرما ہوئے اور میرے پاس دو نابالغ لڑکیاں بعاث کی لڑائی کے گیت گا رہی تھیں۔ صحیح مسلم میں ہے۔ چھوٹی موٹی حدیث کی کتاب نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بچھونے پہ لیٹے اور اپنا منہ ان کی طرف سے پھیر لیا، پھر سیدنا ابوبکرؓ آئے اور مجھے جھڑکا کہ شیطان کی تان اور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس؟ یہی آج کل کہتے ہیں نا بڑے بڑے دانا کہ شیطان کی تان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا ان کو چھوڑ دو یعنی گانے دو ان کو چھوڑ دو۔ پھر جب وہ غافل ہو گئے تو میں نے ان دونوں کو اشارہ کیا اور وہ نکل گئیں۔ عید کا دن تھا اور سوڈانی ڈھالوں اور نیزوں سے کھیلتے تھے۔ پتہ نہیں اُنہوں نے یا خود اِنہوں نے فرمایا کہ کیا تم اسے دیکھنا چاہتی ہو؟ گیمز، کھیل۔ میں نے کہا ہاں پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے پیچھے کھڑا کر لیا۔ میرا رخسار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار کے قریب تھا اور آپ فرماتے تھے اے اولادِ ارفدہ! ان حبشیوں کو کہا تم اپنے کھیل میں مشغول رہو اور یہاں تک کہ جب میں تھک گئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بس؟ میں نے عرض کیا ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اچھا اب چلی جاؤ۔ یہ ہے کھیل اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرزِ عمل۔

ٹیلی ویژن کے ابتدائی دور کا ایک ایمان افروز واقعہ سن لیجیے۔ 1935ء میں دو اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبریں کشادہ کی گئیں۔ یہ منظر دیکھنے کے لیے بے شمار لوگ وہاں جمع تھے۔ تقریباً اٹھارہ ملکوں نے اپنی گارڈز بھیجیں تا کہ Salutation ہو۔ اس وقت تازہ تازہ ٹیلی ویژن ایجاد ہوا تھا، Baird نے بنایا تھا اسے۔ جب اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبریں کشادہ ہوئیں تو جب ان کے جسدِ مبارک نکلے تو ویسے تو لاکھوں کے ہجوم میں سب کو ایک ساتھ دکھانا ممکن نہیں تھا تو انہوں نے ایک بہت بڑی ٹیلی ویژن اسکرین بنائی۔ اس ٹیلی ویژن اسکرین پہ اصحاب کا

Marfat.com

نمودار ہونا ان کا دوبارہ جنازہ پڑھایا جانا دکھایا گیا یہ ٹیلی ویژن کی ابتدا ہے۔ ویسے اس وقت نیا نیا ٹیلی ویژن آیا تھا اور پھر اس جنازے کو انہوں نے دکھایا اور تمام لوگوں نے دور دراز تک مطمئن ہو کر اس جنازے کو دیکھا۔ اس وقت ان کی لاشیں اتنی صاف ستھری تھیں۔ ایک جرمن ڈاکٹر نے جب نیچے آنکھ جھکائی اور حضرت حذیفہؓ کی آنکھ دیکھی اور کہا خدا کی قسم یہ کسی مردہ انسان کی آنکھیں نہیں ہیں۔ حضرت حذیفہؓ کی آنکھ سے ایسا نور نکل رہا تھا کہ اس جرمن ڈاکٹر کا اعتراف تھا کہ خدا کی قسم These are not eyes of a dead man. اور کہتے ہیں کہ اس دن یہ کرامتِ صحابہ دیکھ کر اتنے یہودی مسلمان ہوئے کہ جتنے پہلے کبھی نہیں ہوئے تھے۔ عراق میں جب یہ واقعہ پیش آیا تو نوری السعید کا زمانہ تھا اور پرنس فیصل کی حکمرانی تھی۔ ایک اور روایت سن لیجئے حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ مدینہ میں کسی مقام سے گزر رہے تھے دیکھا کہ چند لڑکیاں بیٹھی دف بجا رہی ہیں اور یہ اشعار گا رہی ہیں (ترجمہ) کہ ہم بنو نجار کی لڑکیاں ہیں کتنی خوش نصیب ہیں کہ محمد ﷺ ہمارے پڑوسی ہیں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ خوب جانتا ہے کہ مجھے تم کتنی عزیز ہو۔ منع نہیں کیا گانے سے دف بجانے سے، ارشاد فرمایا کہ اللہ ہی جانتا ہے کہ تم بھی مجھے کتنی عزیز ہو۔ ایک اور خوبصورت واقعہ دیکھئے۔ یہ بھی بڑے مزے کی بات ہے۔ حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ ایک سیاہ فام باندی نے حضور ﷺ کو کہا کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے نذر مانی تھی کہ اگر اللہ آپ کو صحیح سلامت واپس لائے تو میں آپ کے سامنے دف بجاؤں گی اور گیت گاؤں گی تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تو نے نذر مانی تھی تو بجالے ورنہ رہنے دو۔ ویسے اسٹائل بہت بڑے استاد کا ہے نا کہ آپ اتنی خوشی سے سنتے نہیں تھے مگر Allowance تو تھی نا۔ فرمایا بجالے ورنہ رہنے دے۔ چنانچہ باندی نے دف بجانا شروع کیا اور گانا شروع کیا۔ اتنے میں حضرت ابوبکرؓ تشریف لائے۔ وہ دف بجاتی رہی۔ حضرت علیؓ آئے پھر بھی بجاتی رہی۔ حضرت عثمانؓ آئے تب بھی بجاتی رہی۔ حضرت عمرؓ داخل ہوئے تو اس نے فوراً نیچے کرلی اور خاموش ہوگئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا عمرؓ تم سے شیطان ڈرتا ہے۔ میں بیٹھا ہوا تھا یہ دف بجا رہی تھی۔ ابوبکرؓ آئے بجاتی رہی۔ علیؓ آئے بجاتی رہی۔ عثمانؓ آئے بجاتی رہی لیکن عمرؓ جب تم آئے ہو تو اس نے دف رکھ دی۔ اصولاً عمرؓ چونکہ بہت سخت تھے مزاج

Marfat.com

کے اوران کا خوف بھی بڑا تھا مار پیٹ سے بھی باز نہیں آتے تھے۔بہن کو مار مار کے لہولہان کردیا تھا تو ان کی شہرت خوفناک تو تھی نا تھوڑی بہت۔اس لیے باندی نے دف رکھ دی مگر عمرؓ اس پر اعتراض نہیں کرسکتے تھے۔ایک بڑا دلچسپ لطیفہ ہے آپ کو بتاؤں۔حضرت علامہ طنطاوی نے حضرت عمرؓ کے بارے میں یہ واقعہ لکھا ہے۔حضرت عمر فاروق ؓ ایک دفعہ اونٹ پہ سوار گانا گا رہے تھے۔گانا آپ کو پتہ ہے کون سا؟ وہ جو اونٹوں پہ سوار گاتے ہیں۔وہ گاتے ہوئے چل رہے تھے۔حضرت عمرؓ کی آواز بڑی کلاسیکل بڑی خوبصورت تھی بڑی بھلی آواز تھی۔لوگوں کو ان کی آواز اتنی بھلی لگی کہ انہوں نے سننا شروع کردیا۔لوگ اکٹھے ہونے لگے۔جب بہت سارے لوگ اکٹھے ہو گئے تو معاً حضرت عمرؓ کو خیال آیا کہ کیا فسق و فجور پہ میں لوگ اکٹھے کررہا ہوں تو انہوں نے تلاوت شروع کردی۔ہولے ہولے لوگ کھسکنا شروع ہو گئے حتیٰ کہ جب سارے چلے گئے تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ خدا تمہاری ماؤں کو روئے میں قرآن پڑھتا ہوں تم بھاگ جاتے ہو میں گانا گاتا ہوں تم اکٹھے ہو جاتے ہو آج بھی یہ ہی حال ہے۔ایک بڑا Decision making واقعہ سن لیجئے۔لہو ولعب! ''وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا لَعِبٌ وَلَهْوٌ'' (الانعام:32) مشغولیت کو لہو ولعب کہتے ہیں۔کھیل کود مشغولیت، یہ لفظ پورے آرٹ اور کلچر کا احاطہ کرتا ہے۔یعنی Those activities which might not have to do anything with religion or with all those sophisticated things. جن کو آپ کہتے ہو کہ یہ زندگی کے فرائض ہیں۔لہو کھیل کود کو کہتے ہیں ہنسی کھیل کو کہتے ہیں۔حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں یہ بخاری کی حدیث ہے۔کتابِ نکاح میں آئی ہے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ایک عورت ایک انصاری کے پاس نکاح کے بعد رخصت کر کے بھیجی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اے عائشہ کیا تم لوگوں کے ساتھ لہو نہ تھا۔انصار کو تو لہو پسند ہے یعنی گانا بجانا نہیں بھیجا ساتھ۔انصار کو تو گانا بجانا پسند ہے۔

اسی طرح آپ غور کیجئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دوسری حدیث میں اسی لہو کے مقابلے میں جو لفظ ہے وہ تغزل ہے۔فرمایا انصار کو تو تغزل پسند ہے تو تم نے کوئی ایسے لوگ بھیجنے تھے جو ان کو گانے وانے سناتے۔ایک حدیث میں ذرا تھوڑے سے الفاظ زائد ہیں وہ بڑے مزیدار ہیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ تم نے دلہن کے ساتھ کسی لڑکی کو بھی بھیجا ہے جو دف بجائے

Marfat.com

اور گائے؟ میں نے جواب میں عرض کیا وہ گاتی کیا؟ (گھریلو انداز میں بات ہو رہی ہے) میں نے کہا کیا گانا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ یہ اشعار گاتی نا

اتینا کم اتینا کم فحیانا و حیا کم

ہے نا سر اس میں، لگتا ہے آپ کو

اتینا کم اتینا کم فحیانا و حیا کم

اس میں کوئی سر اور موسیقی آپ کو نظر آتی ہو گی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود Suggest کر رہے تھے کہ یہ گانا سناتی تو اچھا تھا۔

حضرت قریظہ بن کعبؓ اور ابو مسعودؓ انصاری سے ابن ماجہ کی روایت ہے کہ انہوں نے کہا شادی بیاہ کے مواقع پہ لہو کی رخصت دی گئی ہے۔

خواتین و حضرات! ہر آدمی اپنا Interpretation تو دیتا ہی ہے۔ اب اگر مارکسین فلاسفی کو آپ دیکھیں یا دوسروں کو دیکھیں تو ہر نقطۂ نظر نے اپنے اپنے تصور سے چیزوں کو Interpret کیا۔ میٹریلزم جب آئی تو مارکس نے اعتراض کیا کہ Art for art sake is nothing. آرٹ فار آرٹ سیک ایک لالچ ہے۔ سرمایہ دار لوگوں کو پیسے دے کر شعر و شاعری کرواتے ہیں کتابیں لکھواتے ہیں Art speeches کرواتے ہیں حتیٰ کہ سارے کا سارا تہذیبی اثر و ویکیشنل ہو جاتا ہے تو مارکس نے کہا کہ دراصل Materialism is the base of life. یہ بنیاد ہے اللہ تو ہے کوئی نہیں دراصل پوری کائنات کی بنیادی جو بیس ہے وہ Matter ہے اور یہ جو لوگوں کا Romanticism ہے جس میں وہ کہتے ہیں کہ Art is one of the forms of social consciousness and it terefore, follows that the reasons for its change should be sought in the social exitence of men جیسے جیسے زندگی بدلے گی آرٹ بدلے گا چینج ہو گا آگے اس سے بھی بڑھ کر تمام تر آرٹ کی جو واحد تعریف جو Scientifically کی جاتی ہے کہ یہ انسان کے معاشرے کی پیداوار ہے۔ بہت سارے رسم و رواج اس میں شامل ہو جاتے ہیں۔ بہت سارے اندازِ زندگی میں اس میں پائے جاتے ہیں۔ مثلاً آپ کسی بہت پرانے پنڈ میں چلے جائیں، تو آپ بہتر

Marfat.com

انداز سے دیکھ سکتے ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ویلیجز میں تہذیب نہیں ہوتی۔ یہ کنفرمڈ کا آئیڈیا ہے کہ تہذیب اس کو کہتے ہیں جو شہروں میں ہوتی ہے۔ جب آپ پنڈوں میں چلے جاتے ہیں گاؤں میں چلے جاتے ہیں۔ دیہات میں چلے جاتے ہیں۔ وہاں تہذیب نہیں ہوتی حالانکہ یہ غلط ہے اور دیہات میں بھی بڑے بڑے اعلیٰ ترین مہذب اور شریف لوگ پیدا ہو سکتے ہیں مگر Not in general حتیٰ کہ قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا کہ اے پیغمبرؑ یہ اعراب جو ہیں گنوار ہیں اور بدخو ہیں۔ یہ اڑنے والے ہیں یہ آپس میں میچ ڈال لیتے ہیں سختیاں اور ضدیں کرتے ہیں تو شاید یہ تیری بات اس طرح سے نہیں مانتے جس طرح حذری عرب مانتے ہیں مگر اس کے باوجود خدا نے ان کو Exceptions میں ڈال دیا۔ حتیٰ کہ جب حضرت براء بن مالکؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور ان کے جوتے پہ گرد پڑی ہوئی تھی۔ ڈاڑھی بڑھی ہوئی تھی۔ صوف کا لباس تھا اور جو حذری اصحاب تھے انہوں نے ناک بھوں چڑھائے۔ ناک بھوں چڑھانے سے مجھے ایک بات یاد آئی کہ ناک بھوں چڑھائے تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا لگا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بعض لوگ ایسے ہیں جو شکل سے آپ کو اچھے نہیں لگتے جن کے جوتے گرد آلود ہوتے ہیں جن کی ڈاڑھیاں خاک آلود ہوتی ہیں مگر ربِ کعبہ کی قسم ہے اگر وہ خدا کی قسم کھالیں تو اللہ ہر حال میں ان کی قسم پوری کرتا ہے۔ یہ براء بن مالکؓ وہ تھے کہ جب مسلمان مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑ رہے تھے اور قلعہ فتح نہیں ہو رہا تھا تو لوگ اکٹھے ہو کے ان کے پاس آئے کہ آپ کے بارے میں یہ حدیث ہے اگر آپ قسم کھالیں تو اللہ ہر حال میں پوری کرتا ہے۔ آج آپ قسم کھائیں تاکہ قلعہ فتح ہو جائے۔ حضرت براءؓ بڑے ظرف والے تھے بڑے عالی ظرف والے تھے۔ کہا ''تم لوگوں نے خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کا تماشا بنا لیا ہے میں قسم کھاتا ہوں کہ آج یہ قلعہ فتح ہوگا اور میں قسم کھاتا ہوں کہ آج میں شہید ہو جاؤں گا'' اور یہ دونوں باتیں ہوئیں۔ حضرت براءؓ کی یہ دونوں باتیں پوری ہوئیں۔

خواتین و حضرات! کلچر اور تہذیب کے Prospect میں ایسے واقعات ہمارے پیٹرن اور لائف میں موجود ہیں البتہ ایک بات آپ کو آخر میں ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ میرے نزدیک تہذیب کی Defination کچھ اور ہے میرا خیال ہے میری بات آپ کو زیادہ آسانی

Marfat.com

سے سمجھ آ جائے گی۔ چلتے ہوئے ایک آخری حدیث آپ کو لباس پہ سنا دوں، خواتین تو اپنی جگہ ہیں مردوں کو میرا خیال ہے یہ زیادہ اچھی لگے گی، حضرت واقد بن عمر بن سعد بن معاذؓ کہتے ہیں ترمذی کی حدیث ہے حسن ہے صحیح ہے کہ انسؓ بن مالک تشریف لائے تو میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا انہوں نے پوچھا تم کون ہو؟ میں نے کہا میں واقد بن عمر بن سعد بن معاذؓ ہوں۔ حضرت انسؓ رونے لگے فرمایا کہ تمہاری شکل سعد سے ملتی ہے آپ کو پتہ ہے سعد بن معاذؓ وہ صحابی تھے کہ جب شہید ہوئے تو ملائکہ آسمان سے نازل ہوئے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم سعد بن معاذؓ کی تعزیت کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ ان کی شہادت کا ملائکہ کو بھی افسوس ہوا اتنے بڑے صحابی تھے۔ یہ جنگِ قریظہ میں شہید ہوئے۔ ایک مرتبہ کسی نے نبی ﷺ کی خدمت میں ایک ریشمی جبہ بھیجا جس پہ سونے کا کام ہوا تھا، جب آپ ﷺ نے اسے پہنا اور منبر پہ تشریف لائے، ذرا سینئے گا۔ ایک ایسا جبہ بھیجا جس پہ سونے کا کام ہوا تھا جب آپ نے اسے پہنا اور منبر پہ تشریف لائے تو لوگ چھونے لگے اور کہنے لگے ہم نے آج تک ایسا کپڑا نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اس پر تعجب کرتے ہو سعد کے جنتی رومال اس سے اچھے ہیں جو تم دیکھ رہے ہو (ترمذی، حدیث حسن صحیح)۔

خواتین و حضرات! کپڑے میں گیت میں رنگ میں بہر حال میرا خیال یہ ہے ادھر بھی وہی قانونِ پروردگار چلتا ہے کہ ''تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا'' کسی چیز کو فسق و فجور کا حصہ نہ بننے دو۔ جہاں تک ممکن ہے آپ انجوائے کرو لائف کو Relax and enjoy whatever you want. مگر جب اس کی حدود ''تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا'' جب آپ حدود سے نکل جاؤ گے تو خدا کہتا ہے ''وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ'' کہ جو اللہ کی حدود سے آگے بڑھ جائے گا ''فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ'' (البقرہ: 229) تو وہ ظالموں میں سے ہوگا۔ بہت ساری چیزیں ایسی ہیں، اگر آپ ایک نیچرل مسلمان ہو کے ان کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو آپ کو ایک بات کا یقین ہو جاتا ہے کہ This is the most and the easiest way to live a life۔ آج مُلّا نے جو کہ ہمارا ایک رجعت پسند، بے علم اور بے عقل ٹھیکیدار رہے، اس نے جو چیز ہمارے لیے اتنی پیچیدہ اور مشکل بنا دی ہے۔ میں اپنی ذات کی حد تک قسم کھا کے کہہ سکتا

Marfat.com

سب سے آسان طریقۂ Islam is the easiest religion to follow. ہوں کہ زندگی اگر اس زمین و آسمان میں کوئی ہے تو وہ اسلام ہے۔ ایک دفعہ میں امریکہ میں ایک برگر لینے کے لیے کھڑا تھا، آدھا پون گھنٹہ لائن ختم نہ ہوئی تو میں نے کہا، دفع کرو، میں چل پڑا۔ میں نے ویسے بھی فش برگر لینا تھا۔ اس وقت میرے ذہن میں خیال آیا کہ اگر آپ اس تہذیب کے ایک ٹکڑے کی خاطر پون گھنٹہ Waste کر کے بے نیل مرام چل پڑتے ہو تو آپ کو نماز میں پانچ منٹ میں کھڑے ہونے میں کیا تکلیف ہوتی ہے۔ اس میں کیا تکلیف ہے آپ کو کہ آپ کھڑے نہیں ہو سکتے۔ مشکل کیا ہے؟ آپ اسلام کے دو پہلوؤں کو مشکل سمجھتے ہو، ایک نماز، دوسرا روزہ رکھنا۔ اور خارج میں اللہ آپ سے کیا مانگ رہا ہے؟ خارجی زندگی میں آپ سے اللہ کیا مانگتا ہے؟ ایک نماز مانگتا ہے اور ایک ماہ کے روزے مانگتا ہے اور اس میں بھی اتنی رعایتیں۔ بتیس بتیس رعایتیں صرف نماز پڑھنے میں۔ آپ اندازہ کرو اتنی چھوٹ ہے اور روزے میں سبحان اللہ! ویسے میں آپ کو بتانا نہیں چاہتا۔ آپ روزے ہی چھوڑ دیں گے۔ ''وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ'' (البقرہ:184) بھئی نہیں رکھ سکتے، توڑو گے تو بڑی سخت سزا ہے۔ توڑنا تساہل ہے، بزدلی ہے مگر اگر نہیں رکھنا چاہتے تو ایک مسکین کو کھانا کھلا دو، ایک صاحب پوچھتے ہیں جی اتنا آسان ہے؟ میں نے کہا کہ ذرا کھانا کھلا کے تو دیکھو، تمہیں پتہ لگے گا، کون سا کام آسان ہے۔ بھئی جس نے زندگی بھر کھانا نہ کھلایا ہو، اس کے لیے کھانا کھلانا کتنا مشکل ہے۔ بھئی اے علمائے اسلام کم از کم ذرا کھانا کھلا کے دیکھو نا کسی کو پھر پتہ چلے کہ کھانا کھلانا آسان ہے کہ روزہ رکھنا آسان ہے۔ آپ کہو گے، میں دس روزے رکھ لیتا ہوں۔ یہ کھانا کھلانا میرے بس کی بات نہیں ہے۔ اسلامک ویلیوز جو ہیں اتنی کشادہ ہیں۔ مثال کے طور پہ مصوری ہے۔ آپ خود دیکھو کہ پروردگار کی ایک آیت کریمہ بڑی واضح ہے۔ خدا کہتا ہے کہ ''لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ'' (الصّف:2) تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔ فرض کرو میں پوچھوں اللہ میاں تو بھی وہی بات کہتا ہے جو کرتا ہے، کہے گا ہاں میں بھی لیکن دوسری طرف وہ کہتا ہے ''هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى'' (الحشر:24) اگر وہ خود مصور ہے اور اس کی صفاتِ عالیہ میں مصور ہونا لکھا ہے تو آپ کو مصوری سے کیسے باز کرے گا۔ آپ Artisanship

Marfat.com

کرو مگر ایک وہی مہاتما بدھ والا حشر نہ ہو اس بیچارے نے بت بنائے جانے کے ڈر سے خدا کا نام ہی نہیں لیا اور اشوکا جیسے ایک انتہائی مکار نے اس کے مذہب کے نام پر مہایانا فرقے کی ابتدا کر دی جس نے پورے بدھ ازم کو بت پرستی میں ڈھال دیا۔ ہر وہ چیز جو ہمیں ایسی طرف لے جائے جہاں عبادتِ خدا پہ شبہ ہونا شروع ہو جائے۔ جہاں محبتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ شبہ ہونا شروع ہو جائے۔ ہمیں اس سے اجتناب کرنا ہوگا، یہ ہماری تہذیب کی حدود ہیں۔ We can't compromise on those issues. جیسے اقبال نے لکھا تھا، بدقسمتی یہ ہے کہ ہمارا مخالف ہمیں بہکاووں سے نہیں مارتا۔ ہمارا مخالف ہمیں خدا پر اعتقاد کو Side line کرنے سے مارے گا اور محبتِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہمارے سینوں میں کم کرنے سے ہمیں اسلام کی طرف سے ہٹائے گا۔ اقبال نے کہا کہ وہ فاقہ کش...... ویسے تو آج کے امیر و رئیس بھی فاقہ کش ہیں، گیس تو دونوں کو نہیں مل رہی، باوجود اس کے کہ پیسے ساتھ لیے پھرتے ہیں، نہ تیل مل رہا ہے، نہ گیس مل رہی ہے۔ اس لیے میں ان ساروں کی نذر کرتا ہوں کہ

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا
روحِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بدن سے نکال دو

That's the aim that's the only aim. ہمارا جو کوئی بھی مخالف ہوگا، وہ سب سے پہلے ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت ہمارے سینے میں کم کرے گا۔ سیکولرازم، ماڈرن ازم۔ These new scholars of religion یہ کیا چاہتے ہیں؟ نئی نئی توجیحات سے کیا چاہتے ہوں گے؟ صرف ایک چیز چاہتے ہیں کہ خدا کے لیے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھول کر ہمیں رسول مان لو، ہمیں پیغمبر مان لو Since two hundred years every where in Islam this is continuous effort. کہ محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مسلمان ڈگمگا جائے۔ Side line ہو جائے۔ اس بنیادی مرکز کو، اس اخلاق اور اخلاص کے مرکز کو ہم بھول جائیں، ہماری تہذیب سے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نکل گئے تو پتہ ہے کیا رہ جائے گا؟ صرف تشدد، سختی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، سن لو، سن لو کہ خدا سختی سے نہیں دیتا، خدا نرمی سے دیتا ہے اور یہ سن لو بار بار کہا کہ خدا نرمی سے دیتا ہے۔ نرمی ہی ہماری تہذیب کا اول و آخر سب سے بڑا نشان ہے۔

Marfat.com

رؤفیت اور رحیمیت کے ہم تابعدار ہیں، ہمارے کلچر میں ہماری Civilization میں سب سے بڑا پہلو جو ہے وہ انسانی کرم کی وہ گنجائش ہے۔ Which we feel for our brothers and for others beyond us. چاہے وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلمان ہوں۔ یہ ظرف نہ کسی قوم کے پاس تھا نہ ہے۔ یہ ظرف اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے ہمارے دل وجاں میں آیا ہے۔ ہم اسی کے لیے خدا سے آرزومند ہیں کہ پروردگار ہمارے ایمان میں ان دو بنیادی چیزوں کو سلامت رکھے۔ یہ بھی آپ کو بتادوں کہ خداوندِ کریم نے قرآن حکیم میں بڑی وضاحت سے لکھ دیا ہے۔ آج تم رنج میں ہو، غم میں ہو، اداس ہو۔ ملک کے بارے میں پریشانیوں میں گھرے ہو۔ خدا کہتا ہے ''وَلَا تَهِنُوْا'' میرے بارے میں سستی نہ کرنا ''وَلَا تَحْزَنُوْا'' غم نہ کرنا ''وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ'' (آل عمران: 139) تم ہی غالب ہو اگر ایمان والے ہو۔ خواتین وحضرات! ہمیں پلٹنا پڑتا ہے، یہ دیکھنے کے لیے کہ کیا ہم ایمان والے ہیں کیونکہ اگر ہم ایمان والے ہیں تو ہم ہی غالب ہیں۔

وما علینا الا البلاغ

---

Marfat.com

# سوال و جواب

س: سر میرا نماز پڑھنے کو دل نہیں کرتا؟

ج: ایک دفعہ کسی نے انگلینڈ میں مجھ سے پوچھا تھا، پروفیسر صاحب! ادھر تو وہ سور والا گوشت ملتا ہے تو کبھی کبھی میں کھالیا کروں؟ میں نے کہا، کھالیا کرو تو اس نے کہا، جی ملا مولوی تو بڑے فتوے دیتے ہیں۔ میں نے کہا، مت سنو، تم کھالیا کرو۔ کہتا ہے، یہ آپ کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا، یار بات سنو، تم کیوں نہیں کھاتے ہو؟ کہتا ہے جی اللہ نے منع کیا ہوا ہے۔ میں نے کہا، اللہ سے محبت ہے تو تم نہ کھاؤ۔ اتنا کون سا ''ریھڑ'' پڑا ہوا ہے۔ بات یہ ہے جی کہ میں بھی نماز نہیں پڑھنا چاہتا اور آپ کو یقین سے بتاؤں کہ میں روزے نہیں رکھنا چاہتا۔ مجھے سگریٹ پینے کی عادت ہے۔ چائے پینے کی عادت ہے۔ سو سو کپ۔ ہم اس زمانے کے So called intellectual atmosphere سے نکلے جہاں کھانا کم اور چائے اور سگریٹ زیادہ پیئے جاتے تھے مگر کیا کروں یار خدا کو مانتا ہوں، مجبوری ہے۔ ہاں البتہ آپ یہ بات کہہ سکتے ہیں کہ اگر نماز پڑھنے کو جی چاہتا ہے اور پھر سستی حائل ہے تو اس ضمن میں اللہ کے رسول ﷺ کی بڑی دعائیں ہیں۔ اگر حصن حصین دیکھو تو ''اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوۡذُبِكَ مِنَ الۡهَمِّ وَالۡحُزۡنِ وَاَعُوۡذُبِكَ مِنَ الۡعَجۡزِ وَالۡكَسۡلِ وَاَعُوۡذُبِكَ مِنَ الۡجُبۡنِ وَالۡبُخۡلِ'' یہ کسل ہے، سستی ہے۔ اب دیکھو لطیفہ یہ ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے اذان میں ایک جملہ Add کروایا تھا کہ ''الصلوۃ خیر من النوم'' تو حضرت عمرؓ سے پوچھو کہ بھلا اس سے کہیں سوئے ہوئے اٹھتے ہیں؟ آج تک دیکھا کسی سوئے ہوئے کو جو اذان سن کر اٹھتا ہے۔ سوتا ہوا کوئی بھی نہیں اٹھتا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے یہ ان کے لیے نہیں کہا تھا، اصل میں یہ جملہ ان کے لیے تھا جو کسالت میں ہوتے ہیں، آنکھ تو کھلی ہے، ادھر شانے لگ رہے ہیں، ادھر جاگ رہے ہیں، لوٹ پوٹ رہے ہیں مگر ہمت نہیں پڑتی Jerk

Marfat.com

لینے کی۔ کل کی رات کا واقعہ آپ کو سناؤں۔ رات کو میں بڑی لیٹ کوئی ایک بجے سویا۔ میں نے سوچا نماز جاتی رہے گی تو اس تصور نے مجھے گھیرے رکھا، میں ایک دم سے اٹھا۔ اٹھ کے میں نے نہیں دیکھا اِدھر اُدھر۔ میں نے کہا ہو ہی گئی ہو گی رات اتنا لیٹ سویا ہوں۔ بھاگ کے جا کر وضو کیا، وضو کرنے کے بعد جب میں نماز پڑھنے لگا تو میں نے کہا، یار ٹائم تو دیکھ لوں اس وقت سوا تین ہوئے تھے۔ میں نے کہا، کوئی فقہ مجھے Allow تو نہیں کر سکتا کہ سوا تین بجے فجر پڑھ کے پھر سو جاؤں۔ Then I slept again then I arose perhaps at 5:30 or 6:30 میں نے پھر ٹائم نہیں دیکھا۔ میں نے کہا ہو سکتا ہے، سورج چڑھ گیا ہو۔ تو عرض یہ ہے کہ آپ کو تھوڑی سی فکر ضرور کرنی پڑتی ہے۔ یہ دماغ کمپیوٹر ہے، تھوڑا سا اس کو کاشن دے دو۔ I have to get up. I have to say my prayer. جس طرح کسی محبوب کے تصور میں صبح و شام جدھر نکل جاؤ (اس کا خیال ساتھ رہتا ہے) پہاڑ پر چڑھو تو اس کا تصور وہاں وارد ہو جاتا ہے۔ ٹائلٹ میں بیٹھو تو وہاں وارد ہو جاتا ہے۔ اس لیے کچھ نہ کچھ فکر اس خیال کی کرنی پڑے گی۔ If you want to say prayers زیادہ فکر مت کرو۔ صرف ایک کاشن دے دو۔ ریمائنڈر دے دو۔ ایک دو، انشاء اللہ آپ کا ذہن آپ کو جگائے گا اور آپ نماز ضرور پڑھ لو گے مگر پڑھو خدا کے لیے۔

س: اللہ تعالیٰ معاف کرتا ہے، رحیم ہے لیکن یہ جو کبھی اس کی رحمت میں Delay نظر آتا ہے، اس پر صبر کرنے کا کوئی ایسا فارمولا بتائیں کہ اللہ پر ایمان مضبوط رہے؟

ج: اصل میں سارا علم جو ہے یہ Delay میں نہیں ہے۔ میں اس کو Delay نہیں سمجھتا۔ سارے کا سارا علم جو ہے اگر میں اس کو مختصر کر دوں تو مجھے قرآن کی دو آیات نظر آتی ہیں۔ یقین جانو سارے کا سارا علم "وَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ" کسی چیز سے تم کراہت کھاتے ہو، اس میں خیر ہوتی ہے۔ "وَعَسٰٓی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَّھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ" کسی چیز سے تم محبت رکھتے ہو اور اس میں شر ہوتا ہے۔ "وَ اللّٰہُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" (البقرہ:216) اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔ اے کاش کہ تم یہ جانو کہ خدا Delay نہیں کر رہا، اے کاش تم جانو کہ زمان و مکاں میں بے شمار ایسی حکمتیں ہیں۔ آپ نے انگریزی کا وہ محاورہ نہیں

Marfat.com

سنا۔ There are many slips between cup and the lips. جب غیر یہ مانتا ہے، تم تو Believer ہو۔ یہ Delay نہیں ہیں، یہ خدا کے علم میں ہیں۔ آپ کے حصولِ مقاصد کی یا تو وہ نفی کر رہا ہے So that you may not get involve into still greater trouble. وہ آپ کی حفاظت کر رہا ہوتا ہے یا اس وقت کا انتظار ہو رہا ہے جب آپ زیادہ بلوغت اور فہم کے ساتھ کسی چیز کے حصول میں کامیاب ہو جاؤ یا آپ کے اس Delay سے وہ آپ کے اس توکل اور اپروچ کو پرکھ رہا ہے کہ کیا تم خدا سے گلہ گزار ہوتے یا منت پذیر ہوتے ہو تو There are many slips between the cup and the lips, so be careful.

س: پروفیسر صاحب گانے کے بارے میں آپ نے بات کی لیکن دف پہ بات چھوڑ دی۔ آپ کو وہ دلیل پتہ ہو گی کہ دف جائز ہے لیکن باقی انسرومنٹ کی اجازت نہیں، آپ بھلے فتویٰ نہ دیں لیکن آج کل کے گانوں کے بارے میں اپنے خیالات سے ضرور نوازیں۔

ج: Well! I told you کہ دف اس وقت کا انسٹرومنٹ ہے جب انسٹرومنٹس نہیں تھے۔ اگر اس وقت کوئی اور انسرومنٹس ہوتے شاید آپ کو اس وقت کی ہسٹری کا پتہ ہو اتنی کوئی پیچیدہ زندگی تو نہیں تھی۔ گٹار ستار تو Definitely نہیں تھے اور وہی سادہ سی جو ایک تار اور ایک انگلی، ایک تار دو تاریں کسی نے جمع کر لیں، کسی نے ستار بنا لی تو اوور آل ہم یہ دیکھتے ہیں کہ کسی معاشرے میں جس قسم کے انسٹرومنٹس ہوتے ہیں، انہی پر حکم لگا کرتا ہے۔ خالی دف پہ حکم نہیں لگتا لیکن اگر تو ان تمام احادیث میں جو میں نے آپ کو سنائیں، اگر یہ کہیں وضاحت ہوتی کہ دف کے علاوہ اور نہ بجائیں تو پھر میں ضرور آپ کو سنا دیتا۔ دف کیا ہے؟ ایک ڈھول ہے دف وہ ایک قسم کا طبلہ ہے۔ اب دف کی ایک سنجیدہ اور پروگریسو شکل طبلہ ہے۔ اگر یہ ان کے پاس ہوتے تو وہ ضرور طبلے پہ بجا کر استقبال کر رہے ہوتے تو ایک معاشرتی یا تہذیبی جو اثر ہے۔

I am again telling you it is not the instrument. یہ مقاصد پہ

Marfat.com

ہے کہ آپ کس کے لیے بجا رہے ہو اور کیا گا رہے ہو؟ زندگی میں اگر آپ نے کہیں سنا ہو رات کی تنہائیوں میں شام کے پرتو میں ایک خوبصورت اور سادہ سی بجتی ہوئی ستار کی آواز آپ پر الٰہیات کو راغب کر دیتی ہے یا فرض کرو اگر امیر خسروؒ جیسے لوگ ہیں جنہوں نے ایسے ایسے راگ ایجاد کیے ہیں، یہ مشہور و معروف راگ ایمن کلیان امیر خسروؒ کی ایجاد ہے۔ One of the most beautiful styles of singing. اور موسیقی میں یہ خواجہ امیر خسروؒ کے نام سے منسوب ہے۔ پھر قوالی میں خواجہ امیر خسروؒ کی بہت ساری خوبصورت چیزوں کا اضافہ ہے اور اگر آپ غور کرو تو کسی نے اس کا برا نہیں منایا۔ ہاں The purpose of music کی اہمیت اپنی جگہ ہے۔ فرض کرو آپ موسیقی اس لیے سنتے ہیں، ویسے ہم خود بھی کہتے ہیں یار اگر آپ کے Temperament میں جذباتی ابلاغ زیادہ ہے تو Cathartic principle میں اگر موسیقی سن کے کسی کا مسئلہ حل ہو جاتا ہے تو We will not refuse him وہ کوئی گناہ نہیں کر رہا، وہ ایک اپنے Pent up emotions کو Cathartic principle کے تحت Outlet دے رہا ہے۔ جیسے آپ دیکھو کسی بھی شخص کو قوالی سن کے حال پڑ رہا ہے بلکہ کسی کو کیا آپ جانتے ہو کہ سید خواجہ فرید الدینؒ گنج شکر کے مرشدِ گرامی جو ہیں جب ایک قوال نے شعر پڑھا اور فارسی کا شعر تھا کہ

کشتگانِ خنجرِ تسلیم را
ہر زماں از غیب جانِ دیگر است

تو خواجہ بختیار الدینؒ کاکی کو ایسا حال پڑا کہ تین دن اسی حال میں اسی ضیق میں اور قبضِ کیفیت میں تڑپتے رہے اور قوال بار بار اسی مصرعے کو گاتے رہے۔ ایسی صورتحال میں قوالوں پہ شرط ہوتی ہے، وہی مصرع گانے کی کہ یہاں تک کہ ان کے ہاتھ پھٹ گئے، زخمی ہو گئے۔ .But they could not stop کیونکہ شیخ حالتِ کرب میں تھے اور تین دن کے بعد شیخ اللہ کے حضور پہنچ گئے تو بعض اوقات کچھ کیفیت میں انقباض اتنا گہرا ہوتا ہے کہ موسیقی سے نکلتا ہے اور بعض اوقات بجلی کے جھٹکوں سے جو سائیکالوجسٹ لگاتے ہیں تو Obviously آپ کو دیکھنا ہے کہ ایک نرم طریقہ کون سا ہے۔ Anyway I would always suggest مثلاً

Marfat.com

ابھی میں دیکھتا ہوں کہ جب لوگ سارے باہر چلے جاتے ہیں، خواتین گھر میں بیٹھی ہوتی ہیں۔ And if they swith on a T.V for a song تھکن ان پر حملہ آور ہو رہی ہوتی ہے۔ it is not effecting them. میں یہ آپ کو اس لیے کہتا ہوں کہ دیکھو وہ کھیل جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کو دکھایا تھا اور جی بھر کے دکھایا تھا۔ اس کا کیا مقصد بنتا ہے؟ وہ تو First hand تھا۔ وہاں تو زیادہ بڑا فتویٰ لگتا تھا کیونکہ انسان سامنے تھے اور ٹی وی پہ تو کہیں دور نہ آپ ان کو جانتے ہو، نہ سمجھتے ہو۔ کون ہیں، کہاں سے ہیں یا یہ تو نہیں ہے کہ جونہی گانا سنتے ہو آپ گھر سے باہر ان کی تلاش میں چل پڑتے ہو کہ جا کر ان کو داد دیں۔ Obviously they are farfetched from the reality and truth. تو میں اس میں تو کسی قسم کا حرج نہیں دیکھتا اور آپ نہ بھی چاہو اگر گلی کوچوں میں نکل جاؤ، کسی دیارِ غیر میں جاؤ اپنے ہی ملک میں تو آپ کی سماعتوں میں گانے تو بجتے رہیں گے۔ It is little excess which is too bad. بعض اوقات گانے سنتے سنتے اصل فقرہ ہی بھول جاتا ہے۔ بندہ گانوں کا ہی ہو کر رہ جاتا ہے۔ اب تو ڈائیلاگ ہی گانوں میں چل رہے ہیں کوئی وقت تھا دو صوفیا ملے ایک بہت بڑی صوفی خاتون مشہور تھی، وہ حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے ملی۔ ان کی آپس میں بات چیت ہوئی تو انہوں نے حیرت سے کہا کہ اس خاتون نے ہر جملہ قرآن کا بولا۔ وہ گفتگو خرید و فروخت کے بارے میں تھی یا سفر کے بارے میں یا حال چال کے متعلق تو ایک ایک جملہ جو اس خاتون نے بولا، وہ قرآن کی زبان میں ادا کیا۔ اتنی بڑی حافظہ تھیں اور قرآن پہ انہیں اتنا عبور تھا کہ ہر چیز میں قرآن ہی کے جملے سے انہوں نے اپنا مدعا بیان کیا۔ آج کل کے جو For example گانے اور گانے والے ہیں۔ They are meaningless ایک مقولہ بڑا مشہور ہے۔ وہ شاید قرآن و حدیث کا تو نہیں ہے مگر کہتے ہیں ''الغناء مقدمة الزنا'' یہ جملہ بڑا مشہور ہے اور اس میں بڑی عقل ہے کہ رفتہ رفتہ آپ لذتوں کے عادی ہو کر بعض اوقات ایسی حدود کو ٹاپ جاتے ہو جن کی اجازت خداوند کریم نہیں دیتے۔ It's up to you being good Muslims and good believers if you can stop at he proper time. جہاں کوئی ایسی تصدیق آپ

Marfat.com

پرواردنہ ہوکہ آپ نارمل Pleasure کوایک Maximum Limit تک لے جا کرکسی بڑی خرافات کا شکار ہو گئے ہوتو میرا نہیں خیال کہ خدا کو اس بات پہ، آپ کی باتوں پہ اعتراض ہوگا۔ قرآن وحدیث سے لگتا ہے، ایسی کوئی شے نہیں۔

**س:** ''وَتُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ'' اس حوالے سے ایک سوال ہے کہ اللہ کے نزدیک عزت وذلت کا معیار کیا ہے؟

**ج:** عزت و بے عزتی کا معیار ہے کہ اگر دوسروں سے چاہوتو وہ توہین ذاتِ خدا ہے۔ اگر آپ دوسروں سے طلب کرو اور مانگو تو وہ ذلت ہے اور اگر خدا سے مانگو ''فَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ جَمِيۡعًا'' (فاطر:10) تو تمام عزت اللہ کے پاس ہے۔ وہی لوگوں کو ''قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الۡمُلۡكِ تُؤۡتِى الۡمُلۡكَ مَنۡ تَشَآءُ وَ تَنۡزِعُ الۡمُلۡكَ مِمَّنۡ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنۡ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنۡ تَشَآءُ بِيَدِكَ الۡخَيۡرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىۡءٍ قَدِيۡرٌ (26) ''تُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِى النَّهَارِ وَ تُوۡلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيۡلِ وَ تُخۡرِجُ الۡحَىَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَ تُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَىِّ وَ تَرۡزُقُ مَنۡ تَشَآءُ بِغَيۡرِ حِسَابٍ'' (آل عمران:27) تو یہ وہ بڑی باتیں ہیں جوانسان کے ساتھ ہوتی ہیں۔ اس کا رزق اس کا مقام اس کا اقتدار اس کی عزت اور یہ سب عزت۔ عزت کے پیرائے میں اللہ نے بیان کیا ہے کہ عزت کا صرف میں مالک ہوں اور اے بندۂ خدا کدھر ڈھونڈنے جاتا ہے؟ لوگوں سے عزت ''فَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ جَمِيۡعًا'' (فاطر:10) تمام عزت اللہ کے پاس ہے اور اللہ سے مانگی ہوتو غیر اللہ سے عزت مانگنی ہی نہیں چاہیے۔ اگر واقعی آپ کو شوقِ عزت ہے تو پھر ''یاعزیز'' کا ورد کرنا چاہیے۔

س: اسلام میں عورت، بیٹی اور ماں کا کیا مقام ہے؟

ج: اگلے برس انتظار کرو، میں زندہ رہوں تو پورا لیکچر اس پہ دے دوں گا۔ اب عورت اتنی گئی پڑی بھی نہیں ہے کہ دو جملوں میں جواب دے دوں (ہال میں قہقہہ) اب دیکھیے نا اتنے بڑے Aspects کو آپ چاہتے ہو کہ میں دو چار باتوں میں مبہم باتوں میں بیان کردوں۔ میں اس طرح تو بیان نہیں کرسکتا مگر ایک بات ضرور آپ سے کہنا چاہتا ہوں۔ میرا خیال یہ ہے کہ فسانۂ دنیا عورت نے شروع کیا، مرد کچھ عقل میں کم رہ گئے۔ وہ اس وجہ سے کہ اگر آپ ''اساطیر

Marfat.com

الاولین'' پڑھیں اور قدیم بائبل کو، عہد نامۂ عتیق کو پڑھیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ اس کے Major Incidents بیان کرتا ہے۔ زیادہ Details تونہیں دیتا مگر عہد نامۂ قدیم میں جو واقعہ درج ہے کہ کلچرل Aspects میں عورت نے جمپ لگائی، ہم نے نہیں لگائی۔ معافی چاہتا ہوں ہم نے کسی اور چیز میں لگائی۔ خاتون نے اشتیاق اور تجسس میں پہلا قدم اٹھایا۔ She has more curiosity, more brilliance. اماں نے ہمیں اس دنیا کی مصیبت میں پھنسایا اور یہ کہا جاتا ہے، بقول عہد نامۂ عتیق کے خاتون بار بار اس درخت کے قریب جاتی، بڑے انداز سے آدمؑ کو کہتی کہ آخر اس میں کیا ہوگا؟ آخر یہ کس اثر کے تحت ہے؟ پھر آدم اسے سمجھاتے کہ بی بی خدا خدا کر اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہوا ہے۔ آپ ایسے نہ کرو، پھر انہوں نے بڑا عجیب سا عذر ڈھونڈا کہ جب رات پڑ جائے گی تو شاید اللہ تعالیٰ کے کیمرے کمزور پڑ جائیں گے، تو ہم جا کے اس کو دیکھ لیں گے۔ پھر پورا ایک عرصہ ہے جس میں قدم بہ قدم خاتون آگے بڑھتی گئی۔ But still the curiosity could not let her make a major decision. اتنے میں ہمارے چاچازاد بھائی شیطان شریف آ گئے۔ انہوں نے کہا، بی بی یہ بڑے تجسس کی بات ہے۔ اصل راز مجھے پتہ ہے کہ تیری آگے اولاد ہونی ہے اور تیری اولاد کو خداوندِ کریم نے Eternal life نہیں دینی۔ ادھر تو ہم سارے Eternity کے مالک ہیں، تیری اولاد کو نہیں ملے گی۔ تجھ پر اللہ نے اس درخت کے اس پھل کا Ban لگایا ہوا ہے تو اب خاتون سے نہیں رہا گیا۔ زندہ رہنے کی خواہش عورتوں میں زیادہ ہوتی ہے۔ .She couldn't stay back اس نے کہا، اچھا! اب آدمؑ Convince نہیں ہو رہے تھے۔ بڑے سیدھے سادھے آدمؑ Convince ہو ہی نہیں رہے تھے۔ پھر حضرت حوا کو ایک عجیب وغریب بات سوجھی جو Ithnik even to day وہ ہر خاتون کے معزز ذہن میں محفوظ ہوتی ہے کہ اس نے تو کچھ بھی نہیں کرنا، جب تک میں نہیں کچھ کروں گی تو پھر انہوں نے یہ سوچا اور جا کے وہ پھل کھا لیا۔ اب پھل کھانے کے ساتھ ہی ان کے دل میں خوف و ہراس سے اتنی وحشت پیدا ہوگئی کہ اب آدم کو کہا تو فیصلہ کر لے، تو نے Eternal ہو کے رہنا ہے کہ نہیں۔ مجھ پہ تو عذاب آ گیا ہے۔ آدمؑ بیچارے کے پاس کوئی چوائس نہیں تھی۔ He ever wanted her کہتے ہیں کہ آدم کے دل

Marfat.com

میں اپنے خون، اپنے بدن اور اپنی محبت کا ایسا فسوں پھیلا ہوا تھا۔ اس نے کہا کہ نہیں ملتی جنت تو نہ ملے۔ اس کا ساتھ میں نے نہیں چھوڑنا. It was first act of chivalry by man کہ اس نے کہا، ٹھیک ہے جہاں یہ مرتی ہے، میں بھی مروں گا۔ بڑی اچھی دوستی تھی۔ یہ نتیجہ ہوا اماں حوا اور آدمؑ کے جنت سے باہر نکلنے کا تو خدا نے عہد نامۂ عتیق کے مطابق یہ سزا دی کہ کہا تو اپنی اولاد جنتے ہوئے ضرور تکلیف میں مبتلا ہو گی۔ تو یہ دردِ زہ اس پھل کھانے کی سوغات ہے اور مرد بیچارا خوار ہوا پھرتا ہے۔

پھرتے ہیں میرؔ خوار کوئی پوچھتا نہیں

اس کی وجہ یہ جو Chivalry دکھائی تھی، انہوں نے ساتھ دینے کی یہ حال اس لیے ہے۔ باقی تو ان کا کوئی خاص ذکر ہی نہیں کتاب میں۔ مگر بہر حال انشاء اللہ تعالیٰ العزیز Someday I will deliver a complete and comprehensive lecture.

اصل میں میرا خیال یہ ہے کہ نہ کوئی Superior ہے نہ کوئی کمتر۔ یہ جو اللہ نے کہا کہ ہم نے ایک درجہ دیا ہے، اس سے مراد وہ درجہ نہیں ہے۔ سارے زمانے پہ ایک اصول تھا۔ آج سے چالیس ہزار سال پہلے ایک عمرانی معاہدہ ہوا تھا۔ عمرانی معاہدے میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ مرد باہر نکلے گا، روٹی کمائے گا۔ عورت Equivalent hard work چار دیواری کے اندر بچے پالنے میں کرے گی۔ یہ معاہدہ آج کے زمانے میں بھی چل رہا ہے۔ اس لیے خداوند کریم نے باہر کی مشقت دیکھتے ہوئے رزق کمانے کی Trouble کو دیکھتے ہوئے قرآن میں یہ کہا "وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ" (البقرہ:228) کہ ہم نے رجال کو عورتوں پہ ایک درجہ عزت بخشی ہے۔ پھر مرد کو اور بھی فضیلتیں ہیں جیسے پیغمبری ہے، جیسے عقل و فراست کی مگر اس میں Discard کسی کو نہیں کیا۔ کوئی بھی عورت جو ہے ان درجات سے آزاد ہو کر اگر آپ قرآنِ حکیم کو پڑھیں تو جب عورتوں نے یہ کہا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن ہمیشہ مردوں کو ہی مخاطب ہوتا ہے، ہمارا ذکر ہی کوئی نہیں ہے۔ اصل میں Patriarchal society تھی۔ مرد ہی کی حکومت تھی۔ اللہ مردوں کو سمجھا رہا تھا مگر یہ اتنا Genuine تھا۔ وہ جو طنز خواتین نے اللہ کی ذات پر کیا، اتنا Genuine تھا کہ اللہ کو ڈیفنس کی سوجھی اور فوراً جواب دے دیا۔ کسی آیتِ قرآنی میں نہیں، نہیں ایسا نہیں ہے۔ اللہ کے بندے

Marfat.com

اور اللہ کی بندیاں دونوں کو قرآن مخاطب کرتا ہے مگر ایک راز کی بات آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ پیغمبروں کو چھوڑ کر اللہ نے عورت کو فضیلت دے دی، تقویٰ میں عبادت میں۔ اصول یہ ہوتا ہے، پیغمبرانہ اصول بھی یہ ہیں کہ اوپر سے جب Ranks چلتے ہیں تو آخری جو ہے پہلے پہ بھاری ہوتا ہے تو اگر آپ ان Ranks کو دیکھو "اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمَاتِ وَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِیْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِیْنَ وَالصَّادِقَاتِ وَالصَّابِرِیْنَ وَالصَّابِرَاتِ وَالْخَاشِعِیْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِیْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحَافِظَاتِ" تو سب سے بڑا رتبہ آخر میں آیا ہے "وَالذّٰکِرِیْنَ اللہَ کَثِیْرًا وَّ الذّٰکِرَاتِ" (الاحزاب:35) یہ سب سے بڑا رتبہ ہے خدا کے نزدیک۔ پتہ ہے کیوں؟ اس لیے کہ قرآن میں اللہ نے کہا "اُتْلُ مَا اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْکِتَابِ" کتاب کی تلاوت کرو۔ "وَ اَقِمِ الصَّلَاۃَ اِنَّ الصَّلَاۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللہِ اَکْبَرُ" (عنکبوت:45) مگر اللہ کی یاد بہت بڑی بات ہے۔ باقی ٹھیک ہے اشغال ہیں مگر خدا کو یاد کرنا تو بہت بڑی بات ہے۔ اب اسی طرح ذاکرین بہت بڑے لوگ ہیں اور ذاکرات بھی بہت بڑی مگر چونکہ پچھلا پہلے پہ حاوی ہوتا ہے۔ اس لیے ذاکرات کو آخر میں Mention کر کے اللہ نے ذکر و عبادات میں عورتوں کو مردوں سے زیادہ بہتر Edge دے دیا ہے۔ اب آپ پوچھو گے پریکٹیکلی؟ Yes it is practically true also? جب خواجہ حسن بصریؒ تھے، بصرہ میں خواجہ ذوالنون مصریؒ تھے، خواجہ حبیب عجمیؒ جیسے لوگ تھے، خواجہ سری سقطی جیسے لوگ تھے جو جنید کے استاد تھے، سید الطائفہ جنید بغداد کے۔ اس وقت بغداد کی عورت ان سب سے بہتر تھی اور وہ رابعہ بصریؒ تھیں۔ اندازہ لگا لو کہ جب ایک عورت خاتون اذکارِ الٰہیہ کو جاتی ہے تو وہ اپنے فرائض پورے کر کے جا رہی ہوتی ہے۔ اس نے زندگی کی وہ مشقت اور احکامات بھی پورے کیے ہوتے ہیں جو خدا نے اسے دیئے ہوتے ہیں۔ اسی طرح رابعہؒ سارے دن کی غلامی کے بعد نماز میں کھڑی تھی، اس کا مالک اٹھا تو اس نے دیکھا کہ وہ سجدے میں رو رہی تھی اور کہتی تھی کہ اے پروردگار! میں نے غلامی کے حقوق میں آقا کی خدمت میں بھی بے ایمانی نہیں کرنی۔ اگر مجھے وہ وقت بھی مل جاتا تو وہ بھی تیری نذر کر دیتی

Marfat.com

اور ہمہ وقت تیری عبادت میں مصروف رہتی۔ مالک نے سنا تو وہ کانپ گیا کہ میں نے کس عورت کو غلام رکھا ہوا ہے تو اس نے رابعہ بصریؒ کو آزاد کیا اور یہ وہی خاتون ہے جن سے خواجہ حسن بصریؒ نے درخواست کی کہ اے رابعہؒ تو بھی خدا کی طالب ہے، میں بھی خدا کا طلبگار ہوں، آؤ کیوں نہ آپس میں نکاح کر لیں تو رابعہؒ نے کہا، نہیں طالبِ خدا مرد ہے اور طالبِ دنیا عورت ہے اور جو دونوں کو طلب کرے وہ مخنث ہے۔ میں اور تو دونوں طالبِ خدا ہیں، ہمارا نکاح ہی نہیں ہو سکتا اور خواتین و حضرات! یہ وہ رابعہ ہے کہ جس کے اصولِ فکر راہِ حقیقت کے تابندہ نشان ہیں، اس لیے آج بھی اگر آپ بصرہ میں جاؤ، اب دیکھو ایک چھوٹی سی بات میں آپ کو بتاتا چلوں کہ لوگ کہتے ہیں مزاروں میں کیا ہوتا ہے؟ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ جب کوئی شخص زمین پہ ذکر کرتے ہوئے گزرتا ہے تو زمین کا وہ ٹکڑا دوسرے ٹکڑے پہ فخر کرتا ہے کہ آج مجھ پہ اس شخص کے پاؤں گزر رہے ہیں جو خدا کی یاد میں تھا تو خواتین و حضرات! اگر زمین کا ایک ٹکڑا دوسری زمین پہ اس لیے فخر کرتا ہے کہ آج مجھ پہ اس شخص کے پاؤں گزر رہے ہیں جو خدا کی یاد میں تھا تو اس شخص کے بارے میں بھی غور کرو جو ہمہ تن ہمہ وقت خدا کی یاد میں رہا اور اس زمین کا بھی خیال کرو، جس میں وہ دفن ہوا۔ اسی لیے حضور گرامی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو سب سے بڑی صفاتِ عالیہ رکھتے تھے کہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ سے بابِ جنابت میں پوچھا گیا۔ مسلم کی حدیث ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس عالم میں خدا کو یاد کرتے تھے؟ تو ام المومنینؓ نے کہا کہ وہ ہر عالم میں خدا کو یاد کرتے تھے اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی نبی ذاکر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں۔ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوئے ہوئے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت ہے کہ دو لوگ ان کے سرہانے کھڑے ہوئے اور انہوں نے ایک دوسرے سے بات کی کہ اس مرد کو دیکھا کہ کتنی عجیب و غریب یہ ہستی ہے کہ ان کی آنکھ سوئی ہوئی ہے مگر ان کا دل ابھی بھی ذکرِ خدا میں مصروف ہے تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی ذاکر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں۔ اس لیے ان کے ذکر کے اس توسل سے ہمیں اگر کوئی موقع ملتا ہے، کوئی تقلید ملتی ہے، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی تہذیب ملتی ہے تو وہ یہی ملتی ہے کہ

Marfat.com

جتنا چاہو خدا کو یاد کرو۔ خدا کے لیے خدا کو یاد کرو "فَاذْكُرُوا اللهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا" (البقرہ:200) اللہ کی محبت کے لیے خوف کو قریب نہ آنے دو، وہ خوف اور قسم کا ہے۔ اسلام میں خوف وہ نہیں ہے، ڈنڈے سوٹے کا فرشتوں کا جہنم کا یہ خوف نہیں ہے۔ مسلمان کا خوف یہ ہے کہ ایسے افعال سے گریز کرے جو اس کو خدا سے دور کر دیں۔ یہ اصلی خوف ہے۔

وما علینا الا البلاغ

---

Marfat.com

Marfat.com

# دین اور سیاست

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ

مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ

مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ

مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا

نَّصِیْرًا O

(سورۃ الاسراء آیت نمبر:80)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ

عَمَّا یَصِفُوْنَ O

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ O

وَالْحَمْدُ

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O

(سورۃ الصّٰفّٰت، آیت نمبر:180-182).

Marfat.com

Marfat.com

خواتین وحضرات! جس نکتے کی طرف اشارہ فرمایا اسرار کسانہ صاحب نے وہ تو ایک بہت بڑا مضمون ہے اور میں نے متعدد لیکچرز میں خاص کر ڈ کنز پہ بھی اور دوسرے Atheists پہ بھی جو خداوند کریم کو نہیں مانتے، ان پہ ایسے بڑے متعدد لیکچرز دیئے ہیں۔ میرے نزدیک جو خدا کو نہیں مانتے ان کے پاس بدقسمتی سے ایک سنگل دلیل بھی موجود نہیں ہوتی۔ اصولِ مذہب ہو یا سیاست ہو کوئی بھی اصول ہو اس کا ایک خاصہ ہوتا ہے کہ انسان کچھ عرصہ اس کی تلاش کرتے ہیں۔ اس کی جدوجہد کرتے ہیں۔ اس پہ دل ودماغ مرتکز کرتے ہیں اور اپنی اس تلاش اور جدوجہد کے نتائج کو پھر دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے خدا کے وجود سے جو بڑے انکار کرنے والے ہیں جو اس وقت بھی ہیں اور جو پہلے بھی موجود تھے۔ ان کی ایک ٹریجڈی یہ ہے کہ ان میں سے کسی نے خدا کو تلاش نہیں کیا۔ کسی نے خدا کو کسی قسم کا ایک مطمعِ نظر نہیں بنایا۔ کسی نے اس تلاش کے مقاصد نہیں بتائے۔ نہ ان کے نتائج ظاہر کیے ہیں۔ اس لیے جیسے ایک آرٹ پڑھنے والا سائنس کے بارے میں بڑی معصومانہ سی رائے دیتا ہے۔ اسی طرح بڑے بڑے نام جو کسانہ صاحب نے Quote کیے ہیں، سائنسدانوں کے یہ بھی بڑی بڑی معصومانہ رائے دیتے ہیں مذہب کے بارے میں۔ آئن سٹائن سے یہ پوچھو کہ چھبیس سال تم نے سائنس کے ایک چھوٹے سے Subject پہ کوانٹم اور Relativity پہ اگر لگائے ہیں تو کیا تم نے ایک آدھا سال بھی خدا کی ریسرچ میں لگایا ہے کہ نہیں؟ تو جواب ٹوٹل انکار ہوگا۔ اس طرح بہت سارے ایسے بڑے سائنسدان جنہوں نے خدا پہ چلتی ہوئی رائے دی ہے، وہ بالکل اسی طرح ہیں جیسے ایک اسپیشلسٹ ڈاکٹر کے مقابلے میں سڑک کے کنارے کھڑا پھٹکری بیچتا ہوا آدمی آوازیں لگاتا ہے۔ ایک Non Specialist opinion کی پڑھے لکھے لوگوں کی نظر میں کوئی ایسی اہمیت نہیں ہوتی۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اعلیٰ ترین فلسفیاتی سطح پہ پانچ قسم کے انکار ہمارے سامنے آئے ہیں اور یہ انکار کرنے والے جو لوگ ہیں، ان میں سے کچھ نے اپنی غلطی کا ادراک ہونے کے بعد اپنے

Marfat.com

[illegible] Logical Positivists [illegible]

[illegible]

[illegible] Cosmologists [illegible]

[illegible] Relativity Change [illegible]

[illegible] Special relativity [illegible] Establish [illegible] Uncertainty [illegible]

[illegible] Formation [illegible] Finality [illegible]

[illegible] Transitional [illegible]

[illegible]

[illegible] Statistics [illegible]

[illegible] Simulation [illegible] Assimilations [illegible]

[illegible] By pressure [illegible] اللہ [illegible] اپنی پہچان کے لیے آپ کو عقل عطا کی ہے [illegible] افلا یتدبرون (النساء 82) کیوں نہیں غور کرتے تم، کیوں نہیں [illegible] ولکن لا یشعرون (البقرہ 12) اگر تم جانتے ہوئے عقل استعمال کرتے تو پھر آپ [illegible] ہے۔

مولانا حضرات [illegible] نے بہت بڑا انکار کیا تھا۔ [illegible] علوم عمرانیات کو لیتے ہیں۔ ان کا اعتراض یہ تھا کہ خدا باہر سے نہیں ہے۔ خدا ہم نے اپنے اندر سے گھڑے ہیں۔ نعوذ باللہ ایک لحاظ سے تو سچے ہیں۔ ہم ہر صاحب اقتدار کو بھی خدا مانتے ہیں۔ پارٹی لیڈر بھی خدا

Marfat.com

بن گئے ہیں بلکہ محلے کے چوہدری بھی خدا بن جاتے ہیں تو پھر کیا حرج ہے۔ اگر انسان نے اجتماعی لیول پہ ایک خدا تخلیق کر لیا ہو، کام جو نہیں چل رہے تھے۔ آپس میں تو لڑنا جھگڑنا جاری تھا، قتل و غارت ہو رہی تھی، جبر و استبداد کے سائے جگہ جگہ لرز رہے تھے تو پھر کیوں نہیں آپ نے مسائل خود حل کر لیے؟ کیوں نہیں کسی معاشرے نے اپنے لیے قانون خود بنا لیے؟ افسوس ایسا ہو نہ سکا۔ بقول عمرانیات کے انہیں خدا گھڑنا پڑا، انہیں خدا تخلیق کرنا پڑا، بنانا پڑا کیونکہ قانون اگر آسمان سے آئے گا۔ غیاب سے آئے گا تو اس کی Respect ہو گی۔ اگر قانون بنانے والا ہمارے اندر سے ہوا تو کوئی نہ کوئی مخالف طبقہ اٹھ کر اس کو تہس نہس کر دے گا۔ اس لیے خدا کا غیاب میں جانا ضروری ہے۔ خواتین و حضرات! ذرا اس Sentence پہ غور کیجیے گا کہ انسانوں کا بھی خیال ہے، تمام علومِ حاضرہ کے فلسفیوں کا بھی خیال ہے کہ خدا کا غیاب میں جانا ضروری ہے۔ اگر خدا غیاب میں نہ جائے تو پھر کوئی قانون مانتا ہی نہیں ہے۔ غیاب کا خوف جو ہے غیب کا خوف اور طاقت ظاہر کی ہر ممکنہ طاقت سے بڑی ہوتی ہے۔ وہ آسیب کا بھی خدا بن جاتا ہے۔ جنوں کا خدا بن جاتا ہے۔ اندرونی تصورات کا خدا بن جاتا ہے۔ وہ ان Weaknesses کا اور کمزوریوں کا خدا بن جاتا ہے جن کو آپ ظاہر کرنا پسند نہیں کرتے۔ اس لیے ایسے خدا کا ہونا لازم ہے جو نظر نہ آئے۔ جس کا خوف تو ہمارے ساتھ ہر وقت چمٹا رہے مگر جس سے محبت کوئی نہ ہو۔ اس کے برعکس علومِ عمرانیات کے تمام بڑے فلاسفر دو مجموعی نکات تک پہنچے ہیں۔ ایک نکتہ یہ ہے کہ جب سے انسان نے سوچنا شروع کیا خدا پرست ہے جب سے۔ یعنی پہلی سانس جب ایک سوچنے والے انسان نے لی ہے تو پتہ نہیں کہاں سے اس کو خیال آ گیا ہے۔ یہ آپ کے مذہب میں بھی ہے۔ ایک روایت میں موجود ہے جب آنکھ کھولی آدم نے تو پہلا جملہ جو اس نے کہا ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ'' کہا۔ یہ تو چلو روایت ہوئی۔ قصہ کہانی ہوئی۔ ایک داستان سرائی ہوئی۔ بغیر کسی تصدیق کے مگر Prof. Smith کو کیا کرو گے جس نے پچاس سال کی اینتھروپالوجی کی اسٹڈی کے بعد ایک جملہ بولا ہے جو حتمی سمجھا جاتا ہے علوم عمرانیات میں اور وہ جملہ چھوٹا سا ہے کہ Homo Sapien is Homo religious اپنے پورے فلسفۂ خیال کی انتہا تک پہنچ کر محنت و مشقت کے بعد اس نے صرف ایک چھوٹا سا جملہ لکھا ہے کہ میری تمام ریسرچ کا نچوڑ یہ ہے

Marfat.com

کہ Homo Sapien is Homo Religious کہ جب سے انسان نے سوچنا شروع کیا، وہ مذہبی ہے۔ ابھی بات یہاں رُکی نہیں تھی کہ پروفیسر ٹائر نے زندگی بھر کی Anthoropological Struggle کے بعد ایک نیا Rule دے دیا۔ وہ اس سے بھی زیادہ دلچسپ ہے۔ اس نے کہا کہ ہم Convinced ہیں کہ Not only that homo Sapien is homo religious but homo sapien is monotheist کہ اتفاق کی بات یہ ہے کہ نہ صرف پہلا سوچنے والا انسان خدا پرست تھا بلکہ پہلا سوچنے والا انسان ایک خدا کی پرستش کرتا تھا۔ پھر مجبوراً قرآن کھولنا پڑتا ہے حیرانی کے ساتھ کہ اللہ کیا کہتا ہے اپنے بارے میں۔ دیکھیے اللہ نے ایک سادہ سی بات کی۔ اس نے لفٹ ہی نہیں کرائی مسئلے کو۔ وہ اتنا بڑا ہے انسانوں کے مسئلے کو اتنی سادگی سے بیان کرتا ہے کہ سوچنے کے لیے کوئی دس پندرہ ہزار کتابیں پڑھنی پڑتی ہیں۔ تو پروردگارِ عالم نے سادگی سے بالکل سادہ لہجے میں فرمایا کہ شروع میں سب لوگ ایک خدا کی پرستش کرتے تھے۔ پھر رفتہ رفتہ یہ مائل بہ بت پرستی ہوئے۔ پھر انہوں نے علامات کا سہارا لیا۔ پھر خدائی میں شریک بنائے۔ آپ کو پتہ ہے انسان اللہ پہ بڑا رحم کھاتا ہے۔ الٹا لگے گا آپ کو مگر انسان بہت مہربان ہے اللہ پر۔ ایسی ایسی مہربانی اللہ پر اس نے کی ہے کہ آپ حیران ہو جائیں گے۔ مثلاً عرب کے مشرک جو تھے پہلے موحد تھے، بنو ابراہیمؑ تھے، بنو اسماعیلؑ تھے، خدا پرست تھے۔ پھر عمر بن لحی ایک دفعہ گزرا اک راستے سے اس نے دو بڑے خوبصورت پتھر دیکھے۔ پتھر تو خوبصورت ہوتے ہیں۔ آج فرض کیجیے عقیقِ سلیمان کوئی لا کے دکھا دے۔ اتنا خوبصورت پتھر ہے اور ایسی ایسی کارگزاری اللہ تعالیٰ نے کر رکھی ہے۔ اگر وہ یہ کہے کہ عالمِ غیب میں سے کسی نے عطا کیا ہے۔ عقیق کے بارے میں آپ کتنی داستانیں سنتے ہو، یہ پتہ نہیں عالمِ بالا سے آیا ہے۔ جنت میں کہیں بھولا بھٹکا بیٹھا تھا، سوچا چلو انسانوں سے جی بہلاؤں تو ایسا ایسا عجیب و غریب پتھر ہے اور عمر بن لحی کو بھی مل گیا کہیں سے۔ اس نے آتے ہی اہلِ عرب کو کہا کہ یہ دراصل پتھر نہیں یہ دو دیویاں ہیں۔ ایک کا نام لات ہے اور ایک نام عزیٰ رکھا اور جب خدا کا شریک بنانے لگے تو انتہائی مہربانی سے کہا کہ خدا اکیلا ہے، بیچارہ So sad، اللہ اکیلا ہے۔ وہ سارے کام کیسے نمٹائے گا؟ وہ لوگوں کا چولہا بھی جلائے گا۔ ان کی فصلیں بھی اُگائے گا۔ ان پر

Marfat.com

بادل بھی برسائے گا۔ اتنے ڈھیر سارے کام اللہ اکیلا کیسے کرے گا؟ تو ہم نے دو اسسٹنٹ Create کیے ہیں۔ انہوں نے لات اور عزیٰ دو اسسٹنٹ اللہ کے Create کر دیئے۔ یہی حال ہندوؤں کا رہا، جب آریز آئے، اچھا بھلا ایک خدا تھا ان کا، اندرا۔ جونہی انڈیا میں گھسے خواتین کو بڑا رحم آیا۔ آپ کو پتہ ہے خواتین آج بھی کوئی جادو وادو کا سن لیں تو سارا محلہ ہی جادوگروں کے چکر میں پڑ جاتا ہے۔ ان کو اتنی ہمدردی ہوئی کہ ایک خدا بیچارہ کیا کرے گا۔ سو دیویاں بنا کے اس کے نکاح میں دے دیں۔ ایک کا نام متھرا تھا، ایک کا ورونا تھا۔ اس سے کہیں اللہ نے پھر جان چھڑائی کہ خدا کے واسطے اے بندو مجھ پہ اتنی مہربانی نہ کیا کرو۔ تو دوسری دفعہ کیا کیا انہوں نے نام ہی بدل دیا۔ انہوں نے بجائے اندرا کے برہما نام رکھ لیا۔ ان کو خیال آیا کہ شاید لڑکوں کے نہ ہونے کی وجہ سے اداس ہے تو انہوں نے نئے دو دیوتا شیو اور وشنو ساتھ ٹھوک دیئے۔ ایک کو First Trinity کہتے ہیں، ایک کو Second Trinity کہتے ہیں تو بندے اللہ پہ اس قسم کی مہربانیاں کرتے رہے۔ پتہ نہیں اللہ پہ تو مہربانی ہوئی کہ نہ ہوئی مگر اپنے لیے ضرور عذابِ جہنم اکٹھا کرتے رہتے ہیں۔

خواتین و حضرات! میں اس وقت اس موضوع پہ گفتگو نہیں کر رہا۔ میں ابھی سیاست اور دین کے ایک تعلق کی گفتگو کر رہا ہوں۔ آپ کو یاد ہوگا برسوں پہلے اسی جگہ یہ اعزاز آپ کے شہر کو حاصل ہے کہ ایک نوجوان کو میں ساتھ لایا تھا تو میں نے اسے کہا کہ اظہار کی قوت جو تم میں ہے اس کی تھوڑی سی نمائش کرلو، بات چیت کرلو۔ تم مجھے Honest لگے ہو، کوئی بات کرلو تو اس نے آپ سے شاید ایک بات کہی تھی۔ پتہ نہیں آپ کو یاد ہوگا کہ نہیں تو اس نے کہا تھا کہ پہلے میں اچھا مسلمان نہیں تھا۔ پہلے میں So so تھا۔ جیسے میں اور آپ۔ ہم تو نہیں مانیں گے، ہم تو مسلمانوں میں رہ رہے ہیں، وہ ذرا برطانیہ میں رہتا تھا۔ ساری عمر وہیں گزری تھی۔ اس نے بڑی Frankly آپ کو بتایا تھا کہ میں اچھا مسلمان نہیں تھا۔ مجھ سے بڑی غلطیاں ہوئیں، بڑی خطائیں ہوئیں۔ میں نے بڑی فضول حرکات بھی کی ہوئی ہیں مگر جب سے میں نے خدا کو جانا ہے، جب سے میں نے قرآن پڑھا ہے۔ میرا دل اب پکا مسلمان ہوگیا ہے اور اب میرا دل چاہتا ہے کہ میں خدمتِ اسلام اور مسلمان میں وقت صرف کروں۔ آپ نے اسی وقت اسے داد دی تھی۔ اتفاق کی بات

Marfat.com

علوم کا خود ہی انکار کر دیا۔ اس میں ہم ٹاپ پہ Logical Positivists کو رکھتے ہیں جن کا خیال یہ تھا کہ خدا کے بارے میں چونکہ کوئی ڈیٹا نہیں ہے۔ اس لیے اللہ نان سینس ہے مگر اب وہ فلسفہ بھی فرسودہ ہو گیا ہے اور اپنی موت آپ مر گیا ہے۔ جیسے کائنات میں کسی Cosmologist نے جب بھی کوئی پکا نظریہ بنایا جیسے آئن سٹائن کی Relativity Change ہو کے اب Special relativity میں چلی گئی۔ جیسے کوانٹم Establish ہو کے Uncertainity میں چلا گیا۔ اسی طرح متعدد نظریات جو ہیں Formation میں ابھی تک کسی Finality تک نہیں پہنچے۔ Transitional نظریہ کو حتمی نظریہ نہیں سمجھا جا سکتا۔ میں نے بہت پہلے اپنی ایک کتاب میں لکھا تھا کہ انسان اور اللہ میں صرف ایک فرق ہے اور فرق اتنا نمایاں ہے کہ ایک اَن پڑھ ترین شخص سے لے کر ایک بڑے سے بڑے عالم تک اس میں فرق کر سکتا ہے اور فرق یہ ہے کہ انسان اگر ہزار غلطی کرے تو انسان رہتا ہے مگر اللہ اگر ایک غلطی بھی کرے تو اللہ نہیں رہتا۔ تو کیا آپ کے پاس قرآن نہیں ہے؟ کیا آپ کے پاس عقل نہیں ہے؟ کیا آپ کے سائنس نہیں ہے؟ کیا آپ کے پاس اینتھروپالوجی نہیں ہے؟ کیا آپ کے پاس Statistics نہیں ہے؟ کیا آپ کے پاس ہسٹری نہیں ہے؟ کیا معقولات اور غیر معقولات علوم کی ایک لسٹ نہیں بنی ہوئی؟ کیا کمپیوٹرز نہیں آ گئے ہیں؟ کیا Simulation نہیں ہے؟ کیا Assimilations نہیں ہیں؟ تو آپ کیوں نہیں تھوڑی سی کوشش کر لیتے کہ قرآن کی ایک آیت، ایک حرف کو غلط ثابت کر دو۔ جان ہی چھوٹ جائے۔ میں تو نہیں آپ پر پریشر ڈالتا کہ آپ اللہ کو مانو۔ اللہ کو By pressure ماننا تو اللہ کو بھی پسند نہیں۔ جس پروردگارِ عالم نے اپنی پہچان کے لیے آپ کو عقل عطا کی ہو، سوچ سمجھ عطا کی ہو، بار بار انسٹرکشن دے رہا ہو۔ اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ (النسا:82) کیوں نہیں غور کرتے تدبر کیوں نہیں کرتے۔ وَلٰكِنْ لَّا یَشْعُرُوْنَ (البقرہ:12) اگر تم جانتے ہوئے عقل استعمال کرتے تو پھر آپ خود ہی جان لیتے کہ سچائی کدھر ہے۔

خواتین و حضرات! اینتھروپالوجی نے بہت بڑا انکار کیا تھا۔ اینتھروپالوجی علومِ عمرانیات کو کہتے ہیں۔ ان کا اعتراض یہ تھا کہ خدا باہر سے نہیں ہے۔ خدا ہم نے اپنے اندر سے گھڑے ہیں۔ غالباً ایک لحاظ سے تو سچے ہیں۔ ہم ہر صاحبِ اقتدار کو بھی خدا مانتے ہیں۔ پارٹی لیڈر بھی خدا

Marfat.com

بن گئے ہیں بلکہ محلے کے چوہدری بھی خدا بن جاتے ہیں تو پھر کیا حرج ہے۔ اگر انسان نے اجتماعی لیول پہ ایک خدا تخلیق کر لیا ہو، کام جو نہیں چل رہے تھے۔ آپس میں تو لڑنا جھگڑنا جاری تھا، قتل و غارت ہو رہی تھی، جبر و استبداد کے سائے جگہ جگہ لرز رہے تھے تو پھر کیوں نہیں آپ نے مسائل خود حل کر لیے؟ کیوں نہیں کسی معاشرے نے اپنے لیے قانون خود بنا لیے؟ افسوس ایسا ہو نہ سکا۔ بقول عمرانیات کے انہیں خدا گھڑنا پڑا، انہیں خدا تخلیق کرنا پڑا، بنانا پڑا کیونکہ قانون اگر آسمان سے آئے گا۔ غیاب سے آئے گا تو اس کی Respect ہوگی۔ اگر قانون بنانے والا ہمارے اندر سے ہوا تو کوئی نہ کوئی مخالف طبقہ اٹھ کر اس کو تہس نہس کر دے گا۔ اس لیے خدا کا غیاب میں جانا ضروری ہے۔ خواتین و حضرات! ذرا اس Sentence پہ غور کیجیے گا کہ انسانوں کا بھی خیال ہے، تمام علومِ حاضرہ کے فلسفیوں کا بھی خیال ہے کہ خدا کا غیاب میں جانا ضروری ہے۔ اگر خدا غیاب میں نہ جائے تو پھر کوئی قانون ماننا ہی نہیں ہے۔ غیاب کا خوف جو ہے غیب کا خوف اور طاقت ظاہر کی ہر ممکنہ طاقت سے بڑی ہوتی ہے۔ وہ آسیب کا بھی خدا بن جاتا ہے۔ جنوں کا خدا بن جاتا ہے۔ اندرونی تصورات کا خدا بن جاتا ہے۔ وہ ان Weaknesses کا اور کمزوریوں کا خدا بن جاتا ہے جن کو آپ ظاہر کرنا پسند نہیں کرتے۔ اس لیے ایسے خدا کا ہونا لازم ہے جو نظر نہ آئے۔ جس کا خوف تو ہمارے ساتھ ہر وقت چمٹا رہے مگر جس سے محبت کوئی نہ ہو۔ اس کے برعکس علومِ عمرانیات کے تمام بڑے فلاسفر دو مجموعی نکات تک پہنچے ہیں۔ ایک نکتہ یہ ہے کہ جب سے انسان نے سوچنا شروع کیا خدا پرست ہے جب سے۔ یعنی پہلی سانس جب ایک سوچنے والے انسان نے لی ہے تو پتہ نہیں کہاں سے اس کو خیال آ گیا ہے۔ یہ آپ کے مذہب میں بھی ہے۔ ایک روایت میں موجود ہے جب آنکھ کھولی آدم نے تو پہلا جملہ جو اس نے کہا "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ" کہا۔ یہ تو چلو روایت ہوئی۔ قصہ کہانی ہوئی۔ ایک داستان سرائی ہوئی۔ بغیر کسی تصدیق کے مگر Prof. Smith کو کیا کرو گے جس نے پچاس سال کی اینتھروپالوجی کی اسٹڈی کے بعد ایک جملہ بولا ہے جو حتمی سمجھا جاتا ہے علوم عمرانیات میں اور وہ جملہ چھوٹا سا ہے کہ Homo Sapien is Homo religious اپنے پورے فلسفۂ خیال کی انتہا تک پہنچ کر محنت و مشقت کے بعد اس نے صرف ایک چھوٹا سا جملہ لکھا ہے کہ میری تمام ریسرچ کا نچوڑ یہ ہے

Marfat.com

دیکھو کہ ہم لوگوں کا تعلق سیاست سے نہیں ہوتا مگر کوئی سیاست سے علیحدہ بھی نہیں۔ سیاست دراصل اس کو نہیں کہتے جو آپ کے ملک وملت میں جاری ہے۔ بھلا یہ بتاؤ کہ سیاست میں یہ کہاں تک جائز ہے کہ ایک شخص آئے اور بڑی اونچی آوازوں میں پاگلوں کی طرح جھٹکے کھانا شروع کر دے۔ ایسا لگے جیسے اس کو کوئی Electric Shocks لگ رہے ہوں۔ وہ خواہ نواز شریف صاحب ہوں۔ کوئی زرداری صاحب ہوں۔ خواہ کوئی عمران خان صاحب ہوں۔ خواہ کوئی بھی ہوں۔ مسئلہ یہ پیدا ہوتا ہے کہ سیاست تدبر کی گفتگو ہے، عقل کی گفتگو ہے، فہم وفراست کی گفتگو ہے، مسائل کی گفتگو ہے، ایک اندازِ گفتگو ہے، ایک اندازِ اخلاق ہے۔ بھلا یہ جو بڑے بڑے مجمعوں میں آپ گفتگو سنتے ہو جس میں قریباً قریباً بدن کے سارے اجزا بے چینی سے ہل رہے ہوتے ہیں اور اسی میں چیخ وپکار جاری ہوتی ہے۔ بھلا اس اندازِ گفتگو میں آپ کو کیا ملتا ہے اور ان کو کیا ملتا ہے؟ یہ سمجھنے کی بات ہے۔ All we do is سیاست میں ایک ایمان کی بات یہ ہے کہ ہم کسی سیاستدان کی حمایت نہیں کرنا چاہتے، نہ کرتے ہیں مگر ایک آدھ آپشن آپ کو دے دیتے ہیں جیسے اس دن۔ میں نام نہیں لوں گا اس کا۔ یہ نہ سمجھو آپ کہ میں کوئی اس کی سفارش کے لیے آیا ہوں۔ میں نام نہیں لوں گا۔ میں آپ سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں کہ اپنی دیانت اور امانت کے مطابق آج سے پندرہ بیس سال پہلے میں نے آپ کے لیے ایک آپشن کی نشاندہی کی تھی۔ ایک آپشن بتایا تھا کہ جہاں سکہ بند بہت ساری چیزوں سے آپ مایوس ہو سکتے ہو، وہاں ہمارے پاس ایک اور آپشن بھی ہو سکتا ہے۔ صبر سے استقامت سے جدوجہد سے اللہ کا حکم ایسا ہوا کہ ماشاء اللہ لاقوۃ الا باللہ کہ وہ آپشن اب گلی گلی کوچے کوچے پہنچ چکا ہے اور آپ کے اختیارات کا حصہ بن چکا ہے۔ چاہو تو اختیار کرو، چاہو تو ترک کر دو۔ یہ جملہ جو ہے خواتین وحضرات چاہے تو اختیار کرو چاہے تو ترک کر دو۔ یہی دین کا جملہ ہے۔ یہی اللہ کی بات ہے۔ اللہ کہتا ہے کہ میں نے تمہیں عقل دی، فراست دی۔ پہچان کا ہر انسٹرومنٹ دیا۔ اب ''اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ'' تمام رستے عقل و معرفت کے دکھا دیئے۔ ''اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا'' (الدہر: 3) چاہو تو مانو چاہے تو انکار کر دو۔ یہ آپ کی مرضی پہ موقوف ہے۔ ''يَوْمِ الدِّيْنِ'' کا مطلب ہے پورا پورا دینا۔ ابھی بڑی خوبصورت تلاوت فرمائی قاری صاحب نے اور اس میں ''مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ'' کہا۔

Marfat.com

"يَوْمِ الدِّيْنِ" کا مطلب ہے کہ ایک ایسا دن جس دن پورا پورا دیا جائے گا، کوئی کمی نہیں رہے گی۔ اگر زمین پہ کوئی ناانصافی رہ گئی ہو۔ زمین پہ کسی کا اجر رہ گیا ہو۔ کوئی کسی قسم کی کمی بیشی رہ گئی ہو تو اللہ وعدہ فرماتے ہیں کہ اس کمی بیشی کو میں اس دن پورا کر دوں گا۔ اگر کوئی آپ کی خوبی رہ گئی ہے تو اس کا بھی ایوارڈ دوں گا اور خوبی بھی کیسی؟ خداوند کریم کے نزدیک اگر زمین کی ساتوں تہوں میں بھی آپ کی کوئی چیز یا کوئی کام رہ گیا ہو تو میں اس دن "فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ" اور اگر شر رہ گیا ہو "وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ" (الزلزال: 8-7) اگر شر کا کوئی ذرّہ رہ گیا ہو یا خیر کا کوئی ذرّہ Unawarded رہ گیا ہو، اپنے انجام کی طلب میں کمی کی وجہ سے کہیں پڑا ہوا ہو تو ہم اس دن اس کو پورا پورا نکال دیں گے۔ زمین پہ زندگی میں جو دین کا لفظ ہے، وہ ایک پورے نظام پہ جاتا ہے۔ ایک کمزور حصے پہ نہیں جاتا۔ نماز اکیلی پہ دین نہیں لگے گا۔ روزے اکیلے پہ دین نہیں لگے گا۔ اس طرح سیاست اکیلی پہ لفظِ دین نہیں لگے گا۔ یہ اجزائے دین ہیں۔ یہ دین کے مختلف پہلو ہیں۔ دین تب ہوگا جب آپ مکمل "اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ" (آلِ عمران: 19) جب پورے کا پورا اسلام نافذ کرو گے۔ "يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ادْخُلُوْا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً وَّ لَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ" (البقرہ: 208) اگر اسلام پانا ہے تو اسکولوں میں نہیں، گلی کوچوں میں چھوٹی چھوٹی مسجدوں سے نہیں نکلے گا۔ یہ پوری مملکت کا ایک نظام ہوگا وہ نظام کسی مکتبہ خیال کا نہیں ہوگا، کسی جزوی درسگاہ کا نہیں ہوگا، چند لوگوں پر مشتمل کسی گروہ کے نظریات کا نہیں ہوگا۔ وہ اللہ اور محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دین ہوگا اور وہ ایک مکمل نظام کی طرح آئے گا۔ اس میں سود کے نظام کا ذکر ہوگا، اس میں خیرات کے نظام ہوں گے۔ اس میں صدقات کے نظام ہوں گے۔ اس میں میاں بیوی کے تعلقات کے نظام ہوں گے۔ ان میں بچوں کے نظام ہوں گے۔ ان میں شہروں کی صفائی کا نظام ہوگا، ان میں مروت اور محبت اور جانوروں پہ بھی ترس کھانے کا نظام ہوگا۔ اس میں جنگ کے سسٹم اور قواعد و ضوابط ہوں گے۔ یہ تمام کا تمام اسلام جب آئے گا تب کسی قوم کو فائدہ پہنچے گا اور تب ہی اس کا نتیجہ دیکھا جائے گا۔

اقبال نے کہا:

Marfat.com

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

مگر خواتین وحضرات! چنگیز بے دین نہیں تھا، یہ بھی آپ کو بتا دوں۔ شاعرانہ طور پر یہ بات کہنا درست ہے۔ وہ فاسق و فاجر، ظالم اور سرکش ضرور تھا، وہ ایک ایسا حکمران تھا جو سروں کے مینار بھی لگایا کرتا تھا مگر سچ پوچھو تو چنگیز خان ایک دین کا پابند تھا۔ اسلام کا پابند نہیں تھا مگر ایک دین کا پابند تھا، وہ ارواح کے دین کو مانتا تھا۔ کسی بھی لشکر کشی سے پہلے وہ کسی پہاڑ کے اوپر چڑھ کر ٹیلوں پر جا کر اپنے آباؤ اجداد کی ارواح سے مخاطب ہوتا تھا، ان سے اجازت لیتا تھا۔ پھر وہ زمین پر بھی آ کر ایک دین کا پابند تھا۔ اس کی ایک انجمن تھی جسے کورل تائی کہتے ہیں، اس کورل تائی میں وہ اپنے تمام قبیلوں کے بڑے نمائندوں سے مشاورت کرتا تھا۔ ان سے مشورے کے بعد وہ کسی جنگ کے لیے باہر نکلتا تھا اور عین اس وقت مسلمانوں کا کیا حال تھا؟ مسلمانوں میں اسلام تھا مگر اسلام والی کوئی بات باقی نہیں تھی، اسی طرح کی کشمکش میں چھوٹے چھوٹے مسائل میں ہر اسکول دوسرے کے خلاف لعن طعن اور ملامت میں مصروف تھا۔ تقسیم شدہ مسلمان تھا، اتنا کہ Morality تقسیم ہو چکی تھی، اخلاق اور نظام تقسیم ہو چکا تھا۔ ستر سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد سب سے بڑا فتنہ اسلام اور دین میں گزر رہا تھا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے وہاں اسی طرح جیسے آج سیکولر ہے اور مُلّا ہے۔ اس وقت بھی نظامِ مسلمان میں ایک نیا عنصر شامل ہو گیا تھا۔ Greek اثر شامل ہو گئے تھے، فلاسفہ یونان کے اثر سے معتزلہ ملامتیہ شامل ہو گئے تھے جو قرآن کو اللہ کا کلام نہیں سمجھتے تھے۔ ایک بھی شق اگر دین سے نکل جائے، اگر قرآن اللہ کا کلام نہ ہو یا ایک فرسودہ کلام ہو یا Changeable ہو یا جیسے غامدی صاحب فرماتے ہیں Temporary ہو، کچھ قرآن تو پھر آپ کو سارے قرآن کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔ آپ کو کیا پڑھنا رہ جاتا ہے۔ آپ کیوں پڑھو گے اس قرآن کو۔ بھئی Local حصہ تو ہمارے لیے ہے نہیں پھر ہر آدمی قرآن میں اپنے اپنے مقاصد کی ہی ایک آیت نکالے گا اور اس کو آ کے زمین کے اصولوں میں منطبق کر دے گا۔ ایسے ہی جیسے عورتوں کو ذرا سی ڈانٹ پڑ جائے تو وہ تمام قانون Husband کو سنا دیتی ہیں جو ان کے حق میں اللہ نے لکھے ہوئے ہیں اور مرد جب تمرد و سرکشی میں آتا ہے تو عورتوں کو وہ قانون سنانا شروع کر دیتا ہے جو ان کے حق میں اللہ نے لکھے ہیں۔ بھئی دونوں مل کے کیوں نہیں

Marfat.com

ایک دوسرے کو قانون سناتے کہ یہ تیرا حق ہے، یہ میرا حق ہے؟ مائیں جو چاہیں بے انصافی کرتی پھریں جب بچوں کو قانون سکھانے لگیں گی تو سب اللہ کا حکم اور حدیث کا حکم جوان کے حق میں ہے، وہ سنا دیں گی اور بچوں کو Guilty اور مجرمانہ نظریئے کا شکار کر دیں گی۔ یہ طریقہ اسلام نہیں ہے۔ Everybody must understand each other's rights in Islam.

اسلام میں اور سیاست میں ایک بنیادی فرق ہے۔ ایک بنیادی فرق! سیاست اسلام کا ایک جزو ہے اور اس سیاست کے اوپر بھی اسلام کے کچھ Rules ہیں، وہ میں تھوڑے سے آپ کو عرض کروں گا کہ مشرقی اور مغربی سیاست میں کیا فرق ہونا چاہیے اور کیا فرق ہے؟

خواتین و حضرات! اصولاً اس وقت جو سیاست ہے وہ دو بڑے مفکروں کی سیاست ہے۔ ان میں سے ایک ہندوستان میں ارتھ شاستر کا مصنف پنڈت چانکیہ تھا۔ پنڈت چانکیہ اپنے وقت کے سب سے بڑے بادشاہ چندرا گپتا موریا کا مشیر تھا۔ اس نے اسے پورے پورے نظامِ سلطنت کے بارے میں رائے دی ہوئی تھی۔ ہر مکر و فریب جو دنیا میں بادشاہت کی خاطر ہو سکتا تھا، وہ اس کو سکھایا ہوا تھا۔ آخر میں اس نے ایک بات سکھائی تھی۔ چانکیہ نے کہا تھا کہ ہر عمائدینِ مملکت پہ جاسوسی نظام قائم کر دو۔ اس نے اسے سکھایا تھا کہ کسی شخص پر بھروسہ نہ کرنا، کسی شخص پہ اعتماد نہ کرنا۔ یہ سیاستِ دنیا کا پہلا اصول اس نے بتایا تھا کہ حکمران کو چاہیے کہ کسی ساتھی پہ کسی گورنر پہ، کسی صوبے دار پہ کسی قسم کا بھروسہ نہ کرے بلکہ ایک پورا جاسوسی نظام باقی ملک کے لیے مرتب کیا جائے اور ایک نظامِ جاسوسی جو ہے وہ اپنے عمائدین کے لیے مقرر کیا جائے تو اس کا نتیجہ بڑا دلچسپ نکلا۔ بادشاہ نے وہ سبق بڑے اچھے طریقے سے سیکھ لیا تو بادشاہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ جہاں اس نے چانکیہ کی ہدایت پہ سارے عمائدین مملکت پہ جاسوسی نظام قائم رکھا تھا وہاں ایک خصوصی Intelligence اس نے چانکیہ پہ بھی لگا دی تھی کہ یہ اتنا ذہین آدمی ہے کہ کل کو میرے خلاف ہی کوئی سازش نہ کرے۔

اور خواتین و حضرات! پھر دوسرا فلاسفر جو ویسٹ میں نکلا، وہ میکاولی کے نام سے جانا جاتا ہے۔ میکاولی نے ارتھ شاستر کو Quote بھی کیا سمجھا بھی اور یورپین دانش مندی کے مطابق اپنے اصول مرتب کیے اور ان سارے اصولوں کا مقصد صرف ایک تھا کہ بادشاہت کو قائم کرنے

Marfat.com

کے لیے کیا کیا جبر واستبداد جاری رکھا جا سکتا ہے۔ کس قسم کا مکروفریب کیا جا سکتا ہے اور کس قسم کا دھوکا مخلوق کو دیا جا سکتا ہے۔ اگر میں آپ کو گنانا شروع کروں تو اس وقت پاکستان میں حکمران اپنے معصوم لوگوں کو دھوکا دینے کے لیے ہر Machiavellian techniques استعمال کرتے ہیں مگر اسلام کی سیاست میں کچھ فرق ہے۔ اگر میں آپ سے کہوں کہ دو بڑے سیاسی مکتبہ فکر ہیں۔ ایک جملے میں کہوں تو ایک طرف سیاست کا نمائندہ بقولِ اقبالؒ چنگیز خان ہے اور ایک طرف دین کی سیاست کا نمائندہ عمر فاروقؓ ہے۔ آپ کتابیں پھرول لیجیے، دیکھ لیجیے۔ ایک طرف دین کا سیاستدان یہ کہتا ہے کہ ربِ کعبہ کی قسم ہے کہ اگر دریائے فرات کے کنارے ایک کتیا بھی بھوکی مرگئی تو اس کا بوجھ عمر فاروقؓ کو اٹھانا پڑے گا۔ اب دنیاوی سیاستدان اس بارے میں کیا کہتا ہے، مجھے کچھ علم نہیں ہے مگر اتنا پتہ ہے کہ ان بڑے بڑے سیاستدانوں کے زمانے میں خودکشی کا تناسب بہت ہی بڑھ گیا ہے۔ لوگ بیچارے ان کو زحمت ہی نہیں دے رہے، تکلف فرمانے کی اور لوگ اپنے آلام وگردش اور بلا سے تنگ آ کر جان جانِ آفرین کے سپرد کرتے ہیں اور اِنَّا لِلّٰہِ پڑھنے والے اِنَّا لِلّٰہِ پڑھتے ہیں اور یہ داستانِ حیات ختم ہو جاتی ہے۔

Democracy is the best result of the modern systems ڈیموکریسی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ انسان کی Greek سے لے کر اب تک پیراکلیس کی ڈیموکریسی سے لے کر اب تک اگر کسی انسان نے کوئی بہترین نظامِ حکومت وضع کیا ہے تو وہ جمہوریت ہے۔ اس جمہوریت کی ایک افادیت اس وقت سامنے آئی کہ جب ایک لادین حکمرانی کا دور چلا اور کمیونسٹ اور سوشلزم نے اگرچہ انسانی وجوہات کو اپنے سامنے رکھ کر غربت کو سامنے رکھ کر Equal opportunities کے نعرے سامنے رکھ کر ایک بہت بڑا نظام مرتب کیا جسے آپ Socialistic Philosophy and system کہتے ہو۔ اس نظام کو مرتب کرنے کے باوجود وہ جمہوریت سے شکست کھا گئے کیونکہ وہ ایک جبری نظام تھا جس کو وہ Follow کر رہے تھے۔ جمہوریت میں جبر نہیں ہے مگر اس سے بڑھ کر جمہوریت ہی نہیں بلکہ قرآن اعلان کرتا ہے کہ "لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ" (البقرہ:256) دین میں جبر نہیں ہے۔ نہ صرف یہ کہ ایک Aspect میں جبر نہیں ہے بلکہ زندگی کے کسی معاملے میں بھی جبر نہیں ہے اور سب سے بڑا اختیار اس معاملے

Marfat.com

میں ہے کہ چاہو تو خدا مانو چاہو تو خدا نہ مانو تم پہ کوئی جبر نہیں ہے مگر آج کا سیاستدان چاہے وہ امریکا کا ہو یا برطانیہ کا ہو، جب اس کے نظریئے کے مطابق کسی ملک کو زندگی گزارتا نہیں دیکھتا تو اس کے خلاف جنگ چھیڑ دیتا ہے۔ اس کے خلاف کوئی نہ کوئی بہانہ اور عذر رکھ کے جنگ چھیڑ دیتا ہے۔ ایک امریکن ایک درخت کو بچاتے ہوئے آدھی رات کو کھڑا ہوتا ہے، ایک جانور کی ٹانگ ٹوٹ جائے تو بیسیوں گاڑیوں کی قطار لگ جاتی ہے، وہ اتنے جانور پرست ہیں مگر جب لاکھوں انسان ٹکڑے ٹکڑے ہو رہے ہوں تو ان کی آنکھ میں ضائع ہونے والا آنسو بھی نہیں نکلتا، یہ جمہوریت ہے۔ جمہوریت اتنی سیاہ کار دل کی مالک ہے کہ اپنے نظریئے کے خلاف کسی کو ایک لمحہ پنپنے نہیں دیتی۔ یہ سب سے بڑا فاشسٹ اور میتھڈسٹ موضوع ہے جس پہ آج کل گفتگو ہوتی ہے۔ بھلا آپ خود سوچو اگر ایک ملک اپنے کسی نظریئے کے مطابق زندگی بسر کرنا چاہتا ہے تو جمہوری ممالک کو کیا تکلیف ہوسکتی ہے کہ اس پہ چڑھائی کر دیں اور پھر بڑے اونچے دعوے سے کہیں کہ ہم نے اس ملک کو تشدد سے چھڑا کر جمہوری نظام میں لانے کے لیے بیس پچیس ہزار، لاکھ، دو لاکھ، پانچ لاکھ آدمی اس لیے قتل کیے ہیں تاکہ یہاں جمہوری نظام اچھی طرح قائم ہو جائے۔ خواتین و حضرات! جمہوری نظام کا سب سے بڑا ظلم یہ ہے کہ یہ زمین کا پروردہ نظام ہے۔ اس نظام میں کسی قسم کی کوئی Morality نہیں پائی جاتی۔ کسی قسم کا کوئی اخلاق نہیں پایا جاتا۔ میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ جب سے انسان بنا ہے، کوئی اخلاقی نظام زمین سے نہیں بنا۔ آج تک کوئی انسان ایسا نہیں نکلا جس نے کسی قسم کا اخلاقی، ذہنی اور قلبی نظام تخلیق کیا ہو۔ اتفاق سے جب سے انسان پیدا ہوا جب سے انسان اللہ کو ماننا شروع ہوا جب سے وہ Monotheist ہوا تب سے خدا کے نام کے جو متحمل لوگ تھے جو پیغمبرانِ اقدس تھے، اولیائے پروردگار اور رحمان تھے، وہ اپنے ساتھ خدا کے نظام لائے جسے اب ہم Moral Systems کہتے ہیں اور وہی Moral Systems کسی نہ کسی شکل میں آج بھی ہم تک موجود ہیں۔ کسی دوسرے نظام نے آج تک کوئی Moral Systems نہیں دیا۔ آج اگر فرض کرو ہم جمہوریت کو مان لیتے ہیں، ہم ماننے کو تیار ہیں کہ جمہوری نظام کی یہ خوبی ہے کہ انسان کی آزادی کا احترام کرتا ہے، ہم بھی کرتے ہیں۔ سب سے بڑھ کر اللہ انسان کی آزادی کا احترام کرتا ہے۔ سب سے بڑھ کر اللہ کے رسول ﷺ آزادی کا

Marfat.com

احترام کرتے ہیں۔اس نظام کی ایک بات میں ہم مشترک ہیں۔

ہم ایک جیسے ہیں، جیسے جوں جوں زمانہ گزرے گا تو بہت سارے قوانینِ مذہب جو ہیں وہ قوانینِ جمہور ہو جائیں گے۔جیسے بہت سارے سائنسدان کوشش کر کے آگے تحقیقات کر رہے ہیں تو جب خدا کے قانون کے برابر آ جائیں گے تو ان کی جدوجہد ختم ہو جائے گی۔مثال کے طور پر جب Greeks نے زندگی پر سوچنا شروع کیا تو کسی نے یہ کہا کہ زندگی پانی سے بنی ہے۔کسی نے کہا کہ زندگی آگ سے بنی ہے۔کسی نے کہا کہ زندگی مٹی سے بنی ہے۔کسی نے کہا کہ اربعہ عناصر سے بنی ہے۔تحقیق ہوتی رہی۔کسی کو Sure نہیں تھا،کسی نے کہا Combination of gases سے ہے۔کسی نے کہا Combinations of basic genetic code سے کہیں سے ابھر آئی ہے۔کوئی ٹرانسفارمیشن ہوگئی ہے مگر پروردگارِ عالم نے پندرہ سو برس پہلے بحیثیتِ خالق چونکہ وہ بنانے والا تھا تو اس نے کہا،سن لو! تمام حضرات یہ سن لو کہ یہ زندگی جو ہے ''وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ''(الانبیا:30) خالی انسان کی بات نہیں کی۔خداوند کریم نے کہا،سن لو کہ میں نے تمام حیات پانی سے پیدا کی ہے۔جب سائنسدان آگے بڑھتا ہوا 1980ء تک آ کے اس نتیجے پر پہنچ گیا اور بقول جیمز جینز کے کہ All life is created out of water۔جب یہ دونوں اصول اکٹھے ہو گئے تو ایک جدوجہد ختم ہوگئی۔سوال ختم ہو گیا کہ زندگی کیسے بنی ہے تو اس کا حل اللہ نے پندرہ سو برس پہلے دے دیا۔حل نہیں دیا، بتا دیا کہ دیکھو میں جو بنانے والا ہوں۔میں نے ''وَجَعَلۡنَا مِنَ الۡمَآءِ کُلَّ شَیۡءٍ حَیٍّ''(الانبیا:30) میں نے تمام زندگی جو ہے پانی سے پیدا کی ہے۔سائنسدانوں نے عذر کیا،کتابِ مقدس کو ماننے سے انکار کیا۔اللہ کا انکار کیا مگر تلاش میں رہے۔سوچتے سوچتے 1950ء کے بعد Finally the scientists came to this argument all life is created out of water. اور یہ بحث ختم ہوگئی۔اسی طرح پندرہ سو برس پہلے اللہ نے کہا کہ میں نے یہ چاند سورج ''وَسَخَّرَ لَکُمُ الَّیۡلَ وَ النَّہَارَ وَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ وَ النُّجُوۡمُ''(النحل:12) کہ میں نے دن اور رات کو گردش سے بنایا ہے اور تمام سیارگان ہیں کائنات میں۔ایسی کوئی چیز نہیں جو چل نہیں رہی ''کُلٌّ یَّجۡرِیۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی''(فاطر:13) یہ تمام کے تمام چل رہے ہیں۔انسان نے Doubt

Marfat.com

کیااس کو۔طولیمی نے Doubt کیا،کوپرنیکس نے Doubt کیا، آنے والے سائنسدانوں نے Doubt کیا۔1920ء تک یہ Doubt چلتا رہا۔Finally ہبل لگی۔ٹیلی اسکوپس لگیں ایک بات سب کونظر آئی کہ کائنات میں ہر ستارہ چل رہا ہے۔کوئی ثابت نہیں ہے Finally they came to this argument of the Quranic verse. اور وہ کیا آرگومنٹ تھا کہ Everything is moving in the universe. جب وہ قرآن کی اس آیت تک پہنچ گئے کہ"كُلٌّ يَّجْرِي لِاَجَلٍ مُّسَمًّى"(فاطر:13) کہ کائنات میں ہر چیز وقتِ مقررہ تک چل رہی ہے تو آپ یقین کرو کہ یہ تگ ودو، یہ جدوجہد ختم ہوگئی۔سائنس اپنے آخری نتیجے تک پہنچ گئی اور یہ کہنا صحیح ہوگا کہ سائنس نے قرآنی آیت کی تصدیق میں اپنی Finality Achieve کر لی۔

خواتین وحضرات! عصر کی اذان سنائی دے رہی ہے، میں اس کو وائنڈ اپ تو نہیں کرنا چاہتا تھا، بہت بڑا موضوع ہے اور بڑی طوالت کا حامل موضوع ہے۔میں کہہ رہا تھا کہ اگر ہم Moral fabric سلامت رکھیں تو ڈیموکریسی ہمیں فائدہ دیتی ہے۔ہمارے پاس کائنات کی سب سے بڑی قیمتی متاع موجود ہے۔یہ نہ ہو کہ اقبال کے ہی لفظوں میں احساسِ زیاں جاتا رہے اور کارواں نکل جائے۔ہم ڈیموکریٹس نہیں ہو سکتے۔اصولی بات ہے جہاں جہاں ڈیموکریسی ہے، وہاں خدا کا اخلاقی قانون Violate ہو چکا ہے۔جہاں جہاں ڈیموکریسی ہے چاہے امریکا میں چاہے برطانیہ میں، آپ یہ دیکھیں کہ ہم جنس پرستوں کو جائیدادوں کی تقسیم قانونی طور پر ہونی شروع ہوگئی ہے، جہاں جہاں ڈیموکریسی ہے ایسا دہیں ہوتا ہے ورنہ خدا کے قانون کی اتنی بدترین Violation کہیں نہیں ہوتی۔آج بھی آپ کو خبردار رہنا ہوگا۔اگر آپ کو جمہوریت چاہیے تو جمہوریت زندگی کے مسائل کے لیے ہے۔زندگی کی ہر اس کمی کے لیے ہے جو بیشتر آپ کا حق ہے مگر آپ کو نہیں مل رہا۔مگر یہ یاد رکھیے گا کہ ڈیموکریسی کے حصول میں سب سے پہلا تحفظ یہ ہے کہ آپ کے اخلاقی اور دینی نظام کو کوئی ضرب نہ پہنچے۔آپ کو یہ دھیان رکھنا ہوگا کہ آپ خدا کے نظام کو Violate نہ کریں ورنہ میں آپ کو Warn کرتا ہوں کہ پہلے ایک جاہلانہ معاشرے میں ایک متمرد معاشرے میں یونان میں سب سے پہلے ڈیموکریسی آئی تھی۔آج سے تین ہزار سال پہلے ڈیموکریسی آئی تھی۔صرف پینتیس برس تک

Marfat.com

زندہ رہی۔ پینتیس برس کے بعد وہ صفحۂ ہستی سے غائب ہوگئی۔ سپارٹا کی ڈیموکریسی صرف پندرہ برس میں غائب ہوگئی۔ سب کی صرف ایک وجہ تھی کہ وہ ڈیموکریسی کے نتائج تو حاصل کرتے رہے مگر ان کے اخلاقی نظام دریا برد ہو گئے۔ اور سزائیں اخلاقی نظام کی بربادی پہ ملتی ہیں۔ جمہوری نظام کی بربادی پہ نہیں ملتیں۔ اس لیے آئندہ بھی جب آپ کو انتخاب کرنا ہوگا تو کم از کم کوئی Moral limit دیکھنا ہوگی، میں نہیں کہتا کہ آپ برادریوں کے پیچھے نہ جاؤ، میں نہیں کہتا کہ آپ خاندان کو چھوڑو مگر آپ کو دیکھنا پڑے گا کہ آپ کے خاندان میں بھی کوئی مرد یا کوئی عورت اس قسم کی Moral authority رکھتے ہیں کہ ان کو Support کیا جائے یا نہ کیا جائے اور اس چیز کا فرق ہے سیاست اور دین میں۔ اگر دین کی حقیقی روح آپ کے پیشِ نظر رہی تو آپ سیاست کو اپنے لیے زہر ہلاہل نہیں پاؤ گے اور اگر آپ کی Morality اور خدا کا عطا کردہ اخلاقی نظام ختم ہوگیا تو آپ کا بھی سیاستدان چنگیز اور ہلاکو کی طرح نکلے گا اور اس سے آپ کو توقع نہیں ہونی چاہیے کہ وہ آپ کی فلاح و بہبود کا کوئی کام کرے گا۔

وما علینا الا البلاغ

---

Marfat.com

# سوال وجواب

س: دین اسلام اگر آسان ہے تو اس کی تقلید کرنا اتنا مشکل کیوں ہے؟

ج: خواتین وحضرات! سوال بڑا اچھا ہے مگر میرا خیال ہے کہ اس کی تقلید ہے ہی کوئی نہیں۔ میں ایک دفعہ امریکہ میں ایک برگر لینے کے لیے کھڑا تھا کیونکہ کھانا مل نہیں رہا تھا تو میں نے کہا، چلو فش برگر سے دل بہلاؤں۔ اعتراضات تو فش برگر پہ بھی بڑے اُٹھتے ہیں۔ مسلمان جب جزویات پہ جائیں تو بڑے بڑے اعتراض کرتے ہیں تو کسی نے کہا کہ جی فش بھی تو اسی فرائی پین میں بنتی ہے جس میں ''وہ'' بنتے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے کتنا برا سا خیال آتا ہوگا ''وہ'' بننے سے تو جو تھوڑا بہت فش پہ دل تھا، وہ بھی جاتا رہا مگر وہ جو کھڑا ہونا پڑا، کوئی آدھا پون گھنٹہ تو یہ جو سوال ہوا ہے، اس وقت اسی طرح کا میرے دل میں بڑا عجیب وغریب سا خیال اٹھا۔ دیکھو میں ایک فش برگر کے لیے پچھلے پینتیس منٹ سے یہاں کھڑا ہوں۔ اگر میں پانچوں وقت کی نماز بھی ذرا نارمل اسپیڈ سے پڑھ لوں تو پینتیس سے کم ہی منٹ لگتے ہیں اور وہ بھی اگر پوری پڑھوں۔ نہ تو اتنی سختی سے پڑھوں، اہلِ حدیث کی طرح اور نہ ہی بریلویوں کی طرح بہت طوالت سے پڑھوں، نارمل نماز پڑھ لوں تو اتنی دیر میں پانچوں نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں تو میرا خیال یہ تھا کہ پورے اسلام کی جو خارجی جہت ہے، جو بیرونی جہت ہے، سچ پوچھو تو وہ پینتیس منٹ کی ہے۔ ایک مہینے کے روزے چلو جی میں آپ کی بات مان لیتا ہوں۔ ایک مہینے کے روزے آن پڑتے ہیں۔ ظاہر ہے کچھ کوفت بھی ہے۔ کچھ صبر کی کیفیتیں بھی ہوتی ہیں۔ خدا سے زیادہ اُنس رکھنے والے زیادہ شوق سے رکھتے ہیں۔ کم انس رکھنے والے مجبوراً رکھتے ہیں۔ کچھ بتانے والے رکھتے ہیں اور کچھ نہیں رکھتے۔ بہت سارے عذر ہیں روزے میں مگر جب میں قرآن کی آیت پڑھ رہا تھا تو میرا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی گنجائش ضرور رکھی ہے۔ ''وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ

Marfat.com

مِسْكِيْنٍ" (البقرہ:184) بھئی اگر تم نے نہیں روزہ رکھنا اگر تم اپنے نفس کی کارگزاری پہ بہت ہی چڑھے ہوئے ہو تو کم از کم ایک عذر تو موجود ہے، یار کسی مسکین کو کھانا کھلا دو تو خدا ایک حکم کے بدلے ایک بڑی خوبصورت عادت آپ کے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یاد رکھیے گا کہ اللہ کے نزدیک یہ دو بہترین صفات ہیں جن سے بدقسمتی سے ہم مسلمان عاری ہیں۔ ایک صدقہ کلام ہے، اچھا کلام کرنا، خوبصورتی سے بات کرنا۔ سیاست میں جو ہم میں سے سب سے بڑے ہیں ابھی میں ان کی مثال آپ کو دے رہا تھا کہ لگتا ہے کہ یہ باقی لوگ بیچارے اپنی آنکھوں سے اسٹیج پر ہر وقت ایک زلزلے کو برپا دیکھتے ہیں تو اگر ہمارے مدبرین کا لہجہ گفتگو یہ ہوگا تو آپ اندازہ کرو کہ عام آدمی ایک دوسرے سے کیسے بات کریں گے؟ تو خداوندِ کریم کے نزدیک پسندیدہ ترین صفات حدیثِ قدسی کے مطابق حسنِ کلام ہے اور حسنِ طعام ہے۔ ادھر اللہ کو دیکھو کہ جہاں بھی کوئی سزا یا کوئی صدقہ یا کوئی جزا یا کسی کفارۂ گناہ کا ذکر کرتا ہے تو اس میں کھانا کھلانے کا ذکر کرتا ہے۔ کوئی بڑے سے بڑا گناہ کرلو، مثلاً کسی نے کوئی طلاق غلط دے دی یا کسی نے کوئی ایسا گناہ کرلیا تو اس کے بدلے میں ساٹھ کو کھانا کھلاؤ، تیس کو کھانا کھلاؤ، دس کو کھلاؤ تو خداوندِ کریم یہ حکم جو آپ کو دے رہا ہے اس کا اس کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ اللہ کو کسی نے کیا فائدہ پہنچانا ہے مگر دونوں طرف سے بندوں کو گھیرتا ہے۔ سزا میں بھی انعام دیتا ہے اور جزا میں بھی انعام دیتا ہے۔

روزے کے حوالے سے ویسے تو علما نے بڑے عذر لگائے ہیں اور بعض عذر ایسے ہیں کہ اللہ معاف کرے لگتا یہ ہے کہ خدا نے دین کچھ اور بھیجا تھا۔ یہ کچھ اور دے رہے ہیں۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے کہہ جو دیا، فرض کرو میں کچھ بھی نہ جانتا ہوتا اور میں سیدھا سادہ سا قرآن پڑھتا اور قرآن مجھے کہہ رہا تھا کہ اگر روزے کی کوئی کوفت ہے "وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ" (البقرہ:184) تو پھر ایک مسکین کو کھانا کھلا دو تو کتنی آسانی سے کتنا بڑا بوجھ آپ کا شفٹ ہو جاتا ہے۔ اب آپ غور کیجیے کہ پورا اسلام یہ ہے، پورا اسلام اتنا آسان ہے کہ جتنا ایک برگر کے لیے انتظار کرنا یعنی پندرہ بیس منٹ نماز پڑھنا صبح دوپہر شام کی اور روزہ رکھنا اور نہیں رکھنا تو اس کے عوض کسی غریب کو ڈھونڈ کے کھانا کھلا دینا۔ اس کے علاوہ تیسری کونسی ایسی ظاہری ویلیو ہے جو اسلام میں مسلمانوں کو Maintain کرنی ہوتی ہے۔ مجھے تو آج تک نہیں نظر آئی۔ باقی

Marfat.com

تمام احساسِ ذات ہے۔ بیس فیصد مذہب خارج پہ ہے اور اسّی فیصد مذہب آپ کے باطن پہ ہے۔ اگر خدا کو محسوس کرو گے تو سچ بولو گے۔ اگر خدا کو جوابدہ ہو گے تو زکوٰۃ دو گے۔ اگر خدا کا احساس دل میں زندہ ہے تو کسی غریب کا قرض معاف کر دو گے۔ اگر خدا کو مانتے ہو اور اس سے محبت رکھتے ہو تو تمہیں بہت سارے غربا اور مساکین کا خیال رہے گا۔ اگر تمہارے پاس مال ہے تو تم خوش نصیب ہو۔ اگر تمہارے پاس مال نہیں ہے تو تمہارے پاس دعا ہے۔ میں تو اکثر دعا کرتا ہوں اللہ کوئی مالدار مجھ سے میرے فقر و فاقہ کا تصوف کا سودا کر لے۔ میں اپنی ساری نعمت اسے دینے کے لیے تیار ہوں جو اللہ نے مجھے عطا کی ہوئی ہے۔ اگر وہ اپنا مال مجھے عطا کر دے کیونکہ مال سے زیادہ Sure ہے اللہ کے قریب پہنچنا ''اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ'' (البقر:274) کتنا آسان ہے مال والے کے لیے۔ وہ جو ادھر ایک استاد بیچارہ ساری زندگی محنت کرتا ہے، تزکیہ باطن میں رہتا ہے، جدوجہد کرتا ہے، کشمکشِ ذات میں مصروف ہے، گناہ و ثواب کے مسائل میں مصروف رہتا ہے۔ ادھر ایک آدمی صرف پیسے کما رہا ہے۔ کماؤ جی اللہ تو اسے نہیں روک رہا، اگر جائز کما رہا ہے تو اللہ نہیں روک رہا مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ دونوں کا انجام ایک ہے۔ ایک غریب مسکین جو ولایت کے رتبے پہ پہنچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے ''اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ'' میرے دوستوں کا سب سے بڑا انعام کیا ہے؟ ''وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ'' (یونس:62) ہم ان کے دلوں پہ خوف اور حزن نہیں رہنے دیتے۔ No Fear no frustrations ادھر جو کچھ بھی نہیں کر رہا، صرف مال کمائے جا رہا ہے اور اس کی صفت یہ ہے کہ وہ غربا اور یتیموں اور سائلین میں بانٹ رہا ہے۔ آپ بھی کھا رہا ہے، گھر بھی بنا رہا ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ کہتا ہے ''اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً'' ذرا اس پہ بھی غور کرنا ''اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً'' اگر اخبار میں بھی نکلوا دیا جائے کہ میں نے خیرات کی تو ٹھیک ہے۔ اگر گلی گلی کوچے کوچے ڈھنڈورا دے کہ میں نے ایک لاکھ روپے اسکول کو دیئے تو بھی ٹھیک ہے۔ صرف فرض یہ ہے کہ خدا کے لیے اعلان کرے کہ میں نے اسکول کو لاکھ روپیہ دیا ہے۔ ''سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً'' چھپائے یا بتائے۔ کسی بھی طریقے سے مال خدا کی راہ میں خرچ کرے

Marfat.com

"فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَاهُمْ يَحْزَنُوْنَ" اس کا اجر بھی ہماری طرف سے یہ ہے کہ نہ اس کے دل پہ خوف ہوگا نہ غم۔ صوفی کا بھی اجر یہی ہے، مُلّا کا بھی اجر یہی ہے۔ ولی کا بھی اجر یہی ہے۔ ایک متمول مسلمان کا بھی یہی ہے۔ دشواری کہاں آتی ہے؟ Where lies the difficulty? کوئی Difficulty نہیں ہے۔ پانچ وقت کی نماز؟ آپ دنیا میں کسی بھی ضابطہ اور قانون کے تحت رہتے ہو تو آپ کو نماز سے زیادہ Difficulties اٹھانی پڑتی ہیں۔ This is the only thing which looks difficult to the Muslims. اور کوئی شے نہیں۔ اگر آپ کے اسباب نہیں ہوں گے۔ سعودی عرب کوئی اتنا بڑا مسلمان ملک نہیں ہے۔ جھاڑ جھنکاڑ مذہب ہے وہاں پر۔ سب پیسے والے ہیں۔ پاکستان بھوکا مر جائے، کچھ بھی نہیں کریں گے۔ مسجدیں اپنی بنالیں گے، حالانکہ ایک دل مسجد سے بھی بڑا ہوتا ہے۔ یاد رکھیے گا ایک غریب جو ہے مسجد سے بہت بڑا ہوتا ہے مگر وہ لوگوں کے مسائل کے لیے صدقات دینے سے گریز کرتے ہیں مگر اشتہار لینے کے لیے بہت کرتے ہیں۔ اس مذہب کو دیکھو کہ دنیا کی رئیس ترین مملکت ہونے کے باوجود اس کے اردگرد ممالک جو ہیں غربت اور انتہائی افلاس میں رہتے ہیں۔ ہم جو بیچارے ہر عربی بولنے والے کو بھی حدیث اور قرآن پڑھتے ہوئے محسوس کرتے ہیں۔ اتنی عقیدتیں ہیں ہمیں تو ویسے ہی غریب اور نادان دوست کہتے ہیں، بے وقوف کہتے ہیں ہمیں۔ ہمارے ساتھ سب سے الٹی Treatment ہوتی ہے۔ اب یہ ان کے دل کی بات ہے۔ ایک نظام اور ایک ضابطۂ حیات جس کو Project کرنا ہوتا ہے، وہ کبھی آپ کے ظاہرہ اعمال میں نہیں ہوتا۔ آپ کی نیّات میں ہوتا ہے اور اگر نیّات درست نہ ہوں گی تو آپ کے تمام اعمال جو ہیں Balance میں چلے جاتے ہیں۔ نیکی کے کسی عمل کے بارے میں ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ خدا کو جا رہا ہے۔ یہ شہید کی طرح ہے کہ اگر آپ کے دس سپاہی مرجاتے ہیں تو ان میں سے شہید کون ہوتا ہے۔ آپ کے علم میں نہیں ہوتا۔ ہم گمان سے کہتے ہیں کہ یہ شہید ہے مگر صرف اللہ جانتا ہے کہ شہید کس لیے مر رہا ہے؟ خدا کے لیے مر رہا ہے۔ عہدے کے لیے مر رہا ہے۔ ترقی کے لیے مر رہا ہے۔ رزق کے لیے مر رہا ہے۔ حسِ بقاء کے لیے مر رہا ہے۔ شہرت اور بقائے دوام کے لیے مر رہا ہے۔ یہ سارا صرف خدا جانتا ہے۔ اس لیے امام محمد بن اسماعیل بخاریؒ کہتے ہیں کہ

Marfat.com

اعمال کو صرف ایک چیز Cover کرتی ہے کہ ''اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَات'' اعمال آپ کی نیت سے ہیں۔ اگر آپ نیتاً اسلام قبول کرلو تو آپ کا عمل اس نیت کے تابع ہو کے آپ کو نماز پڑھنے پہ قائل کر لے گا اور بڑی سادہ سی بات ہوگی اور آپ نے اسلام کی کیا خدمت کرنی ہے۔ کھڑے کھڑے نماز ہی پڑھنی ہوتی ہے۔

**س:** آپ نے فرمایا ہے کہ دنیا میں کوئی اخلاقی نظام انسان کی طرف سے نہیں آیا۔ کنفیوشس نے جو نظامِ اخلاق مرتب کیا وہ انسانی کاوش نہیں تھی؟

**ج:** جی آپ کا سوال اچھا ہے مگر کنفیوشس کے بارے میں یہ علم نہیں ہے کہ وہ محض دانشور تھا یا پیغمبر تھا۔ ہمیں یہ اس لیے دیکھنا پڑتا ہے کیونکہ پروردگارِ عالم نے کتابِ حکیم میں فرمایا ہوا ہے کہ ہم نے آج تک کسی قوم کو تباہ نہیں کیا جب تک اس کی طرف پیغمبر نہیں بھیج لیے اور وہ پیغمبر بھی کونسے کہ اسی قوم کی زبان میں ''وَ مَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ'' (ابراہیم: 4) اب ہمیں نہیں پتہ مگر چائنہ میں کنفیوشس پہ یہ شبہ پڑتا ہے کیونکہ اس کا پورے کا پورا جو فلسفۂ حیات ہے خیر کا ہے اور خیر کے لیے زندگی کی تمام جدوجہد کی تلقین کر رہا ہے۔ چونکہ شروع کے پیغمبروں کے سٹائل بنو اسرائیل کے پیغمبروں سے تھوڑے جدا ہیں جیسے ارجنا ہو یا راما چندرا ان پہ اشتباہ پڑتا ہے کہ ان کی لائف کا پیٹرن پیغمبرانہ ہے مگر چونکہ زمانے میں اور ان کے لوگوں نے ان کے کردار کو مسخ کر دیا جہاں مہاتما بدھ کے بارے میں ایک یقینی رائے سی بنتی ہے کہ وہ پیغمبر ہو سکتے ہیں۔ مہاویر جین کے بارے میں بھی یہی گمان کیا جاتا ہے تو دنیا کی ہر قوم کو اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے نوازا ہے۔ تلقین و ہدایت سے نوازا ہے اور ان کو تباہ نہیں کیا جب تک ان کے پیغمبروں کو ان کی طرف بھیج نہیں لیا تو ہم چائنہ کے بارے میں بھی کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایسی دور دراز کی قوم تھی جہاں اللہ تعالیٰ نے بڑے پیغمبر بھیجے ہوں گے۔ But we are not very sure about those people. ان میں کنفیوشس بھی ہے ان میں تاؤازم بھی ہے۔ تاؤ کا فلسفہ بھی تمام تر روحانی ہے اور ہم کہہ نہیں سکتے۔ یہ وہی پیغمبر تھے یا نہیں تھے۔ اس لیے معاملہ ہمارے علم کی وجہ سے مشتبہ ہے۔ خدا کی طرف سے نہیں ہے۔

**س:** اجماع اور جمہوریت میں کیا فرق ہے؟

Marfat.com

ج: اجماع کسی سنگل موضوع پہ ریفرنڈم کی طرح ہوتا ہے اور جب امت کو کوئی بڑا مسئلہ درپیش ہو یا کسی بھی حکومت کو پیش آ جائے تو اس موضوع پہ پوری امتِ مسلمہ سے Opinion لینا اجماع کہلاتا ہے۔ اجماع کا مرکز کبھی ایک اجتماعِ اسلامیہ ہوتا ہے اور کبھی Totality میں ہوتا ہے۔ خاص طور پر جب ہم شرع پہ گفتگو کریں گے یا حدود اللہ پہ گفتگو کریں گے تو اس وقت جو ہمارا اجماع ہوگا ایک سنگل کنٹری کا نہیں ہو سکتا۔ جیسے پاکستان میں پچھلے دنوں حدود اللہ کے لیے ایک سنگل کنٹری بیٹھ کے قانون بنا رہی تھی۔ یہ بڑا احمقانہ سا فعل تھا۔ اس لیے کہ اگر ایک جگہ اجماع نے قانون Built کر دیا تو اسے پوری امت پہ لاگو ہونا چاہیے تو اگر حدود پہ ہم نے گفتگو کرنی ہو اور اگر قانون بنانا ہو تو As a rule we whould call all the members of the Muslim societies. اور ان کے علما کو جمع کر کے بحث و مباحثہ کر کے ہم نے حدود کا تعین کرنا ہوتا ہے کہ حدود اللہ پہ کس قسم کی Interpretation چاہیے۔ جیسے ابھی بھی آپ کتابِ فقہ دیکھیں گے تو چار آئمہ کی رائے اس میں درج ہے اور وہ Separate بھی ہے مگر جب چار آئمہ کی رائے کو دیکھ کے کسی حکومت، کسی قانون کی مد میں سنگل امام کو لاگو کرے گی جیسے پاکستان میں فقہ حنفیہ رائج ہے اور بہت سارے ممالک میں مالکیہ اور شافعیہ کا نفاذ ہے۔ اس وقت چناؤ ہوگا اجماع کے ذریعے کہ ایک ملک کے مسلمان کون سا فقہ یا کونسا مسلک چننا پسند کرتے ہیں اور جب حدود اور شرع پہ گفتگو ہوگی تو جملہ امتِ مسلمہ کا اجماع ہوگا مگر جب کسی ملکی مسائل کا دائرہ چھوٹا ہوگا اور ملک پہ گفتگو ہوگی تو پھر ایک ملک کے لوگوں کا ریفرنڈم اجماع کہلائے گا۔

س: پروفیسر صاحب یہ پوچھا گیا ہے کہ آپ نے عمران خان کا Option دیا ہے لیکن اگر وہ بھی ویسے ہی ثابت ہوئے جیسے دوسرے ہیں تو ذمہ داری آپ پر بھی آئے گی؟

ج: ایک تو یار میں نے عمران خان کا نام نہیں لیا۔ سچی بات پوچھو تو میں نے Option نہیں دیا، میں نے آپ سے کہا تھا کہ وہ آپ کے علم میں آنی چاہیے کیونکہ آپ نے اسے دیکھا ہے۔ باقی میں نے اس وقت ایک بات کہی تھی، میں اس پر قائم ہوں اور اس عرصے میں بھی میں نے خان صاحب کو دیکھا، سنا بھی ہے۔ He does not fix the match, he does not fix the match. اتنا مجھے پتہ ہے چونکہ آپ بھی ینگ ہو، جب آپ بھی تجربہ گاہ سے

Marfat.com

گزرو گے تو آپ سے بھی بھولی بسری بڑی باتیں ہو جائیں گی۔ بہت ساری حماقتوں سے بھی انسان علم اور عقل سیکھتا ہے۔ میں نہ اس کو فرشتہ سمجھتا ہوں، نہ جنات میں سے نہ کوئی سوپر مین ہے۔ Only he has one or two qualities. اور وہ Tested qualities ہیں کہ He is a very honest man. ماشاءاللہ دوسروں کو بھی دیکھتے ہیں تو اس کے بارے میں میں کہہ سکتا ہوں کہ I can say for sure he could be more honest than my own self. ہم معاملاتِ زندگی میں نرم ہوتے ہیں، وہ اتنا نرم نہیں ہے۔ وہ کرپشن اور Dishonesty کے بہت سخت خلاف ہے۔ کچھ اصول اس کے بڑے اچھے ہیں جو اس وقت تو اس کے علم میں بھی نہیں ہوں گے مگر اس نے مجھے بتائے تھے۔ پچھلے ماہ کی سولہ تاریخ کو میں مانچسٹر میں تھا۔ اس نے وہاں ایک اعلان کیا، وہ اعلان سن کے مجھے بھی حیرت ہوئی، سچی بات ہے حیرت اس لیے ہوئی کہ میں ہمیشہ یہ سمجھتا تھا کہ یہ چندہ لینے کے لیے کسی بھی شخص کے پاس جا سکتا ہے مگر وہاں اس نے عجیب و غریب سا اعلان کیا کہ میں نے آج تک کسی غیر مسلم سے چندے کے لیے اپیل نہیں کی۔ یہ اس نے انگلینڈ میں اعلان کیا۔ آپ کو پتہ ہے، انگلینڈ ایک ایسا ملک ہے کہ جہاں کوئی بھی بات Tolerate نہیں ہوتی۔ تو کہتا ہے کہ میں نے جب بھی اپیل کی اپنے خیراتی کاموں کے لیے ملک میں کسی کام کے لیے تو اپنے ہم وطنوں سے کی ہے اور مسلمانوں سے کی ہے۔ میں نے باہر کسی غیر سے کبھی کوئی چندہ نہیں مانگا تو میں نے فرسٹ ٹائم اس کی یہ بات سنی، وہ میرے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اس کی طرف دیکھا کہ کیا اس کے چہرے سے سچ ٹپک رہا ہے یا ہمارے سیاسی لیڈروں کی طرح ویسے ہی کہہ رہا ہے تو مجھے یقین آ گیا۔ دوسری مرتبہ اس نے ایک بات کی تھی۔ اس نے مجھے کہا تھا، پروفیسر صاحب! ہسپتال کو جو فنڈز دینے والے ہیں ان سے میں سیاست میں چندہ نہیں لیتا۔ میں نے Ban رکھا ہوا ہے کہ Those who help the hospital should not help my party. یہ وہ اصول ہیں یہ کوئی اتنی عجیب و غریب باتیں نہیں ہیں۔ میں آپ بڑا شکی آدمی ہوں آپ کی طرح۔ چوہدری محمد علی ہمارے ایک وزیراعظم ہوا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کسی نے مجھے کہا کہ پروفیسر صاحب! وہ اتنا زبردست آدمی ہے، اتنا Hard working ہے کہ پچھلے پچیس سال سے اس نے ایک دن بھی دفتر آنے میں

Marfat.com

ناغہ نہیں کیا تو میں نے کہا، یار It's so unusual. It's mad thing میرا تو خیال ہے کہ ایک دن بھی اس سے برداشت نہیں ہوا کہ اس کی کرسی پہ کوئی اور بیٹھ جائے۔ میں آپ بڑا شکی ہوں آپ ہی کی طرح۔ ویسے تو جہلم میں طنز اور تشنیع کی زیادتی ہے۔ پانی میں نمک ہے اور طبیعت اچھلتی رہتی ہے۔ کوئی نہ کوئی شک وشبہ ہوتا رہتا ہے مگر Frankly telling you کہ میں نے خان صاحب میں پانچ چھ صفات ایسی دیکھی ہیں۔ ایک دن آپ کو پتہ نہیں یاد ہے کہ نہیں ایک مجلس میں اس نے اپنے پرانے قصے دہرانے شروع کر دیئے کہ وہ جوانی میں کیا کرتا رہا، کیا غلطیاں ہوئیں۔ اس کے بعد اس کا استغفار پڑھنے کا موڈ تھا۔ میں نے کہا بھئی سنو یہ لوگ معاف کرنے والے ہیں۔ تم پاگل ہو، ہم نے تو بڑے بڑے گنہگاروں کو بھی معاف کر دیا تم کیوں داستان سنا رہے ہو۔ اتنا کافی ہے کہ جب سے تم نے بقول تمہارے ''قرآن پڑھ کے میں نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کیا'' تو جب سے تم نے اسلام قبول کیا ہے، تم سے کوئی بڑی اگر خطا نہیں ہوئی تو ہم مان لیں گے۔ But that's enough مگر تیسری بات میں آپ کو بتاؤں، میں آپ کو Option اس لیے کہہ رہا ہوں کہ Frankly telling you میں اب چیخ تو نہیں رہا، آپ سے باتیں کر رہا ہوں نا ہلکی پھلکی باتیں۔ اس لیے کہ میں آپ سے عرض کروں کہ میں نے قائداعظم کے انتخاب میں اللہ کی ایک صفت دیکھی ہے۔ دیکھو ایک کام ہوتا ہے۔ اس کام کی ایک نوعیت ہوتی ہے۔ اس کام کا ایک Character ہوتا ہے۔ یہ تینوں چیزیں مل کے اہلیت کا اثبات کرتی ہیں۔ میں قائداعظم کو بہت بڑا انسان مانتا ہوں۔ برصغیر میں شاید اتنا بڑا انسان اور مسلمان نہیں تھا۔ اب اس کی Commitment کا یہ حال تھا کہ جب اس کو کہا گیا کہ جناب قائداعظم آپ اتنی محنت اتنی جان کیوں مارتے ہو تو اس نے جو جملہ بولا، وہ میرے دل سے کبھی نکلا نہیں۔ اس نے کہا، میں یہ اس لیے کر رہا ہوں کہ جب خدا کے حضور جاؤں تو اللہ مجھے کہے Well done Mr. Jinnah. میرا نہیں خیال کہ اس سے بڑھ کر کوئی Commitment کسی انسان کی ہو سکتی ہے، وہ کسی بڑے سے بڑے صوفی سے بھی بڑا صوفی تھا جس کی Commitment کا یہ عالم تھا کہ اللہ نے ایک کام اس کے سپرد کیا اور اس کا اپنا ضمیر یہ کہتا تھا۔ جب بھی مجھے وہ لفظ یاد آتے ہیں، میری آنکھوں میں آنسو جاری ہو جاتے ہیں کہ تمہارا لیڈر تو وہ تھا

Marfat.com

جو کہتا ہے کہ جب میں خدا کے حضور جاؤں تو اللہ مجھے صرف اتنا کہہ دے .Well done Mr Jinnah. کہ تم نے بہت اچھا کام کیا، میں خوش ہوں۔ پھر ایک اور جگہ اس نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ اللہ مجھے قیامت کے دن یہ کہے کہ اے محمد علی تم مسلمان کے گھر پیدا ہوئے، تم مسلمان کی طرح جیئے تم نے مسلمانوں کی خدمت کی اور تم مسلمان کی طرح مرے۔ اس سے بڑی اور اچھی Commitment کیا ہے۔ یہ اس وقت ہوا جب اتنے بڑے بڑے علمائے وقت موجود تھے۔ وہ ہنود کے ذہنی غلام بنے ہوئے تھے۔ احرار گاندھی کے ذہنی غلام، دیو بند پہ ہنود کی حکومت۔ بریلی نان پلس سمجھا جا رہا تھا۔ حالانکہ بریلویوں نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیئے مگر اس کے باوجود ان کا وہ تشخص نہیں تھا کہ کسی Intellectual field میں آتے۔ آرگومنٹ نہیں تھا۔ محبت میں ووٹ دیئے مگر میں سوچتا ہوں اللہ کی جو میزان لگی ہوئی تھی اس میں یہ دیکھا گیا۔ کیا دیکھا گیا؟ جب وائسرائے لارڈ ویول نے قائداعظم کو بلایا، گفت وشنید کے لیے اور اس سے کہا اور یہ بات یاد رکھئے کہ انڈیا میں ایک وائسرائے اور ایک Lieutenant Governer ہوتا تھا، وہ Lieutenant Governer ایک انڈین تھا۔ لارڈ ایس پی سہنا تو وائسرائے نے قائداعظم سے کہا If one Indian can become the Lieutenant Governer of India why can not another be? اگر ایک ہندوستانی ہندوستان کا Lieutenant Governer بن سکتا ہے تو دوسرا کیوں نہیں بن سکتا۔ انہیں لالچ دے رہا تھا کہ اگر تم چاہو تو تم بھی Lieutenant Governer بن سکتے ہو۔ قائداعظم نے اپنا ہیٹ اٹھایا اور تیزی سے سیدھا مارچ شروع کر دیا تو لارڈ ویول کہتا ہے، اس نے خود واقعہ لکھا تھا کہ میں اس کے پیچھے پیچھے بھاگا۔ گیٹ پہ آ کے میں نے اسے آن لیا کہ Mr. Jinnah Mr. Jinnah تو مسٹر جناح بڑے اطمینان سے واپس مڑے اور انہوں نے کہا Mr. Viceroy I have not come here to sell my nation انہوں نے کہا، یور لارڈ شپ میں یہاں قوم بیچنے نہیں آیا۔ آئندہ اگر کوئی بات کرنی ہو تو میرے گھر پہ آنا۔ آپ کو پتہ ہے لارڈ ویول نے جواب میں کیا کہا؟ آپ کیا کہو گے؟ آپ کہو گے، کتنا بڑا کردار تھا۔ اس نے یہ نہیں کہا، اس نے کہا یہ تو پاگل ہے۔ اتنے بڑے منصب کو ٹھکرا دینا سارے ہندوستان کی حکمرانی چھوڑ دینا۔ اس نے کہا My God he is

Marfat.com

اس نے Compliment نہیں دیا۔ اس نے کہا کہ یہ اتنا a very stubborn man. ضدی آدمی ہے کہ اپنے موقف کو اتنی بڑی قیمت کے لیے بھی نہیں چھوڑ رہا۔

خواتین وحضرات! اس وقت یہ Character برصغیر کے مُلاّ کسی صوفی کسی دیندار میں نہیں تھا۔ He was the greatest man of his time. اب کوئی Greatest man نہیں ہم ڈھونڈ رہے Not at all بڑے آدمی گئے۔

آئے عشاق گئے وعدۂ فردا لے کر
اب انہیں ڈھونڈ چراغِ رخِ زیبا لے کر

وہ گئے۔ اب رہ گئے ہیں کام ہمارے، بے ایمانیاں مکروفریب قوم سے جھوٹ دھوکا دہی اور اس کے لیے ہمیں صرف ایک ایماندار آدمی چاہیے۔ That's all we need, that's what I say ہمیں نخرے نہیں چاہئیں۔ ملک وملت اسی طرح نہیں بچیں گے، ہمارے Sources ساری دنیا سے زیادہ ہیں۔ ہم امیر ترین قوموں میں سے ہیں۔ ہمارے بچے کیوں سسکتے پھرتے ہیں؟ The only thing is we need somebody who should spend our money on us. ایک ایماندار آدمی جو ہمارے حق سے وفا کرے۔ اپنے حق سے وفا نہ کرے۔ ہمارے حق سے وفا کرے اس کے لیے یہ Option کھلا ہے۔ But still I would say chose on your own, your information should be the best, your interest is in these people not mine. اس لیے میں یہ کہوں گا کہ البتہ جہلم کو یہ اعزاز ضرور حاصل ہے کہ اس شخص نے پہلی تقریر آپ کے گھر میں کی تھی۔

س: Which political system actually suites Pakistan the best?

ج: Practically تو پتہ یہ لگا ہے کہ صدارتی نظام بہتر رہا ہے۔ اس لیے کہ استحکام کے لحاظ سے ہم دیکھتے ہیں اگر آپ فوج کو فوجی نظام نہ سمجھو فوجی نظام نہ خیال کرو تو ہم مدت سے دیکھتے ہیں کہ جیسے دس سال ایوب خان رہا۔ اس کے بعد گیارہ سال پھر ایک فوجی رہا۔ پھر آٹھ دس سال ایک اور فوجی رہا تو فوج کے لحاظ سے نہ دیکھو تو پتہ لگا ہے کہ

Marfat.com

Powerful administrator is far better for the country than simple democracy. جس پہ کوئی اتنی قید نہیں ہوتی۔ ابھی یہ جو سسٹم چل رہا ہے، یہ اس Dichotomy کی وجہ سے خراب ہو رہا ہے کہ جمہوری نظام اپنے اختیارات میں آزاد نہیں ہے اور پریذیڈنٹ کی Interference کی وجہ سے یہ سسٹم بھی خراب ہو رہا ہے۔ اب یہ یکطرفہ نظام نہیں، اب یہ دوغلا نظام نہیں ہے۔ آدھی آدھی پاور جس نے ملک کو برباد کر دیا ہے Naturally ہم نے شاید ایک مکمل ڈیموکریٹک سسٹم کے Returns ابھی نہیں دیکھے اور اسی طرح ایک Practical presidential system ہے۔ اس کے نتائج بھی ہم نے نہیں دیکھے۔ Let's go for the experiment اتنا مجھے یقین ہے کہ آئندہ آنے والا پرائم منسٹر بہت پاورفل ہو گا یا آئندہ آنے والا پریذیڈنٹ بہت اچھی طاقت رکھے گا۔

س: پروفیسر صاحب کچھ لوگوں نے ایک نکتہ نوٹ کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ آپ نے بہت تاخیر سے لیکچر شروع کیا اور دوسرا یہ کہ سفر میں بھی نماز وقت پر ادا کرنے کا حکم ہے۔ قبل از وقت کیسے؟

ج: صاحب! یہ آپ کا تصور ہی ہے اللہ نے اجازت بخشی اور رسول اللہ ﷺ نے اجازت بخشی اور امام احمد بن حنبلؒ کی روایت ہے بخاریؒ کی ہے، مسلمؒ کی ہے کہ رسول اکرم ﷺ ظہر اور عصر کو جمع کر لیتے تھے اور اسی طرح مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے تھے۔ اگر آپ عرب ممالک میں جائیں جہاں مالکیہ اور حنابلہ کی کثرت ہے تو وہاں مغرب کی اذان کے فوراً بعد اذان دے کر عشاء کی نماز پڑھ لیتے ہیں اور اسی طرح مغرب اور عشاء کو جمع کر لیتے تھے، یہ کوئی ان کے ہاں سفر کی شرط کے طور پر نہیں ہے۔ اصول کے طور پر پڑھ لیتے ہیں تو میرا خیال یہ ہے کہ امت کے لیے آسانی اللہ نے اتنی رکھی ہوئی ہے کہ اگر آپ اسے ایک General conduct نہ بنالیں۔ اگر آپ کسی دشواری میں ہوں اور آپ کو خطرہ ہو کہ آپ کی نماز چلی جائے گی۔ Miss ہو جائے گی تو آپ اس اتفاقِ پیغمبر سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یہ تو محبت ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مسلمانوں کے لیے اور وہ محبت کیوں ہے؟ کہ ایک دفعہ ابن کثیر کی روایت ہے مسلم کی روایت ہے ابو عبیدہؓ بن الجراح نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا کہ اس وقت دنیا میں سب سے بہتر مسلمان

Marfat.com

ہم ہیں؟ فرمایا نہیں تو پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر کون ہم سے بہتر مسلمان ہیں؟ آپؐ نے فرمایا، جو بہت بعد میں آئیں گے اور انہوں نے مجھے سنا بھی نہیں ہوگا اور دیکھا بھی نہیں گا مگر تمہاری طرح مجھ پر ایمان لائیں گے اور ان کا ایمان تم سے بھی بہتر ہوگا۔ اللہ کرے اور ایمان میں ہم اصحابِ رسول کے حریف نہیں ہیں۔ ہم ان کو اپنا سردار مانتے ہیں، ہم تو صرف یہ جانتے ہیں کہ اللہ جہاں ہمیں سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی عطا فرماتا ہے، سنتِ اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی عطا فرمائے۔

س: علم کی تحصیل کہاں سے شروع کی جائے۔ ہر کوئی اپنے آپ کو درست سمجھتا ہے، خاص طور پر خواتین۔

ج: یہ سوال تو نہیں لگتا۔ یہ تو میرا خیال ہے کسی مجبور و مقہور خاوند کی صدا لگتی ہے تو میں ابھی سے آپ کا علم شروع کر دیتا ہوں اور میں خاتون سے درخواست کروں گا کہ ازراہِ کرم عائلی زندگی میں مروتانہ اور ہمدردانہ سلوک رکھیے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ایک خاتون نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ میرا خاوند تو بالکل غریب ہے اور مسکین ہے اور میرے پاس کافی مال ہوتا ہے تو کیا میں اپنے خاوند کو صدقہ دے سکتی ہوں؟ تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں اس کا تو دوہرا ثواب ہے تو میں اس خاتون سے گزارش کروں گا کہ سب سے پہلے اپنے خاوند کو صدقات سے نوازیں۔

س: زبانی تسبیح بغیر سوچے سمجھے دل پہ کیسے اثر کرتی ہے؟

ج: بات یہ ہے کہ ہمارے پاس کوئی ذہنی کیفیت ہوتی ہے تو ہم صبح و شام گفتگو کرتے ہیں Messages carry کرتے ہیں، سنتے ہیں، پڑھتے ہیں۔ اس طرح تسبیح زبان پہ جاری ہوتی ہے تو بعض اوقات وہ زبان پہلے نہیں چلتی بلکہ آپ رات کو سوئے ہوئے اٹھیں گے تو پتہ لگے گا کہ تسبیح جاری ہے۔ دن کو بھی بسا اوقات آپ کے دھیان میں رہتی ہے۔ اس طرح تسبیح آہستہ آہستہ Slip down کرتی ہے اور یہ آپ کے دل تک پہنچ جاتی ہے۔ دل جو بہت سارے خیالات کی آماجگاہ ہوتا ہے۔ وہ تسبیح کے لیے جگہ چھوڑتا ہے اور آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ دو چیزیں تصوف میں گنی جاتی ہیں۔ عام لوگوں کے ضمن میں مَیں تو سمجھتا ہوں کہ ہر آدمی صوفی بننے کے قابل ہے۔ ایک کو عزیمت کہتے ہیں، عزیمت ہوتا ہے کسی چیز پہ قائم رہنا اور دوسری چیز کو زکوٰۃ کہتے ہیں، تسبیح کی زکوٰۃ۔ تو جب کوئی بندہ تسبیح شروع کرتا ہے تو خیالِ فاسد شک و شبہ تنقید اتنی آتی

Marfat.com

ہے...... کیوں ٹائم Waste کر رہے ہو، کس لیے یہ بار بار دہرانا، یہ تو رٹا لگانا ہے، اس کا کیا فائدہ ہے تو اتنی ساری تنقید آئے گی کہ وہ بندہ تسبیح چھوڑ دے گا۔ اسی طرح جب آپ نماز کے پاس جانا شروع کرتے ہو تو اکثر سننے میں آتا ہے کہ سارا دن تو ہم وسوسوں میں گھرے رہتے ہیں جب نماز میں جاؤ تو کوئی نہ کوئی خیال آ جاتا ہے، شہوات آ جاتی ہیں، بھول بھلیاں قسم کے خیال آتے ہیں تو ہم کیا کریں؟ تو یہ شیطان کی طرف سے آپ کی عزیمت اور استقامت کو توڑنے کا باعث بنتی ہیں۔ چار چھ دن آپ نماز پڑھ کے نماز چھوڑ دیتے ہو۔ چار چھ دن تسبیح پڑھ کے آپ تسبیح چھوڑ دیتے ہو۔ تو میں عرض کر رہا تھا، عزیمت کا مطلب یہ ہے کہ کسی عمل پہ اتنی دیر تک قائم رہنا جس سے وہ Resistance جو دل و دماغ میں ہے، نماز اور تسبیح کے خلاف یہ ختم ہو جائے تو اس کے بعد الحمد للہ یہ دل کا حصہ بن جاتی ہے کیونکہ دل تسبیح کی آماجگاہ ہوتا ہے۔ ''اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ'' (الرعد:28) دل کا اطمینان خدا کی یاد کے بغیر ہے ہی نہیں۔ تو زبان کی تسبیح کو دل قبول کر لیتا ہے۔ جب دل قبول کر لے تو پھر آپ دل والے ہو جاتے ہیں۔ پھر اللہ والے ہو جاتے ہو۔ پھر آپ کو ضرورت نہیں رہ جاتی کسی اور چیز کی۔

**س:** اللہ دلوں کے حال جانتے ہوئے بھی امتحان کیوں لیتا ہے؟

**ج:** وہ سسٹم ہے۔ دیکھنا دلوں کا حال جاننا اور بات ہے اور سسٹم کا چلانا اور بات ہے۔ پھر جب اس نے بھی آپ کے دلوں کے بجائے آپ کی زبان کے اقرار پہ ایک چیز رکھ دی ہو اور اسے تینوں چیزوں کی مفاہمت چاہیے۔ زبان چاہیے، دماغ چاہیے دل چاہیے اور تینوں چیزیں جب مفاہمت میں ہوں گی تو تب اقرار تک بندہ پہنچتا ہے۔ اس لیے اس نے زبانی اقرار ''اقرار باللسان'' کی اہمیت اولین رکھی ہے اور پھر اس کے اندر جانا اور دل سے اس کی تصدیق آنا وہ Second step ہے۔ وہ ترقی کا Step ہے۔ ایک مسلمان ہے ایک مومن ہے۔ مسلمان جو ہے تسلیم سے بن جاتا ہے۔ آگے Progress کرتا ہوا جب دل کی سطح پر پہنچتا ہے تو وہ مومن ہوتا ہے۔

**س:** کیا اسلام میں محرم اور صفر کے مہینوں میں شادی کرنے سے منع کیا گیا ہے؟

**ج:** نکاح پہ کوئی پابندی نہیں ہے۔ اس کے شوخ رنگوں پہ پابندی Religious

Marfat.com

نہیں ہے۔ اخلاقاً ہے۔ Socially ہے۔ یہاں ایک طبقہ آپ کے اندر سے اپنے آپ کو اتنا رنجیدہ یا اتنا غمزدہ خیال کر رہا ہو یا اس وقت وہ بہت High emotional tops پہ جا رہے ہوں، رنج آلودہ ہوں تو پھر آپ Willfully ان کے سامنے خوشی نہیں منا سکتے۔ یہ تو محرم ہے اور اس میں حضرت حسینؓ کی ذات کی Involment ہے۔ ویسے بھی آپ کسی ماتم والے گھر کے سامنے سے شہنائی بجا کے گزرتے ہوئے شرم کر جاتے ہو۔ اخلاق یہ کہتا ہے کہ ایسی فضول حرکت نہ کرو۔ چلو دس دن تو ہیں، ان کے اپنے رنج وغم اور بلا کے دن گزر جائیں تو پھر کوئی حرج نہیں مگر جو شرعی باتیں ہیں جیسے نکاح میں قطعاً کوئی حرج نہیں ہے۔ اگر آپ نے گھر میں بیٹھ کے نکاح کرنا ہے، وہ جو پائیدار اسلامی قوانین ہیں، اس پر کوئی مسئلہ نہیں البتہ اس کے جو Social expression ہیں، ان پہ ضرور ہمیں ہوتا ہے کہ یہ نہ کیے جائیں تو بہتر ہیں۔ جب کسی قسم کے طبقاتی یا نظریاتی اختلافات ہوں اور کسی قوم کو کسی فرد کو گروہ کو آپ کے کسی فعل سے اذیت ملتی ہو تو ایک اچھے دل والا مسلمان اس سے گریز کرتا ہے۔

**س:** مرتے وقت انسانی اعضا کو Donate کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

**ج:** کوئی حرج نہیں جتنے مرضی Donate کرو کیونکہ وہ کسی زندہ کے کام آ جاتے ہیں۔ مذہباً تو اس میں کوئی مسئلہ کوئی عار کسی قسم کا پرابلم نہیں ہے۔ اڑتالیس گھنٹوں کے بعد وہ ایسے ہی گلنا سڑنا شروع ہو جاتے ہیں اور 72 گھنٹوں میں ان کا گلاؤ سڑاؤ ختم ہو جاتا ہے، وہ کسی قابل ہی نہیں رہتے اگر تو اس جسم نے قیامت تک جانا ہو جیسے کسی شہید کے جسم نے پھر تو ہم اس کی حفاظت کرنے کی کوئی کوشش بھی کریں۔ پھر جب ہم نے گلنا سڑنا ہی ہے تو بہتر ہے ہماری زندگی میں ہی ہمارے شعورِ ذات میں ہی ہمارا کوئی اعضائے بدن کسی کے کام آ جائے تو اللہ کی رحمت کا باعث ہو گا۔

**س:** وکیل اللہ کے ناموں میں سے ایک ہے لیکن وکالت میں ہمیں بعض اوقات اپنے Clients کو Represent کرتے ہوئے جھوٹ بھی بولنا پڑتا ہے۔ بڑی Challenging سی Situation ہے، اس کا ذرا حل بتا دیں؟

**ج:** ویسے تو وکیل اللہ کے ناموں میں وکالت اور حفاظت کے معنوں میں استعمال ہوا ہے

Marfat.com

"اللهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيلٌ" (الزمر:62) تو یہاں وکیل کا لفظ نگرانی اور حفاظت کے معنوں میں آیا ہے۔ ہاں اگر میں دنیا میں وکالت کا معنی دیکھوں گا تو یہ کہوں گا کہ وہ انصاف کی محافظت والے ہیں اور خاص طور پر ان غریب لوگوں کے حقوق کی محافظت والے ہیں کہ جن کے پاس اپنا سرمایہ نہیں ہوتا مگر یہاں وکیل تو بیچارے ہوتے ہی امیروں کے ہیں۔ جہاں بہت سارے نظام بگڑ گئے ہیں، میری خواہش ہے کہ ہمارے وکلا پہلے پیسے کمائیں، پھر اپنی زندگی کا کچھ حصہ صدقہ کر دیں اور غریبوں کی وکالت آسان کر دیں اور ان کے لیے حمایت اور نصرت کا سبب بنیں۔

**س:** یہ پوچھا گیا ہے کہ برطانیہ میں ایک عورت نے ایک ٹرسٹ کے ذریعے خلع بذریعہ ڈاک پاکستان بھیجا ہے، کیا یہ طلاق کے زمرے میں آتا ہے کہ نہیں؟

**ج:** خلع طلاق کے زمرے میں نہیں آتا، اس کا Decision کرنا پڑتا ہے۔ اس کے کچھ حقوق مابین درج ہوتے ہیں، اگر نکاح کی شرائط میں لکھا گیا ہے کہ فرض کرو اگر تین مرتبہ عورت طلاق مانگے تو اس پر طلاق وارد ہو جائے گی۔ اگر اس قسم کی کوئی شرط لکھی گئی ہے تو پھر تو ہو جائے گا ورنہ Dicussable, negotiable اور Traceable ہے اور دونوں پارٹیز کے درمیان اس پہ تین تین ماہ کی مدت کی شرط ہوگی مگر وہاں تین سال لگ جاتے ہیں، ایک باقاعدہ Finality of divorce کو مگر یہاں یہ ہے کہ اگر نکاح کی شرائط میں لکھا گیا ہے کہ ایک خاتون تین مرتبہ خاوند سے طلاق مانگے گی تو طلاق ہو جائے گی تو پھر میرا خیال ہے کہ فائنل صورت ہے۔

**س:** پروفیسر صاحب، یہ پوچھا گیا ہے کہ اخلاص کیا ہے؟ اخلاص اگر خالق کے لیے ہو تو اس کا کیا Criteria ہوگا اور اگر مخلوق کے لیے ہو تو کیا ہوگا؟

**ج:** اخلاص کیا ہے؟

تو نمی دانی ہنوز شوق بمیرد زِ وصل

کہ تجھے شاید پتہ نہیں ہے کہ وصال سے شوق مر جاتا ہے۔

چیست حیاتِ دوام سوختنِ ناتمام

Marfat.com

زندگی مستقل یہ ہے کہ تو ہمیشہ جلتا رہے۔

سوختنِ ناتمام کو اخلاص کہتے ہیں۔ جب کوئی آرزو آپ کے لیے دل کو ہمہ وقت جلاتی رہے اور آپ کو تنگ کرتی رہے اور کسی کی امید دلاتی رہے کسی کی آرزو:

وصالِ یار بڑی چیز ہے مگر ہمدم
وصالِ یار فقط آرزو کی بات نہیں

مگر جب آرزو نصف رہ جائے اور محبتیں دلوں میں کبھی بھی اپنے مطمعِ تکمیل تک نہ پہنچیں اور احساسِ تشنگی رہے تو پھر اس کی کیفیت جو ہوتی ہے، وہ اخلاص سے پیدا ہوتی ہے۔ اخلاص فراقِ یار میں جلنے کا نام ہے۔ سچی بات پوچھو تو یہ محبتوں کی معراج ہے، ان کی اساس ہے، ان کی بنیاد ہے، جس محبت میں اخلاص نہیں ہوگا، وہ محبت گراں فروش ہوگی، وہ باہر نکل کے بکے گی، بیچے گی مگر جس محبت کی جڑوں میں ایک ذرّہ برابر اخلاص موجود ہے اس کے بارے میں حدیث رسولؐ ہے۔ حدیثِ قدسی ہے، پروردگارِ عالم کا قول مبارک ہے۔ قرآن حکیم میں کہ اے شیطان جو چاہے کر لے زمین و آسمان اکھاڑ ڈالے، بہترین نعمتیں پیش کر دے مگر تو سارے لوگوں کو گمراہ کرے گا، دائیں سے بائیں سے اوپر سے نیچے سے مگر تو اس دل کو کبھی گمراہ نہیں کر سکتا ''اِلَّا عِبَادَ اللّٰہِ الْمُخْلَصِیْنَ'' (الصافات:40) جس کے دل میں ایک ذرّہ برابر میرے لیے اخلاص موجود ہے۔ تو یہ وہ آرزو ہے جو نہ ختم ہونے والی ہے ''اَلصَّفَاءُ صِفَتَۃُ الاحباب'' صفائے قلب اللہ کے دوستوں کی نشانی ہے ''وھم شموس بلا سحاب'' وہ آسمان ہے جس پہ کبھی بادل نہیں پڑتے۔ یہ وہ آفتاب ہیں جو کبھی بجھتے نہیں ہیں۔ یہ اپنی زندگی کے پہلی اور آخری سانس میں آرزوئے خداوند میں ترستے ہی رہتے ہیں۔ ہمارا گلہ یہ نہیں ہوتا جو آپ کرتے ہو ہمارا گلہ یہ ہوتا ہے کہ ؎

میں پیاس کا صحرا ہوں ترسنے کے لیے ہوں
تو کالی گھٹا ہے تو برس کیوں نہیں جاتے

س: کیا سیاست کا مقصد اقامتِ دین ہے؟

ج: جی ہاں! دیکھو جی جو آدمی خدا کے لیے سیاست کر رہا ہے، چاہے اس میں اس کی

Marfat.com

ذاتی وجاہت کی طلب شامل ہو تو وہ پھر دینداری کی طرف ہی جائے گا اور اگر کوئی شخص خدا کے تصور کے بغیر سیاست کر رہا ہے تو محض فسق و فجور ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

س: انفرادی طور پہ ایک مسلمان کو کیا دعا مانگنی چاہیے کہ ہمیں نیک اور اچھے سیاستدان راہنما نصیب ہو سکیں؟

ج: Well میرا خیال یہ ہے کہ چونکہ انتخاب ہمارے ہاتھ میں ہے، ہمیں لوگوں کو قائل کرنے کے لیے تھوڑی بہت Educational efforts کرنی چاہیے کہ ہم پارٹیوں پہ نہ لڑیں، مقاصد پہ لڑیں۔ اگر ہمیں پتہ ہے کہ ہمارا رزق کم ہے، گیس کم ہے، تیل کم ہے، زندگی کم ہے تو Let's go and discuss to people that we need these things which were promised to us and those who came with a promise they are failed. میں موجودہ حکومت کی غیبت نہیں کرنا چاہتا مگر تین سالوں میں ہمارا ایک بھی مسئلہ کم نہیں ہوا بلکہ الٹا بڑھ گئے ہیں۔ ویسٹرن جمہوریت کا ایک تقاضا ہے کہ جب ایماندار لوگ دیکھتے ہیں کہ کوئی مسئلہ ہم سے حل نہیں ہوا تو سب سے بڑا تقاضا ہے کہ وہ لوگ ازخود استعفیٰ دے جاتے ہیں۔ Sorry, we couldn't do this we are not able to slove your problems. وہ اتنے مخلص ہوتے ہیں عوام سے کہ وہ کہتے ہیں کہ لوگو! تمہارے مسائل حل کرنے کی ہم میں اہلیت نہیں تھی، ہم حل نہیں کر سکے۔ ابھی اٹلی والے نے استعفیٰ دیا۔ ابھی یونان والے نے دیا۔ وہ خدا پرست نہیں ہیں مگر جمہوریت پرست تو ضرور ہیں اور اس کا انہوں نے حق ادا کیا۔ ہمارے ہاں بدقسمتی سے یہ فصحائے عالم ہیں، ان کمبختوں کو اتنا نہیں پتہ کہ پانچ سال پورے کرنا جمہوریت کی کوالٹی نہیں ہے۔ جمہوریت کی کوالٹی یہ ہے کہ اپنی Responsibilities کے احساس کے تحت if they are not able to do work they should go or they should resign and leave the place,call for the new elections to get new people تاکہ ہم عذابِ مسلسل میں رہنے کے بجائے جلد از جلد دو دو تین سال میں شاید ہمیں اس ہٹ اینڈ ٹرائل میں کوئی ایسا بندہ مل جائے جو ہمارے مسائل کے لیے حل رکھتا ہو۔ خواتین و حضرات! میں Frankly آپ کو بتا رہا ہوں کہ

Marfat.com

ہمارے مسائل بڑے نہیں ہیں۔ بہت معمولی ہیں، بہت چھوٹے ہیں مگر جو ہمیں Rule کر رہے ہیں، ان کا Caliber بڑا کمزور ہے بہت ہی کم ہے۔ آپ Caliber کی مثال دیکھیں کہ وزیر اعظم کو اور کچھ نہیں سوجھتا تو کہتا ہے کہ میں شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی نسل میں سے ہوں اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ دنیا اسے چھوڑ دے گی شیخ عبدالقادرؒ نہیں چھوڑے گا۔

Thank you very much.

وماعلینا الا البلاغ

-----------------

Marfat.com

# پاکستان کے معاشی خدوخال

اَعُوذُ بِاللّٰہِ السَّمِیۡعِ الۡعَلِیۡمِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡم

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ

مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّاَخۡرِجۡنِیۡ

مُخۡرَجَ صِدۡقٍ وَّاجۡعَلۡ لِّیۡ

مِنۡ لَّدُنۡکَ سُلۡطٰنًا

نَّصِیۡرًا O

(سورۃ الاسراء، آیت نمبر:80)

سُبۡحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الۡعِزَّۃِ

عَمَّا یَصِفُوۡنَ O

وَسَلٰمٌ عَلَی الۡمُرۡسَلِیۡنَ O

وَالۡحَمۡدُ

لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ O

(سورۃ الصّٰفّٰت، آیت نمبر:180-182)

Marfat.com

Marfat.com

خواتین وحضرات! معیشت دان تو میں بالکل نہیں ہوں مگر فلسفۂ معیشت پہ ضرور میری نظر ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی Historien نہ ہوں مگر فلسفۂ تاریخ تھوڑا بہت جانتا ہوں۔ اگر میں خدا کے نقطۂ نظر سے دیکھتا تو پاکستان کے امیر ہونے کی کبھی دعا نہ کرتا۔ اس لیے یہ جو قانونِ معیشت میں نے اللہ کے حضور سے پڑھا کہ "وَ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍۭ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا" (القصص:58) ہم کسی قوم کو اس وقت تک نہیں پکڑتے جب تک وہ اپنی معیشت پہ اِترا نہیں رہی ہوتیں۔ بہت ساری قوموں کا انجام ہم نے ایسے دیکھا کہ جب وہ اپنی معیشت کی انتہا تک پہنچیں خواہ وہ پریکلیس کی ڈیموکریسی تھی یا سپارٹا کی جنگجو قوم تھی، خواہ وہ زمانوں میں کسیڈین کی بخت نصر کی حکومت تھی، کوئی بھی تھی اور آج کے بھی وہ بڑے بڑے رؤسائے زمانہ جو زندگی میں اپنی معیشت کے علاوہ کسی اور ویلیو کو نہیں پہچانتے۔ ان کے عروج زوال کی داستانیں آپ کے سامنے ہیں، اگر نہیں ہیں تو آئندہ کچھ برسوں میں اور نمایاں ہو جائیں گی۔

خواتین وحضرات! ہر قوم کے Inbuilt اور Out built Sources ہوتے ہیں۔ جو قوم اپنے Inbuilt Sources سے باہر نکلتی ہے، Out built sources کی طرف بڑھتی ہے اس کا دباؤ اس کے In built Sources پہ پڑتا ہے۔ آج تک زمانے میں جتنی بھی طاقتور قومیں تھیں، جب وہ ہوا و ہوس میں، طاقت میں، نمود میں، کیفِ فتح میں اپنی حدود سے آگے بڑھی ہیں اور Out built resources کی طلب کی ہے تو ان کے In built sources ٹوٹنا پھوٹنا شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ فلسفہ ہے جو اللہ کی طرف سے تاریخ کے ہر ورق میں لکھا ہوا ہے اور تاریخ اپنے آپ کو نہیں دہراتی، تاریخ کوئی انسان نہیں ہے۔ تاریخ کوئی ایسی شعوری زندگی نہیں ہے جو اپنے شعور سے چیزوں کو اُلٹتی پلٹتی ہے۔ یہ خدا کے وہ قانون ہیں جو ہر جگہ مرتب اور مدوّن ہیں اور جب کوئی بڑی سے بڑی قوم ان سے انحراف کرتی ہے تو اللہ کے ان قوانین کی زد میں آجاتی ہے۔ تاریخ کے دہرانے کا مطلب صرف یہ ہے کہ آپ جو چاہے کر لو وہ قوانین جو اللہ

Marfat.com

نے قوموں کے عروج وزوال کے بنائے ہوئے ہیں، وہ انہی کا شکار ہوتے ہیں اور اسی انجام کو پہنچتے ہیں جن سے باقی قومیں آشنا ہوتی ہیں۔

خواتین وحضرات! جب مسلمان کمزور تھا، عیش وعشرت میں ڈوبا ہوا تھا، ناز وادا کی حکمرانی تھی۔ اس وقت جب چنگیز خان اور اس کے وارث ہلاکو خان نے بغداد پہ حملہ کیا تو اس وقت شیخ نجم الدینؒ زندہ تھے۔ وہ اللہ کے بہت نیک بندے تھے۔ تو شیخ نجم الدینؒ نے کہا کہ مجھے آواز آتی ہے ملائکہ کی کہ اے کافرو! ماروان منافق مسلمانوں کو۔ مجھے آسمانوں سے آواز آتی ہے کہ اللہ کے ملائکہ آواز دیتے ہیں کافروں کو کہ اے کافرو! ماروان منافق مسلمانوں کو۔ جب اسلام Progress کر رہا تھا اور اس نے ایک دن حکومت نہیں کی، دو دن نہیں کی۔ اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی مبارکہ سے لے کر اب تک پندرہ سو برس گزر رہے ہیں تو بارہ سو برس امتِ مسلمہ نے حکومت کی ہے۔ وہ ہر جگہ اپنے نقوشِ پا چھوڑ کر آئے ہیں۔ اگر اسپین میں آٹھ سو برس کی حکومت ختم ہوئی، اگر سسلی میں خاندانِ اغالبہ کی تین سو برس کی حکومت ختم ہوئی تو اس کی وجہ وہی قانونِ فطرت تھے جو اللہ نے مختلف قوموں کے لیے بنائے تھے۔ معیشت کا دخل کرپشن سے بھی ہے، معیشت کا دخل انسان کی اس کمزوری سے بھی ہے کہ جب اس کو آسانیاں ملتی ہیں، جب اس کو فراخی ملتی ہے تو وہ اپنے لیے حرام وحلال کی ہر قسم کی تقسیم کو جائز قرار دیتا ہے کیونکہ آج کل کے معاشرے میں بھی اگر آپ سیکولر Stuff کو دیکھیں تو ایک شراب پینے کے لیے پتہ نہیں کتنی پرانی آیات کو الٹ پلٹ دیتا ہے اور کہیں کہیں سے وہ اپنے جواز ڈھونڈنے کی کوشش کرتا ہے۔ آج بھی وہ لوگ جو خدا کے قوانین کے تحت آگے بڑھنے کی جسارت کرتے ہیں، ان کے لیے سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ انسانی طبیعت ایسی بہانہ جُو اور بہانہ ساز ہے کہ اپنی فراخ دستی میں محض اپنے آپ کو دوسروں سے بہتر اور برتر سمجھنے کے لیے اور کبھی احساسِ کمتری سے اپنے آپ کو مضبوط تر کرنے کے لیے ایسا ایسا فلسفۂ معیشت گھڑتی ہے کہ انسان کی عقل دنگ رہ جاتی ہے اور خداوند کریم کسی غریب قوم کو ذلت سے آشنا نہیں کرتے، کم از کم آپ کی غربت سے اور آپ کی مفلسی سے اور آپ کی اس بے چینی اور بے قراری سے اور آپ کی ضروریاتِ زندگی کے اس بحران سے اور آپ کے ملک کی انتہائی نا اہل قیادت سے جو اس وقت بھی مسلط ہے، پہلے بھی

Marfat.com

مسلط تھی۔ ایک خوشی کا احساس ہوتا ہے کہ اے قومِ مسلمان! اے قومِ پاکستان! ابھی تو غرق ہونے والی نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس غربت کی ذمہ داری آپ پر نہیں ہے، اس لیے کہ وہ آدمی جو یہاں سے نکل کے مشرق و مغرب میں جا کے انتہائی ایمانداری سے اپنے رزق کی کوشش کرتا ہے، وہ بھی پاکستانی ہے اور وہ شخص جو اس ملک میں جبر کراہ سے اپنی بقا کو قائم رکھنے کے لیے بے ایمانی کر رہا ہے، وہ بھی اسی صورت کا شکار ہے۔ عربی کا ایک محاورہ ہے "اَلنَّاس عَلٰی دِینِ مُلُوکِھِم" کہ بادشاہ کے دین پہ اس کے عوام بھی ہوتے ہیں۔ جب اوپر کوئی ایمانداری کی مثال نہ ہوگی، خدا سے مانگنے کے لیے بھی اگر آپ رشوت ہی دیں گے، کسی ملک یا فرشتے کو رشوت دے کر اوپر چڑھنے کی کوشش کرو گے تو پھر اس قوم کا بحران معیشت کا نہیں اخلاق و کردار کا بحران ہے۔ اگر آج تک آپ کے Inbuilt Sources کو کسی نے ہاتھ نہیں لگایا، جس ملک میں Immensity of resources ہو، جس ملک میں ایک کھرب ڈالر کی دو سونے کی کانیں ہوں، ایک نہیں دو کانیں! وہ ایکوڈک ہو یا کالام سے آگے جو ایک تازہ ترین کان دریافت ہوئی ہے جسے Open pit gold کی کان کہتے ہیں۔ مجھے کچھ عرصہ پہلے یہ اطلاع ملی تھی، میرے ایک دوست نے جہاں معائنہ کیا جو کمانڈر تھا فوج کا کہ اس وادی میں کروم اس طرح بکھرا پڑا ہے جیسے غلاظت بکھری ہوئی ہوتی ہے۔ جہاں اتنے سارے Sources ہوں، وہاں آپ کو خدا کا شکر ادا کرنا چاہیے کہ کسی کرپٹ ٹولے کے ہاتھ ابھی ان نعمتوں تک نہیں پہنچے۔ تھوڑا صبر کرو، تھوڑا سا اور صبر کرو شاید وہ وقت بہت قریب ہے کہ جب کوئی ایسا حکمران آپ کو نصیب ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی اللہ نے کہا تھا کہ چالیس دن کا چلہ کھینچ دس دن اوپر اور بڑھا لے۔ پاکستان نے کرپشن کا چلہ کھینچتے کھینچتے ساٹھ برس گزار دیئے۔ کیا زمین و آسمان ایک جیسے رہتے ہیں؟ کیا ملک و ملت کے بحران کبھی ٹلتے نہیں ہیں؟ کیا آپ کا خیال ہے کہ زمین و آسمان میں پاکستان پہ کبھی کوئی ایماندار کی سواری نہیں آئے گی؟ کیا تختِ پاکستان پہ کوئی غلامِ پاکستان نہیں آئے گا؟ کیا کوئی شریف انسان نہیں آ کے بیٹھے گا؟ مگر ایک بات ضرور ہے چناؤ آپ کے ہاتھ میں ہے، انتخاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ آج تک اگر آپ کسی چیز کو Suffer کر رہے ہو تو اپنی غلطی سے کر رہے ہو، نہ کسی حکمران کی غلطی ہے نہ کسی پارٹی کی غلطی ہے۔ آپ

Marfat.com

کی توقعات اور طولِ امل کی غلطی ہے۔ آپ اپنی فضول توقعات ان لوگوں سے لگاتے ہو جن کو بار بار آزمایا جا چکا ہے۔ مومن کو تو ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جا سکتا۔ پھر آپ کیوں بار بار ڈسے جا رہے ہو؟ کیا یہ تو نہیں ہے کہ آپ میں بھی ایمان کی کچھ رتیاں کم ہیں؟ اپنے آپ کو تول کے آگے بڑھنا چاہیے۔ ملک و ملت کی اچھائی کی خواہش کرنے والا یہ کیسے سوچ سکتا ہے کہ اتنا بڑا بحران ہے؟ کیا اس بحران میں Businessman شریک نہیں ہے؟ کیا اس بحران میں Chamber of Commerce شریک نہیں ہے؟ کیا اس بحران میں اساتذہ شریک نہیں ہیں؟ کیا اس بحران میں یونیورسٹیاں شریک نہیں ہیں؟ میرے اردگرد میرے معزز دوست بیٹھے ہیں جن کی صداقت کا میں یقین رکھتا ہوں مگر آپ ان سے پوچھو کہ پاکستان کا کون سا ایسا شعبہ ہے جو خدا کے حضور کھڑا ہو کے کہے کہ اے پروردگارِ عالم! ہم نے تو اپنا کام بڑی ایمانداری سے کیا ہے۔ آپ ہم پہ کیوں نہیں فضل کر دیتے؟ ہم پہ کیوں نہیں کرم کر دیتے؟ ہم پہ کیوں نہیں مہربانی فرماتے؟ یہ یاد رکھیں جب تک قوم کو اپنی Self Realization نہیں ہوتی جو قوم خود شناس نہیں، وہ خدا شناس بھی نہیں۔ جو قوم اپنی حماقتوں کے معیار پہ اپنے آپ کو نہیں تولتی، جو اپنی توصیف اور اپنی ہی صفات کو بار بار گنائے جاتی ہے۔ اس کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ کسی قسم کی کرپشن کا گلہ کرے؟ یہ آپ لوگوں کا کام ہے کہ سوچو، غور کرو۔ مستقبل کے لیے اگر آپ انتخاب میں ایک غلطی بھی کرو گے تو دوبارہ پانچ سال اس گردش کے دیکھو گے Where there's will there's a way. آج تک میں نے کوئی حکومت ایسی نہیں دیکھی جس کے ارادے اس قسم کے ہوں جس کا خیال اس قسم کا ہو کہ وہ شاید ملک و ملت کی بھلائی کے لیے بہتری کے لیے سفارش سے کام کرنا چاہتی ہو۔ جہاں چھوٹے چھوٹے گروہی مقاصد ہوں جیسے غرناطہ کی مملکت تھی۔ ایک لٹیروں کا گروہ آ کے پچھلے گروہ کو برا کہتا ہے۔ پھر اپنے آپ کو ہیرو بنا کر سر پر بیٹھ جاتا ہے مگر ان کا انتخاب آپ کے ہاتھ میں ہے۔ جب تک آپ نہیں سوچو گے ملکی بہتری کے لیے جب تک آپ اپنے آپ کو اخلاقی معیار پہ نہیں پرکھو گے۔ آپ حالات میں بہتری کی توقع کیسے رکھ سکتے ہو۔ میں کب کہتا ہوں برادریاں بری ہیں مگر کیا آپ برادریوں میں سے انہی لوگوں کو چنتے ہو جو بار بار آپ کو دھوکا دینے کے ماہر ہوتے ہیں۔ اپنی برادریوں میں،

Marfat.com

خاندانوں میں کیا آپ کو نہیں پتہ کہ کون بہتر ہے، کون بدتر ہے؟ انسانی شعور کی یہ غلطی کبھی معاف نہیں ہو سکتی۔ چوائسز کو کبھی بخشا نہیں جا سکتا۔ When you choose a bad person or a bad thing it is your choice. اور اللہ تعالیٰ اس پہ کوئی رحم نہیں کرتا۔ خدا کے لیے سوچو تو سہی، اس ملک میں کس چیز کی کمی ہے؟ اس کے پھلوں میں کیا کمی ہے؟ اس کا پانی کیا میٹھا نہیں ہے؟ میں تو جتنی مرتبہ بھی بیرونِ ملک گیا ہوں میرے دل میں شدید شکوہ رہا۔ پاکستان کی جولانیاں ہیں، پھل میں خوراک میں زمین میں پانی میں اس کی فضا میں جو ندرت ہے، وہ زمین میں کسی اور جگہ حتیٰ کہ مہذب ترین ملکوں میں ایسی نہیں دیکھی مگر جب ہم مغلوب ہو جاتے ہیں، کیا ایسا دماغ یورپ میں پڑا ہے؟ کیا ہمارے Chamber of Commerce کے پریذیڈنٹ سے زیادہ بہتر دماغ ہوں گے ادھر؟ کیا آپ سمجھتے ہو کہ اپنے لوگوں کو ہم نے صرف اس نظر سے دیکھنا ہے؟ کیا ان میں Business Cleverness کی کمی ہے؟ کیا ان میں ایک اعلیٰ قسم کی Understanding کی کمی ہے۔ کیا یہ دنیا میں شناخت نہیں رکھتے؟ مگر بدقسمتی سے احساسِ کمتری نے اس قوم کے ایک ایک عضو کو جکڑ رکھا ہے۔ برصغیر ویسے ہی احساسِ کمتری کا مارا ہوا تھا مگر مسلمانوں سے جب سے حکومت گئی ہے ہمارے سب سے بڑے راہنما وہیں (یورپ) سے آتے ہیں۔ ہمارے غصب والے بھی اور رحم والے بھی وہاں ہوتے ہیں مگر ایک بات اچھی طرح یاد رکھیے، یورپین قوم کی سفاکیت کو اچھی طرح یاد رکھیے۔ یہ گرے ہوئے پہ کبھی رحم نہیں کرتے۔ ان کی تاریخ میں ہی نہیں ہے، یہ کسی گرے پڑے پر رحم نہیں کرتے، آج تک ان کی کسی تاریخ میں نہیں لکھا ہوا کہ کسی قوم پہ انہوں نے ترحم کی نظر ڈالی ہو۔ وہ آپ کے کتنے مہربان دوست ہو سکتے ہیں؟ کتنے کریمانہ خصلتوں کے مالک ہو سکتے ہیں؟ اگر آپ اپنے احساس سے اس بحران سے نہیں نکلیں گے، اگر آپ اپنی معیشت کو بہتر طریقے سے چلانا چاہتے ہیں تو آپ کو کس چیز کی ضرورت ہے؟ اگر پیسے نہیں اکٹھے ہوتے تو وجہ کیا ہے؟ اگر اکٹھے ہو کے ضائع ہوئے تو وجہ کیا ہے؟ جہاں ایک چھوٹے سے چھوٹا آفس بک رہا ہو وہاں ان حکومتوں کی آپ کو کس قسم کی سرپرستی کی ضرورت ہے؟ پھر اگر ایک دفعہ تجربہ غلط ہو ہی گیا، اگر ایک دفعہ آپ نے غلط حکمران چن ہی لیے تو بار بار ایسی غلطیاں کرنے کی کیا ضرورت ہے اور اگر آپ بار بار

Marfat.com

ایسی غلطی کرو گے تو بار بار اسی انجام کو آپ دیکھو گے۔ بجلی ناپید ہو جائے گی، اب تو کرنٹ لگنے کے لیے بھی بجلی موجود نہیں ہے۔ اب تو شاید خودکشی کرنے کے لیے بھی لوگوں کو بجلی مہیا نہیں ہو گی چہ جائیکہ وہ آپ کو گھروں میں بجلیاں آسانی سے دے دیں مگر اس کا کیا پتہ کہ یہ قلت مصنوعی ہے کہ اصلی ہے؟ اس کا کیا پتہ کہ گیس کی قلت مصنوعی ہے کہ اصلی ہے؟ یہ باتیں اس لیے آپ کے علم میں نہیں ہوتیں کہ اگر کسی نے ایک دو چار ہزار گیس کے سلنڈر بھی بیچنے ہوں تو ایک شہر میں بجلی کی قلت اور گیس کا بحران پیدا کر دیتا ہے۔ آپ حکمرانوں کی نیت نہیں سمجھ سکتے۔ جن حکمرانوں نے زندگی بھر کبھی کسی غریب کی طرح زندگی نہیں گزاری ہوتی۔ آپ کو پتہ ہے کہ بہت بڑا مشہور محاورہ ہے کہ عظمت رؤسا کے گھرانوں سے نہیں پیدا ہوتی۔ عظمت آسمانوں سے نہیں ڈھلتی۔ بڑے خاندانوں کے لوگوں میں نہیں ہوتی بلکہ Adversity is the school of all greatness. یہ مشہور کہاوت ہے۔ کوئی اکا دکا ان شرفا میں سے بھی نکل آئے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں مگر دنیا میں قیادت ہمیشہ انہی لوگوں نے سنبھالی ہے جنہوں نے انسانی مسائل کو سب سے Lower سطح پہ چکھا ہے، دیکھا ہے، پرکھا ہے، آزمایا ہے اور آگے بڑھے ہیں۔ اس Greatness کے حوالے سے ابھی تک آپ کو کوئی لیڈر نہیں ملا۔ ابھی تک آپ کو کوئی ایسا لیڈر نہیں ملا، ہمارے پالیٹیشنز کا معیار بھی اتنا Below status کہ Statesman کی توقع ہو ہی نہیں سکتی۔ پاکستان کے کوئی اتنے بڑے مسائل نہیں ہیں مگر وہ ذہن نہیں ہے جو ان مسائل پہ غالب آسکے، وہ دماغ نہیں ہے جو ایک Honest قسم کی قیادت کے قابل ہو۔ اگر آپ کو ایک ایسا لیڈر مل جائے تو اسے کبھی نہ چھوڑیئے گا۔ اگر ایسی کوئی خواہش آپ کے دلوں میں موجود ہوئی تو خدا آپ کو ضرور ایسا لیڈر دے دے گا جو آپ کو ان بحرانوں سے نکال کر بہت آگے لے جائے گا۔

پاکستان میں اور باقی ملکوں میں ایک فرق ہے۔ بہت سارے یورپی ممالک کی کرنسی کے پیچھے کوئی ویلیو نہیں ہے۔ بہت سارے ممالک کے پیچھے کوئی ایسی Subsistence نہیں ہے جن سے ان کی کرنسی وقار پا سکے۔ ایک عرب شہزادے سے پچھلے دنوں کسی نے پوچھا تھا کہ یہ جو آگے سب سے بڑا بحران آ رہا ہے، یہ نہ ہو کہ انڈونیشیا کی طرح ڈالر اور پاؤنڈ بوریوں میں

Marfat.com

آئیں اوران کی ویلیو کوئی نہ ہو یہ بتاؤ کہ آپ کی کرنسی کو بھی کوئی پرابلم ہے؟ تو عرب شہزادے نے کہا تھا ''ہماری کرنسی کو کیا مسئلہ ہو سکتا ہے۔ ہمارے پیچھے تو سیال سونے کا سمندر بہہ رہا ہے۔'' آپ یقین کرو کہ پاکستان کے پیچھے بھی سیال سونے کے پہاڑ کھڑے ہیں۔ پاکستان کے پیچھے Immense ذخائر کھڑے ہیں مگران کو ہاتھ وہ لگائے گا جو پاکستان کے لوگوں سے مخلص ہوگا۔ خداان لوگوں کے ہاتھ ان ذخائر تک نہیں پہنچنے دے گا جواس ملت کی امانت کواپنے ذاتی عیش وآرام کے لیے صرف کریں گے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ آنے والے برسوں میں، مَیں آج یہ بات کرر ہاہوں زندگی کا کوئی پتہ نہیں مگر دس سال میں پاکستان دنیا کے پندرہ سب سے بڑے ملکوں میں ہوگا۔ اس وقت آپ دیکھ لیجیے گا۔ اس وقت دیکھ لیجیے گا ایک معمولی سی قیادت پاکستان میں کتنا فرق ڈال دے گی۔ We get to be honest to ourselves. وہ آرزو نہ کرو جس کے ہم اہل نہیں ہیں، ہمیں وہ آرزو کرنی چاہیے جس کے لیے ہم جدوجہد کرسکیں، ہمیں وہ خواہش کرنی چاہیے جس کے لیے کوئی قیمت ادا کرسکیں۔ سہل پسندی کو تو ضرور ترک کرنا ہوگا، کوئی ٹیلنٹ کی کمی نہیں ہے، نہ ہمارے Businessman نہ ہمارے سائنس دانوں میں۔ کیا عجب بات ہے کبھی آپ نے غور کیا کہ جہاں سارے سسٹم کرپٹ ہورہے تھے، وہاں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ آپ کے باقی نظام بھی اخلاق باختہ ہوجاتے مگر جس ملک کو آپ نے اللہ کی خاطر حاصل کیا تھا جس ملک کو آپ نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی سوغات قرار دیا تھا، آج بہت سارے لوگ ہیں جو کہتے ہیں قائداعظم نے سیکولرازم کی بنیاد پہ ملک بنایا تھا۔ آپ یقین جانو اَن پڑھ لوگوں کی اوقات ہی اتنی ہے۔ قائداعظمؒ کی ساری Speeches پڑھ جایئے۔ اس کی کسی Speech میں بھی لفظ سیکولرازم درج ہوتو پھر آپ میرے گلے پڑ جانا آ کے۔ اس کی کسی Speech میں ایک دفعہ بھی لفظ سیکولر استعمال نہیں ہوا۔ قائداعظم تو وہ تھا بدقسمتی سے اس تحفے کو آپ سے اس لیے لے لیا گیا کہ اس وقت بھی کیا مذہبی اور کیا غیر مذہبی تمام لوگ اس کی دیانت پر بھی شبہ کرتے تھے مگر وہ کیسا شخص تھا صبح وشام کی محنت ومشقت کی وجہ سے جب کسی نے پوچھا ''قائداعظم کیوں مرنے کا اتنا شوق ہے تجھے؟ کیوں اتنی محنت کررہے ہو؟'' تو اس نے کہا کہ صرف ایک مقصد کے لیے کہ جب میں اپنا کام پورا کرکے اللہ کے پاس جاؤں تو اللہ کہے Well done Mr. Jinnah صرف

Marfat.com

ایک بات کے لیے کہ جب میں یہ کام پورا کر کے اللہ کے حضور جاؤں تو اللہ مجھے صرف ایک چھوٹا سا Compliment دے دے کہ Well done Mr. Jinnah انگریزی وہاں بھی وہ بول رہا تھا، وہاں بھی انگریزی ہی بول رہا تھا۔ شاید تصورِ پروردگار میں بھی انگریزی بول رہا تھا، اس نے ایک دفعہ کہا، میری آرزو ہے کہ میں اللہ کے حضور جاؤں تو اللہ کہہ دے کہ ''اے محمد علیؒ تو مسلمان کی طرح جیا۔ تو نے مسلمان کی طرح خدمتِ اسلام کی اور مسلمان کی طرح مرا۔'' ایسے لیڈر کے وژن کے ہوتے ہوئے اور اس کلمے کے ہوتے ہوئے ہمیں مستقبل کی کیا فکر ہو سکتی ہے؟ آپ 1857ء کی جنگِ آزادی کے بعد کے حالات دیکھ لیجیے۔ اگر آپ سرسید کی رپورٹ پڑھ لو تو مسلمانوں کا حال اس وقت بھی برا تھا۔ مسلمانوں کو اس وقت بھی جاب نہیں ملتے تھے۔ تمام Menial کام بھی مسلمانوں کے تھے۔ تمام Insult ان کے ذمے تھی مگر ان میں سے کوئی نعرہ بڑا نعرہ نہیں بن سکا۔ مسلمانوں کو اکٹھا کرنے کے لیے معیشت نعرہ نہیں بن سکی، ذلت نعرہ نہیں بن سکی، توہینِ اشخاص نعرہ نہیں بن سکی، کوئی قومیت نعرہ نہیں بن سکی۔ اکٹھا کرنے کے لیے صرف ایک نعرہ کام آیا ''پاکستان کا مطلب کیا، لا الہ الا اللہ'' پھر بھی آج کچھ لوگ کہیں کہ پاکستان تصورِ خدا پر نہیں بنا تو احمقوں کا کیا علاج ہو سکتا ہے۔

خواتین و حضرات! اس بات کو یاد رکھنا ہوگا کہ پروردگارِ عالم نے قومِ یہود کو مخاطب کر کے کہا تھا ''تم پلٹ جاؤ گے تو میں پلٹ جاؤں گا۔ تم لوٹ آؤ گے تو میں لوٹ آؤں گا۔'' جب آپ نے ایک Commitment کی، ایک دعویٰ کیا۔ ایک نعرہ مارا کہ پاکستان کا مطلب کیا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ اور جب سے پاکستان بنا آپ اسی نعرے کے خلاف پلٹ گئے تو پھر حشر تو یہی ہونا تھا۔ اگر یہ وعدہ میرے ساتھ کیا ہوتا اور آپ نے وعدہ توڑ دیا ہوتا تو میں آپ کا کیا بگاڑ لیتا مگر جس کے ساتھ آپ نے یہ وعدہ کیا تھا، وہ بدلہ لینا جانتا ہے۔ آپ کو رسوائی اور ذلت دینا جانتا ہے۔ اس کا ایک نام مُنتَقِم بھی ہے۔ آپ اس سے جھوٹ بول کر آزاد نہیں رہ سکتے۔ آپ اس سے وعدہ خلافی کر کے بچ نہیں سکتے۔ وہ کیا کہتا ہے کہ میں کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا اور آپ نے بحیثیت قوم پروردگارِ عالم سے وعدہ خلافی کی ہے۔ اس کا انجام تو پھر اسی ذلت کی صورت میں ہو سکتا ہے۔ اب کیا ہو سکتا ہے؟ اب پھر اکٹھے ہو جاؤ، پھر ایک وعدہ کرو، پھر اسی کلمے

Marfat.com

کو دہراؤ، پھر وعدہ کرو کہ اے پروردگار! اس مرتبہ ہمیں پناہ دے، ہم سے غلطی ہو گئی۔ ہم تیری طرف پلٹ آئیں گے تو ہماری طرف پلٹ آنا۔ تو پروردگار تمہیں کہے گا "وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ" (آل عمران:139) کہ سستی نہ کرنا میرے بارے میں، غم نہ کرنا اپنی محنت اور ریاضت میں اور مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے، تم ہی غالب ہو اگر ایمان والے ہو۔ اگر آپ جنگ نہیں جیت رہے، اگر معاملات درست نہیں ہیں۔ اگر آپ غالب نہیں ہو تو کیوں نہیں پیچھے پلٹ کے دیکھتے کہ آپ ایمان والے نہیں ہو۔ میں آپ کو الزام دینے والا کون ہوتا ہوں۔ اصول تو دیکھو قانون تو اللہ نے دے دیا، پلٹ کے دیکھو کہ یہ محرومی کیوں ہے غلبے میں؟ یہ شکست اور پژمردگی کیوں ہے؟ یہ اداسیاں کیوں ہیں ہر بندے کے دل میں؟ اس لیے کہ آپ نے خدا سے کیا ہوا عہد توڑا ہے مگر ابھی بھی آپ دیکھو اللہ کی مہربانی کیا ہے۔ جہاں آگے دشمن کا معاملہ تھا۔ 1917ء میں اسرائیل کے لیے Balfour Declaration سائن ہوا۔ 1917ء میں Balfour Declaration میں ایک صیہونی ریاست کے قیام کی بہت بڑی بنیاد رکھی گئی۔ عین اس وقت جب شیطان مسلمان کے دل میں یہ تیر گاڑھ رہا تھا، اللہ کی طرف سے اس کا جواب یوں آیا کہ 1917ء میں Dyarchy کے ذریعے ہندوستان میں مسلم قوم جدا ہو رہی تھی۔ کبھی آپ نے اس بات پہ سوچا کہ پاکستان اپنے وجود کا محتاج اس لیے ہوا کہ اللہ نے ایک بہت بڑے فتنہ جو اس وقت جنم لے رہا تھا، 1917ء میں Balfour Declaration کے ذریعے جو تیر مسلمان کے دل میں گاڑا جا رہا تھا اور اسرائیل کی صورت میں ایک نیا ملک وجود پا رہا تھا۔ 1919ء میں انڈیا میں ہی Dyarchy کے ذریعے مسلم قوم کا تشخص جدا ہو رہا تھا۔ یہ معرکہ بڑی دور کا ہے۔ یہ پاکستان نہ مرنے کا نہ جانے کا پاکستان اللہ کی مرضی سے جب تک اپنے اس مخالف کو ختم نہیں کر لیتا، جانے کا نہیں ہے۔ میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں۔ البتہ شیطان نے ہر ممکنہ دباؤ اس ملک پہ ڈال دیا۔ اسرائیل کی تمام دنیا نے حمایت کی اس کو تمام دنیائے مغرب نے بہترین اسلحے سے نوازا۔ اس کو اس قابل کیا کہ مسلمانوں کے دل میں بڑی طاقت اور قوت سے بیٹھے۔ کبھی آپ نے خیال کیا کہ اس بھوکے ننگے ملک کو بھی خدا نے اس طاقت سے نواز دیا جن کے پاس روٹی کھانے کو نہیں، گیس نہیں۔ جن

Marfat.com

کے پاس کچھ بھی نہیں وہ اس وقت Stealth guided missile بنا کے بیٹھا ہوا ہے۔ جو انڈیا کے پاس نہیں ہے۔ جو اسرائیل کے پاس بھی نہیں ہے۔ آپ غور کرو کہ اللہ نے اس ملک کو ایسی عجیب و غریب طاقت سے نوازا ہے کہ اگر عالمِ اسلام میں آج بھی کسی کو خوف آتا ہے تو اس بھوکے ننگے پاکستان سے خوف آتا ہے۔ اقبال نے کہا تھا کہ ؎

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا

ابلیس اپنی طرف سے لوگوں کو ایک درس دے رہا ہے، اعلان کر رہا ہے کہ دیکھو مجھے کسی سے خوف نہیں آتا۔ یہ جو پاکستان میں نکما مسلمان بیٹھا ہے، بھوکا جس کو بجلی نہیں مل رہی، جس کو گیس نہیں مل رہی، روز گریبان پھاڑے ہوتا ہے، رات سسک رہا ہوتا ہے، نیند نہیں آ رہی ہوتی۔ تم ادھر جا کے سارے (تخریبی) کام کرو۔

وہ فاقہ کش کہ موت سے ڈرتا نہیں ذرا

روحِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کے بدن سے نکال دو

اس وجہ سے یہ سارے فتنے ہیں۔ یقین جانو یہ فتنوں کی سرزمین نہیں ہے۔ یہ بہت بڑی برکت کی زمین ہے۔ یہ اللہ کے بندوں کی زمین ہے۔ یہ آپ لوگوں کی زمین ہے اور ان لوگوں کی زمین ہے کہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حضور اصحاب بیٹھے تھے تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ اصحاب نے عرض کی، یا رسول اللہؐ ہم سے کوئی خطا ہوئی؟ ہم سے فروگزاشت ہوئی کہ آپ کی چشمِ مبارک سے آنسو ڈھلکے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا، نہیں میں تو ان لوگوں کا سوچ کر رو پڑا ہوں کہ جو میرے بہت دیر کے بعد آئیں گے۔ جنہوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں ہوگا، جنہوں نے مجھے سنا بھی نہیں ہوگا جن تک صرف میرا پیغام پہنچے گا اور وہ تمہاری طرح ہی مجھ پر ایمان لائیں گے۔

خواتین و حضرات! پاکستان کا نصیب برا نہیں مگر کچھ بندوں نے ہمیں یرغمال بنایا ہوا ہے۔ ہم ان کی چکنی چپڑی باتوں کے اسیر ہیں، ہمیں یہ اسٹائل ختم کرنا پڑے گا۔ سیاست کا یہ انداز ہمیں ختم کرنا پڑے گا۔ آپ کو سوچنا پڑے گا، ہمیں معیار رکھنا پڑے گا کہ گلی کوچے شہر کے لیے اس قسم کے نام نہاد معزز لوگوں اور برادریوں کو ووٹ دینے کے بجائے کسی خدمت گزار

Marfat.com

ایماندار آدمی کو ووٹ دیں۔ ایسے لوگ ہمیں ڈھونڈنا پڑیں گے۔ یہ نہ ہو کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرح کہ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا "وہ زمانہ آنے والا ہے کہ لوگ کہیں گے، فلاں جگہ ایک شہر ہے۔ اس شہر میں ایک گلی ہے، اس گلی میں ایک مکان ہے۔ اس مکان کی چھت پہ ایک ایماندار آدمی رہتا ہے۔" ایسا نہ ہو کہ ملتِ اسلامیہ کا بحران اس درجہ خراب ہو جائے کہ ہمیں اپنے شہروں میں کسی گلی کوچے میں ایک ایک ایماندار آدمی ڈھونڈنا پڑے۔ We have to return اور انشاء اللہ تعالیٰ When we will return God wil return. اور بہت جلد کچھ ہی دنوں میں ایک دو چار سالوں میں آپ کو کم از کم ایک ایسی قیادت ضرور ملے گی جو اپنا کام آپ کے لیے کرے گی۔ فی الحال یہ ساری قیادت اپنے لیے کام کر رہی ہے، یہ مشنریز ہیں۔ امید ہے کہ انشاء اللہ یہ مشنریز کا ٹولہ ہمارے سر سے جائے گا تو ایسا کوئی بندہ ضرور آئے گا کہ وہ آپ کے لیے کام کرے گا۔ آپ کو شاید یاد بھی نہ رہے کہ ملک میں کبھی بجلی کا بھی بحران تھا۔ کبھی گیس کی بھی قلت تھی، کبھی زندگی بھی اجیرن تھی مگر پھر بھی آپ کو Warn کرتا ہوں کہ میں اللہ سے اس بات سے ڈرتا ہوں کہ جب امارات ہو جائے، آسانی ہو جائے تو اللہ کا دوسرا قانون لاگو ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ "وَكَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَرْيَةٍ بَطِرَتْ مَعِيْشَتَهَا" (القصص: 58) "ہم کسی قوم کو اس وقت تک برباد نہیں کرتے جب تک اپنی معیشت پر نہیں اِترا رہی ہوتی۔"

وما علینا الا البلاغ

---

Marfat.com

# سوال و جواب

س: پروفیسر صاحب آپ نے یہ جو نوید سنائی کہ پاکستان آئندہ دس بارہ سال میں دنیا کے پندرہ بڑے ملکوں میں سے ہوگا تو میرا سوال صرف اتنا ہے کہ یہ آپ کا وجدان ہے یا کہ Practically کچھ اس کے ایسے اشارے آپ دیکھ رہے ہیں؟

ج: This is both actully میں تھوڑا سا آپ کے سوال کی وضاحت میں جاؤں کہ انسان کی عقل تین نہیں چار حصوں میں تقسیم ہوتی ہے۔ Normally جب ہم عقل کو تقسیم کرتے ہیں تو کہتے ہیں The First part is common with animal and man and we call it generally intelligence. پھر جب یہ Intelligence ترقی کرتی ہے، تعلیم پاتی ہے، علم سے روشن ہوتی ہے تو ہم اسے کہتے ہیں یہ عقل ہے Intellect ہے۔ اس سے آگے جب یہ عقل کسی خاص نکتے پہ ارتکاز کرتی ہے تو ہم اسے وجدان کہتے ہیں مگر وجدان جب خدا کی روشنی میں Progress کرتا ہے تو الہام ہو جاتا ہے۔ یہ ذہن کی چوتھی ڈگری ہوتی تو عقل کی Refinement ہی ہے مگر سوائے خدا کے ریفرنس سے کبھی جلا اور روشنی نہیں پاتی تو میرا خیال نہیں ہے کہ میں کوئی کسی قسم کے دعویٰ کا مجاز ہوں But what I know about Pakistan and what I know about the life of people in Pakistan. لوگ اب اس لمحے پہ آ گئے ہیں کہ جب کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ مہدی کب آئیں گے؟ تو آپؓ نے جواب دیا کہ جب تمہاری حالت ایسی ہو جائے گی جیسے نوعروس دلہن شبِ اول کو اپنے خاوند کا انتظار کر رہی ہوتی ہے اور اپنے دل میں بے شمار وسوسے لیے بیٹھی ہوتی ہے کہ آنے والا پتہ نہیں کیسا نکلے گا؟ کیسا ہوگا؟ میں دیکھ رہا ہوں کہ امتِ مسلمہ بالخصوص پاکستان اب انہی وساوس کا شکار ہے کہ آگے کیا ہوگا؟ اب کیا ہوگا؟ اب زندگی کا کونسا بحران سامنے آئے گا؟

Marfat.com

جب آپ کی حالت ایسی منتظری ہوگئی ہے اور ایسے بحران میں چلی گئی ہے تو آپ کا اخلاص، آپ کی آرزو اور دعا میں شامل ہو گیا ہے تو یقیناً وہ دعا سنی جائے گی And Change will certainly come.

س: پروفیسر صاحب سود کے معاملے میں تھوڑی سی روشنی ڈال دیں۔

ج: جس معاملے کی نشاندہی جناب قبلہ مولانا صاحب نے بڑی خوبصورتی سے کی ہے اس کے حوالے سے مسئلہ یہ ہے کہ مسلم دنیا میں جتنی بھی کوشش سودی نظام کو ختم کرنے کی ہوتی ہے وہ عذرِ گناہ بدتر از گناہ ہے اور سودی نظام میں مختلف ایسے نظام ڈالے جا رہے ہیں جن کو بظاہر غیر سودی قرار دے کر مسلمانوں کو اس کی طرف مائل کیا جا رہا ہے۔ میں آپ سے Generally سوال پوچھتا ہوں کہ اگر سود اتنا بڑا گناہ تھا، اتنا بڑا المیہ تھا تو پھر اللہ نے باقی جتنے نظام ہائے حیات کو Explain کیا تو سودی نظام کو کیوں نہیں Explain کیا؟ دراصل بات یہ ہے کہ اللہ کے نزدیک سودی نظام کا خاتمہ اتنا آسان ہے کہ اس نے ایک چھوٹی سی اصولی آیت میں پورے کے پورے سودی نظام کو باطل قرار دیا ہے اور بڑے ہی احسن طریقے سے اللہ نے وہ طریقہ بتایا ہے کہ جس طریقے سے تم سودی نظام کو ختم کر سکتے ہو۔ اب اتفاق دیکھیے جو آیت ابھی مولوی صاحب نے پڑھی ہے یہ حجتہ الوداع سے صرف تین دن پہلے آئی اور حجتہ الوداع کے دن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ آج کے دن میں تمام سود کو باطل قرار دیتا ہوں اور سب سے پہلے اپنے چچا عباس ابن عبدالمطلب کا سود معاف کرتا ہوں۔ خواتین و حضرات! ایک Question جو سامنے آتا ہے کہ کیا عباس ابن عبدالمطلب اس وقت تک حجتہ الوداع والے دن تک سود لے رہے تھے، دے رہے تھے؟ جواب ہوگا، ہاں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو حجتہ الوداع کے دن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عباس ابن عبدالمطلب کے سود کو معاف نہ کرتے۔ پھر کیا وجہ ہوئی کہ رسول اکرمؐ نے ان تین آیات کے باوجود جو سود کے بارے میں اتری ہیں، پہلے حکم کیوں صادر نہیں فرمایا؟ بات یہ ہے کہ اسلام کے تمام Institutions حجتہ الوداع والے دن تک Basically پورے ہو چکے تھے۔ اسلام کی عادت نہیں ہے بلکہ اللہ کی یہ عادت نہیں ہے کہ جب تک ایک متبادل پورا پورا اپنی طرف سے نظام نہیں دے لیتا پہلے نظام کو مطلق Cancel

Marfat.com

نہیں کرتا۔ چونکہ حجتہ الوداع والے دن تک ایک نظام پورا نہیں ہوا تھا، وہ نظام بڑا سادہ اور خوبصورت تھا اور خواتین و حضرات! ابھی میں اس کی وضاحت کروں گا کہ قرآن حکیم میں سودی نظام ختم کرنے کے لیے صرف چار لفظوں کی ایک آیت ہے کہ "یَمۡحَقُ اللّٰہُ الرِّبٰوا وَ یُرۡبِی الصَّدَقٰتِ" (البقرہ:276) اللہ سود کو گھٹاتا ہے اور صدقات بڑھاتا ہے۔ جس مملکت میں اور جن مسلمانوں کے پاس صدقات کا نظام نہیں ہے، وہ ہمیشہ سودی نظام کا شکار ہوتے رہیں گے اور صدقات کے نظام اسٹیبلشمنٹ گورنمنٹ کے ذمے ہوتی ہے General public کے ذمہ نہیں ہوتی۔ آپ غور کیجیے کہ کیسے سود کا نظام ختم ہوتا ہے، یہ نہیں ہے کہ صدقات کا نظام شروع کرتے ہی آپ کا سودی نظام ختم ہو جائے گا نہ خدا جلدی کرتا ہے نہ آپ کو وہ جلدی کی عادت ڈالتا ہے۔ یہ نظام اگر آپ ایک ارب روپے میں ذرا غور کیجیے میں مختصراً میں آپ کو بتا رہا ہوں اور چیمبر کے لوگ یہاں موجود ہیں۔ اگر وہ چاہیں تو اپنے طریقے سے یہ نظام شروع کر سکتے ہیں۔ اگر ایک ارب روپے میں آپ صدقات کا ایک بینک قائم کرتے ہیں اور سب سے پہلے صرف دس ہزار کے قرضے دینے کا یا امداد دینے کا وعدہ کرتے ہیں۔ وہ دس ہزار لوگ جوان قرضوں کو لیں گے، اگر وہ ان میں ایک بھی پیسہ نہ لوٹائیں تو پھر بھی صدقات کے نظام کو نقصان نہیں پہنچتا مگر فرض کرو ان میں سے Twenty percent لوگ وہ پیسے لوٹا دیتے ہیں تو اگلے برس پھر ایک ارب روپیہ آئے گا اور اس مرتبہ آپ کے پاس ایک ارب 20 کروڑ روپے ہوں گے۔ دس سال کے بعد آپ کے پاس دس بیس ارب روپے آ چکے ہوں گے۔ اب آپ کے صدقات کے قرضوں کا معیار بھی بہت بلند ہو چکا ہوگا اور کسی بڑی سے بڑی فیکٹری نے بھی قرضہ لینا ہو تو اس کی شرائط کا تعین کر کے اور اس کے نفع میں شریک ہو کے اس کو قرضہ جات دیئے جا سکتے ہیں۔ صدقات کو تین طرح سے ڈیل کیا جا سکتا ہے۔ پہلے نمبر پہ امانت: کہ صدقات بینک لوگوں کے عطیات امانت کی طرح سے رکھے گا۔ تجارہ: لوگوں کی مرضی سے تجارت کرے گا اور صدقہ: اس میں سے اپنے اخراجات نکال کے باقی تمام پیسہ لوگوں کے لیے صدقہ کرے گا اور اس نظام کے ہوتے ہوئے اس ملک میں دو کروڑ چار کروڑ دس کروڑ روپے قرضہ لینے والے کو بھی کسی بینک کی طرف جانے کی کوئی ضرورت نہیں پڑے گی مگر سب سے بڑی ضرورت یہ ہے کہ

Marfat.com

صدقات کا یہ نظام ایک مضبوط گورنمنٹ کے سائے میں چلے مگر پاکستان جیسے ملک میں جہاں چیرٹی کا بھی کوئی بینک بغیر سود کے قائم نہیں ہوسکتا، آپ کیسے صدقات کا یہ نظام قائم کریں گے؟ اس میں میرے کئی آرٹیکل اور تھیسز موجود ہیں۔ Anybody who is interested، میں نے ابھی تو مولوی صاحب کے لیے مختصراً بتایا البتہ Anybody who is interested اتنا آسان ہے، سود ختم کرنا اتنا آسان ہے سود ختم کرنا کہ آپ حیران رہ جائیں گے۔ دس سال کے عرصے میں سود کا نام ونشان تک ختم ہوسکتا ہے۔ جب ایک شخص کو بلا سود قرضہ مل رہا ہے اور اسی طرح کے Asset کے جمع کرنے پر مل رہا ہے اور اس کو صرف اتنا کہا جاتا ہے کہ یہ غربا کا مال ہے جو تجھے قرضے میں دیا جائے گا۔ اگر تو نفع کمائے تو تو بھی اس میں حصہ ڈالنا تو صدقات بینک کی ہر طرف سے انشاء اللہ تعالیٰ العزیز کمی بھی پوری ہوگی اور سب سے عجیب وغریب خوبی صدقات بینک کی یہ ہے کہ اگر اس کی ایک ایک کوڑی بھی خرچ ہو جائے تو اس کا پیچھے سے آنے والا Flow قائم رہتا ہے۔ یہ اس قوم کا بینک ہے کہ جس قوم کے بارے میں یہ ایورتیج مشہور ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ خیرات کرنے والی قوم پاکستان کی ہے۔

**وما علینا الا البلاغ**

---

Marfat.com

Marfat.com

# مذہب رستہ یا منزل

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

رَّبِّ اَدْخِلْنِیْ

مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ

مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ

مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا

نَّصِیْرًا O

(سورۃ الاسراء، آیت نمبر:80)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ

عَمَّا یَصِفُوْنَ O

وَسَلَامٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ O

وَالْحَمْدُ

لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O

(سورۃ الصّٰفّٰت، آیت نمبر:180-182)

Marfat.com

Marfat.com

خواتین و حضرات! جو موضوع درپیش ہے کہ مذہب رستہ ہے یا منزل تو مجھے اقبال کا شعر یاد آ گیا ؎

کبھی چھوڑی ہوئی منزل بھی یاد آتی ہے راہی کو
خلش سی ہے جو سینے میں غمِ منزل نہ بن جائے

مگر کیا عجیب سی بات ہے کہ بہت عرصہ پہلے سے مذہب اپنے رسم و رواج بھول گیا اور حیرانی کی بات آپ کو بتاؤں کہ انسان آج سے مذہبی نہیں ہے یا پندرہ سو برس پہلے سے مذہبی نہیں ہے یا تین ہزار قبل مسیح سے پہلے کا مذہبی نہیں ہے۔ حیرانی کی بات ہے کہ بابائے عمرانیات پروفیسر ڈاکٹر اسمتھ کہتے ہیں کہ Homosapien is homoreligious جب سے انسان نے سوچنا سیکھا ہے، وہ مذہبی ہے۔ حیرانی کی بات ہے کہ کہا جاتا ہے اور یہ میں نہیں کہہ رہا بلکہ علومِ عمرانیات کا سب سے بڑا ماہر اپنی بیس پچیس سالہ زندگی کی ریسرچ کے بعد کہہ رہا ہے اور جس پر تمام عمرانیات کے ماہرین کا اتفاق ہے Homosapien is homo religious دیکھیے۔ Homo Sapien کہتے ہیں، سوچتے ہوئے انسان کو کہ جب سے انسان نے سوچنا شروع کیا ہے وہ مذہبی ہے، وہ خداشناس ہے۔ حیرانی کی بات ہے کہ جس انسان کی ابتدا جو ہے ایک ناقابلِ بیان شے کی حیثیت سے ہوئی ہے اور جس کے بھتیجے اور بھانجے اب بھی کبھی کبھی مداری کے ہاتھ میں بازاروں میں نظر آ جاتے ہیں۔ کبھی چمپینزی، کبھی بندر کبھی یہ کبھی وہ۔ ہمارا اور ان کا برین کیوبک سینٹی میٹر کا فرق ہی بے شمار ہے ان کا کوئی 700 کیوبک سینٹی میٹر اور ادھر بچے کا بھی 2000 کیوبک سینٹی میٹر ہے مگر باوجود Capacity رکھتے ہوئے اتنی بڑی ذہنی Capacity رکھتے ہوئے آٹھ یا دس کروڑ برین سیلز رکھتے ہوئے کیا ہم میں سے ہر بچہ اٹھتے ہی کلمہ پڑھنا شروع کر دیتا ہے؟ اور اگر ایسا کوئی کرے گا تو ہم اسے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام کہیں گے، ہم اسے معجزہ کہیں گے۔ حیرانی کی بات ہوگی معمول نہیں ہوگا۔ بچے بڑھتے ہیں، بولنا سیکھتے ہیں، تعلیم حاصل کرتے ہیں مگر یہ کیسا

Marfat.com

انسان تھا جس کے بارے اینتھر و پالوجسٹ کہتا ہے کہ جب اس کے تعقل نے آنکھ کھولی، جب اس کا شعور آیا، جب اس نے سوچنا شروع کیا تو پہلا پہلا انسان Homo Religious تھا Homo Sapien is always homo religiou. پہلا سوچتا ہوا انسان ہی خدا شناس تھا۔ اگر آج بھی آپ بیس ہزار بلین پرانے وہ مقابر دیکھیں، کہیں پہ فوسل نظر آتے ہیں۔ پرانی نعشیں دیکھیں صدیوں پہلے کوئی عراق میں ملی، کوئی چائنا میں ملی تو سب سے عجیب وغریب بات یہ تھی کہ ان جنگلی وحشی بے ادب بے سلیقہ بے قرینہ مخلوق میں آپ ایک چیز Common پاتے ہیں، کھڑا دعا مانگ رہا ہے، قبروں پہ پھول پڑے ہوئے ہیں، دعائیہ کلمات درج ہیں۔ کس لیے اور کیوں؟ آخر کیسے انسان کو یہ شعور Develop ہو جاتا ہے۔ میں نے انگلینڈ میں یہ سوال ایک اینتھر و پالوجسٹ پروفیسر ای این ایڈگر سے کیا۔ میں نے کہا Can you give me one reason? just one reason کیونکہ ابتدائی انسان جس کو کھانے پینے کا مسئلہ پڑا ہوا تھا۔ جس کا Survival جس کی بقا خطرے میں تھی جس کی زندگی خطرے میں تھی، جس کی اولاد خطرے میں تھی اس کی Protection کا کوئی بندوبست نہ تھا، اتنے بڑے مسائل کے ہوتے ہوئے بھی یہ مذہبی کیسے ہو گیا؟ تو کہتا ہے What do you mean? I don't know تو میں نے کہا کہ تم نے کبھی ایک عنصر اس میں شامل کیا ہے؟ کسی Alien interference کا؟ کسی غیر معمولی غیر زمینی Interference کو تم نے کبھی ذہن میں رکھا ہے؟ کہ ہو سکتا ہے یہ پہلا انسان جو کسی نے پیدا کیا ہو، اس کا پہلا سبق ہی خدا ہو۔ ہمارے ہاں ویسے بھی ایک روایت مشہور ہے، میں آپ کو Coordinate کر کے تھوڑی سی بات بتاؤں بڑی پرانی بات ہے مگر پھر بھی کہیں نہ کہیں کوئی صداقت نکل آتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ جب آدم ہوش میں آئے، زمین پہ لائے گئے تو بے ہوش تھے۔ جب ہوش میں آئے تو چھینک آئی اور انہوں نے الحمد للہ کہا تو ملائکہ نے جواب میں کہا یرحمک اللہ۔ بظاہر یہ داستان ہے، کوئی کنفرم نہیں ہے۔ اس کے پیچھے کوئی سند نہیں ہے۔ ایک روایت ہے، ایک مفروضہ ہے مگر سچی بات یہ ہے کہ سائنسز قریباً قریباً اس مفروضے کی تائید کرتی ہیں اور پھر دوسری طرف سے دیکھ لیتے ہیں۔ ایک صوفی نے کہا ''ابن عربیؒ کا نام سنا ہو گا۔ محی الدین ابن عربیؒ کا۔ اس نے کہا کہ انسان کو بنا کے اللہ چالیس ہزار سال اس کو دیکھتا رہا،

Marfat.com

پھر ناگہاں اس پر تجلی فرمائی۔ یہ سوچتا ہوا انسان بنا اس کے جسم کو دیکھتا رہا، اس کے Body factors کو پھر ناگہاں اس پر تجلی فرمائی Will Durant نے لکھا ہے کہ Mostprobably the man laid still. یہ کہیں بے ہوش پڑا تھا، سکتہ کے عالم میں پھر ناگہاں ایک Electric Charge آیا۔ پتہ نہیں کہاں سے آیا۔ سائنسدان کو پتہ تو نہیں ہوتا ناگہاں ایک Electric Charge آیا، کائناتِ بالا سے وہ ذہنِ انسان پہ گرا اور اس کے ذہن کی مقدار بڑھ گئی اور وہی انسان جو پہلے Homo habilis تھا اور Homo erectus تھا جس کی مقدارِ ذہن کم تھی، اچانک 2000 سی سی کا انسان بن گیا اور جونہی سوچنا شروع کیا الحمدللہ کہہ بیٹھا مگر اس میں تھوڑا سا ایک فرق اور بھی Corner سے آتا ہے۔ خواتین و حضرات! تہذیب کی عمر جو ہے Last Ice age کے بعد شروع ہوئی ہے۔ اس سے پہلے ایسا کوئی امکان نہیں تھا۔ تہذیبی انسان نہیں تھا، بڑی شکلوں میں بدلا۔ پرائمیٹس سے گیا، پھر آگے بڑی عجیب و غریب شکلیں اب آپ اگر اس انسان کی شکلیں دیکھ لیں جس کو نسلِ انسان کا جدِامجد کہا جاتا ہے تو مجھے یقین ہے کہ آپ تمام جن اور شیطان کو بھول جائیں گے۔ ایسے عجیب و غریب کھوپڑیوں والے انسان بھی پیدا ہوئے cromagnon پیدا ہوئے۔ انڈوں کی شکل والے کسی کی کبوتر کی سی شکل ہے۔ اب اگر خواب میں آجائیں اور کہیں تو یہ انسان مسخ شدہ انسانوں میں اب بھی Repeat ہوتا ہے۔ عجیب و غریب شکلوں میں اور وہ پرانا انسان ڈویلپ ہوتا ہوا ایک ایسی ڈگری تک آیا جس کے ہم مشابہ ہیں۔ کہتے ہیں کہ Earliest مشابہت اگر کسی انسانی مخلوق میں پائی جاتی ہے تو پرائمیٹس میں پائی جاتی ہے۔ ہم پرائمیٹس سے ڈویلپ شدہ انسان ہیں اور جب ہم اس انسان کو اور آج کے انسان کو دیکھتے ہیں تو ہمیں زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے۔ Today's man is not like the old man. اور اگر ہم اپنے آباؤ اجداد کا سراغ رکھتے اور ان کو دیکھتے جیسے سائنسز ابھی بتا رہی ہیں جیسے تحقیقات ہمیں بتا رہی ہیں تو یقین جانیے کہ ہمیں اپنے آپ سے کافی شرمندگی ہوتی کہ This were we and we were this? تو آخری Ice-age کے بعد ہمیں ایک مکمل انسان نظر آتا ہے، ایک مکمل انسان تو بستیاں بنا رہا ہے اور اپنے بچوں کی حفاظت کر رہا ہے۔ گھر آباد کر رہا ہے جس کے کچھ Rules ہیں Conducts ہیں، اصول ہیں۔ آخر ہوا کیا ہوگا؟ اگر

Marfat.com

آپ مذہب کو اور سائنسی روایات کو جمع کر لیں تو حیران کن حد تک ایک ہی مطلب نکلتا ہے کہ وہ صاحبِ کائنات Super Scientist obviously جس نے ایک بستی بنائی، تجربات کا آغاز کیا، ایک دن میں ساری تخلیق نہیں کی۔ بہت سارے لوگ ایک آیتِ قرآن کو تھوڑا سا غلط سمجھ لیتے ہیں "وَاِذَا قَضٰی اَمۡرًا فَاِنَّمَا یَقُوۡلُ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ" (البقرہ: 117) جب ہم نے کسی عمل کا ارادہ کر لیا تو ہم نے کہا، ہو جا اور یہ "ہو جا" کوئی پلک جھپکنے کی بات نہیں۔ اس سے پیشتر کہ وہ کائنات بناتا، اس سے پیشتر کہ وہ انسان بناتا، اس نے فیصلہ کیا ایک بستی بناؤں گا۔ اس میں ایک نئی مخلوق کو بناؤں گا اور ہم نے زمین سے اُگایا انسان کو جیسے باقی نباتات کو اُگاتے ہیں "اَنۡبَتَہٗ" جیسے باقی نباتات کو اُگایا۔ اس نے ایک بہت بڑی Space Creat کی۔ آسمانوں اور زمینوں کو کاٹا، زمین کو Life belt بنایا۔ سورج چاند اس کے مطابق لگائے۔ پھر یہ فیصلہ کیا کہ جو مخلوق میں بھیجنا چاہتا ہوں زمین پر وہ کتنی ہوگی، اس کے ذریعے کیا ہوں گے۔ اس کے Sources کیا ہوں گے، کھائے گا کہاں سے؟ آپ اللہ کا احسان نہیں سمجھتے ہو کہ وہ ہر روز نت نئے طریقے سے جلوہ گر ہوتا ہے۔ وہ تو پہلے سے بہت بڑا پلانر ہے۔ بہت بڑا! اس نے کہا کہ میں نے زمین اور زندگی کو پیدا کرنے سے 50 ہزار سال پہلے تمہارے مقدرات لکھ دیئے تھے مگر خواتین و حضرات! کیوں لکھ دیئے تھے؟ اس لیے کہ کوئی بڑا کام بغیر Planning نہیں ہوتا۔ آپ کی بھی تو Five years, three years Planning آخر عقل سے ہی آتی ہے۔ عقل کی تخلیق تو اللہ کی خصوصیت ہے۔ اللہ نے جب عقل کو تخلیق کیا تو کہا، مجھے چل کے دکھا۔ اس نے انداز دکھائے۔ اس نے اسٹائل دکھایا، بڑی خوبصورت تخلیق کی۔ فرمایا جو تیرے ذریعے سے مانگے گا، اسے دوں گا۔ جو تیرے بغیر مانگے گا، اسے نہیں دوں گا۔ تو میری حسین ترین تخلیق ہے۔ جو تجھے چاہے گا وہ مجھے چاہے گا۔ میں نے تمام رتباتِ علم وفکر تیرے توسط سے کر دیئے ہیں۔ جب عقل تخلیق کی تو اللہ نے کہا کہ میں نے کیا خوبصورت شے پیدا کی ہے۔ ظاہر ہے اگر عقل کی تخلیق اللہ نے کی تو Processing بھی تو اسی کی ہے۔ طریقۂ کارِ عقل بھی تو اسی کی ہے۔ یہ کوئی انگریز کی ایجاد نہیں یا پرانے یونانیوں کا تفکر نہیں یا رومن سائنٹسٹ کا نہیں ہے یا Alexandria کے کسی Plotinus کا نہیں ہے۔ عقل اللہ ہی کی تخلیق ہے اور اس کے مظاہرات ضرور انسانوں کو بخشے

Marfat.com

گئے، ان کو توفیق دی گئی۔ تخلیق کا تو ارد بخشا گیا تو خداوند کریم نے فرمایا "وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا" زمین پر ایسا کوئی ذی حیات نہیں ہے جس کا رزق میرے اوپر نہیں ہے "وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا" Details بھی طے ہیں، کہاں جائے گا، کہاں سے کھائے گا، کہاں رکے گا، کہاں ٹھہرے گا۔ ایک آدھ کی خوراک بھی اس نے پہلے سے Determine کر رکھی ہے۔ "كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ" (ہود:6) سارا ایک ماسٹر پلان میں درج ہے جسے آپ لوحِ محفوظ کہتے ہو۔ سارے کا سارا ماسٹر پلان میں درج تھا۔ سارے اس ماسٹر پلان کے نیچے آ گئے اور پھر انسان کو ٹاسک کیا دیا اس نے؟ کیوں بسائی یہ بستی؟ میں اگر اللہ کو تخلیق کرتا تو میں اسے ٹاسک دیتا مگر افسوس کہ میں نے نہیں کیا، اللہ نے مجھے تخلیق کیا ہے۔ اگر اللہ نے مجھے تخلیق کیا تو اس نے مجھے ایک ٹاسک دیا، ایک کام دیا کہ مجھے پہچانو۔ مجھ سے محبت اور اُنس رکھو۔ میں ہی تمہارا Benefactor ہوں۔ میں ہی تمہیں اول و آخر سانس دیتا ہوں۔ میں ہی تمہارے رزق اور زندگی کا بندوبست کرتا ہوں۔ میں ہی تمہیں بچے دیتا ہوں، میں ہی تمہیں جاہ و منصب سے آشنا کرتا ہوں۔ میں ہی تمہیں سعادتیں بخشتا ہوں۔ میں ہر معاملے میں اول و آخر سانس میں تمہارے ساتھ ہوں، مجھے نہ بھولنا Priorities سیدھی رکھنا۔ And you have to come back to me. "فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ (17) وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ" (الروم: 18) مجھے یاد رکھنا "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" (آلِ عمران:92) یہ بھی یاد رکھنا کہ تم میری برأت نہیں پا سکو گے، تم آزادی نہیں پا سکو گے، تم کوئی کردار نہیں پا سکے۔ یہ تجاہلِ عارفانہ نہیں ہے، نہ ہی نہ تغافلِ شاعرانہ ہے۔ یہ یاد رکھنا کہ جو کام میں نے تمہیں دیا ہے، وہ پورا کر کے نکلنا۔ بہانے نہیں چلیں گے۔ اس دن کوئی بہانہ نہیں چلے گا جس دن میں تم سے پوچھوں گا کہ اے بندگانِ خدا میں نے تم سے بہت انس رکھا، بہت پیار کیا۔ تمہارے لیے تڑپا کیا، تمہاری حسرت کی جب میں آسمان سے نیچے اس کائناتی مخلوق کو بگڑتے ہوئے دیکھتا تھا جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ اے شیطان تو اس کے خلاف کھڑا ہے جسے میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا ہے۔ کتنے پیار سے بنایا ہوگا، کتنا انس رکھا ہوگا اور خواتین و حضرات! اگر آپ قبر کے دہانے پہنچو اور ایک شخص سوال کرے

Marfat.com

کہ تمہارا رب کون تھا؟ یہ سوال اتنا Common، ہر ایک سے پوچھو، ڈاکٹر Ph.D ہے تو بھی پوچھو، اسپیشلسٹ ڈاکٹر F.R.C سے بھی پوچھو اور بیچارے ریڑھی والے سے بھی پوچھو، ہے نا زیادتی؟ بھئی ادھر تو ڈگریاں ہوں گی، کوئی دانشوری ہوگی، کوئی علم و عقل کی باتیں ہوں گی، ادھر پوچھ لینا تو جائز تھا۔ اس بیچارے مزدور سے کیا پوچھو گے۔ اس غریب سے کیا پوچھو گے جس کی سرے سے تعلیم ہی نہیں ہے۔ بے انصافی کی بات ہے یا پھر کچھ اور بات ہوگی اور بات وہ ہے جو Hawking نے اپنی کتاب کے آغاز میں کہی Great design کے آغاز میں کہی۔ اس نے کہا، کائنات بہت بڑی ہے۔ اتنی بڑی ہے کہ ایک Single individual اس کائنات کو کسی صورت بھی پورا نہیں دیکھ سکتا۔ ایک Single Individual کسی قیمت پر اس کائنات کے اسرار نہیں سمجھ سکتا۔ یہ اقطار السماوات سے نہیں نکل سکتا۔ "اِلَّا بِسُلْطَانٍ" (الرحمن: 33) کیوں نہیں نکل سکتا؟ کیونکہ یہ Million or trillion years پر محیط کائنات ہے اور آپ کی عمر کتنی ہے؟ سوچنے کے برابر نہیں ہے۔ اتنی بھی نہیں ہے کہ ہم کسی بھی ڈیزائن میں اور کسی رنگِ کائنات میں اپنے آپ کو شریک پا سکیں، پھر کیا مصیبت ہے، کیوں پیدا کیا؟ یہ آثار و علامات کیوں پیدا کیے؟ یہ Multi Colors شامیانے کیوں تخلیق کیے؟ ہمیں بتاؤ تو سہی یہ آسمان کس رنگ میں، ہم اسے جانیں گے؟ کیسے سمجھیں گے؟ ایک چھوٹی سی معمولی سی دنیا کہ اگر تمام ریگزاروں کے ذرّات اکٹھے کر لیے جائیں اور ایک ذرّہ اٹھایا جائے تو آپ کی دنیا ہے۔ عجیب اختصار ہے۔ غمِ عمرِ مختصر بھی ہے اور اتنی معمولی حیثیت کا انسان ہے۔ آخر پروردگار نے کیوں کیا ایسے؟ Hawking ٹھیک کہتا ہے کہ Single آدمی کبھی بھی امید نہیں کر سکتا، توقع ہی نہیں رکھ سکتا کہ اس محیط بالائے کائنات کو اپنے سر پر اٹھائے۔ پھر کوئی اور مقصد ہوگا۔ ایک ایسا مقصد جس کے لیے ہماری عمر پوری ہوگی جی ہاں! کوئی ایسا مقصد ضرور ہوگا تخلیقِ انسان کا عمرِ انسان کا زندگیِ انسان کا جس کے سارے کام پورے ہوں گے۔ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا، ساٹھ برس کی عمر جس کو مل گئی، اس کا کام پورا ہوگا۔ تعلیم و تربیت پوری ہوگی، سیکھنے کے مراحل پورے ہوں گے۔ اس نے وہ بات جان لی جس بات کے جاننے کے لیے اس کائنات میں وہ وارد ہوا۔

خواتین و حضرات! یہ وہ سوال ہے جس کے لیے ہمیں عمر دی گئی، زندگی دی گئی، پہچان

Marfat.com

دی گئی، خدا دیا گیا۔ قبر کے کنارے پوچھا گیا "مَنْ رَّبُّكَ؟" (مسلم) کون تھا تمہارا رب؟ کیسے جانا اسے؟ کھا پی لیا، زندگی گزار آئے۔ محلات میں سے گزر آئے۔ غربت کے گھروندوں سے آئے جہاں سے بھی آئے کسی پیٹرن سے بھی آئے، اتنی عمر ہم نے تمہیں دی تھی کہ اس سوال کا حل جان سکتے کہ "من ربک؟" کون تھا تمہارا رب؟ تمام مذہب داستانِ فراق ہے۔ سچ پوچھو تو داستانِ ہجر ہے۔ جدائی کی داستان ہے۔ کس حسن میں تھا آدم؟ کس رنگ میں تھے؟ کیا وقت تھا Darling of God۔ خلائق میں محبوب ترین، ذرّہ ذرّہ مسجودِ آدم "وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ" (البقرہ: 34) صرف نامراد صرف مایوس ہی نے آدم کے سامنے نہیں سجدہ کیا، صرف مایوس و نامراد نے اور جھوٹ والے نے آدم کو سجدہ نہیں کیا۔ آدم Test پاس کر کے آئے تھے۔ آدمؑ نے علیت اور عقل کا Test پاس کیا تھا۔ "وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ" (البقرہ: 31) اس سچائی کا امتحان آدم پاس کر کے آئے تھے۔ مسجودِ ملائک اس لیے تھا، علم کی بنیاد پر عقل کی بنیاد پر۔ کس بیچارگی پہ دنیا میں ہم بیٹھے ہیں، کہاں وہ وقت کہ ہم سمیع بھی تھے، بصیر بھی تھے، علیم بھی تھے اور قدیر بھی تھے اور یہاں ہم سے قدرت چھین لی گئی۔

ناحق ہم مجبوروں پہ یہ تہمت ہے مختاری کی
چاہے ہیں سو آپ کریں ہیں ہم کو عبث بدنام کیا

یہاں ہر انسان جبر و اکراہ کا قیدی ہے۔ ہر انسان اپنے آپ کو کہیں نہ کہیں مجبور پاتا ہے۔ بڑے سے بڑے قد آور فراعین، نمرود، ہامان اور شداد ایک معمولی سی بات پہ رسوائی اٹھاتے ہیں، ذلت اٹھاتے ہیں۔ یہ داستانِ زندگی ہے، یہ ہجر و فراق کی داستان ہے۔

تو نمی دانی ہنوز شوق بمیرد زِ وصل

کہ تجھے شاید پتہ نہیں کہ وصال سے شوق مر جاتا ہے۔

چیست حیاتِ دوام سوختنِ ناتمام

اقبال نے کہا، تو نہیں جانتا کہ وصل سے زندگی مر جاتی ہے۔ وصل سے محبت مر جاتی ہے۔ وصل سے اشتیاق ختم ہو جاتا ہے، تجسس ختم ہو جاتا ہے۔ Sense of Inquiry ختم ہو

Marfat.com

جاتی ہے۔ عقل زیر و لیول پہ چلی جاتی ہے۔

تو نمی دانی ہنوز شوق بمیرد زِ وصل

چیست حیاتِ دوام سوختن ناتمام

ابدی زندگی کس میں ہے؟ عمر بھر کا جینا کس میں ہے؟ کس آرزو کو لے کر اس صحرائے آرزو سے گزرو گے؟ سوختن ناتمام چلتے رہو، سسکتے رہو، سینے میں ایک ایسی آرزو رکھو جو تمہیں منزل تک پہنچا دے۔ ایسی آرزو نہ پالو جو گھڑی بھر کے لیے روشنی دے اور پھر تاریک اندھیروں میں ڈال دے۔ ایسی شمع ساتھ رکھو جو تمہیں منزلِ آخر تک پہنچائے جو Outer galaxy کی راہیں تمہارے لیے کشادہ کر دے اور پل صراط کیا ہو سکتا ہے؟ ذہن سے باریک تر راہیں کس اور شاہراہ کی ہوتی ہیں۔ یہی تو وہ ہے، یہی تو وہ کائنات ہے، یہی تو وہ دنیا ہے جس کی راہیں اتنی باریک ترین سی ہیں کہ پل صراط اس کے مقابل نہیں آتا۔

خواتین و حضرات! یہ وہ فراق کی صبح ہے جو ہم کاٹ رہے ہیں۔ اس کا انجام جہنم کے اندھیرے بھی ہو سکتے ہیں اور اس کا انجام جنت میں وصالِ ربانی بھی ہو سکتا ہے۔ مذاہب کا مقصد صرف ایک تھا ربِ کعبہ کی قسم! مذہب کا مقصد شریعت نہیں تھا "وَ مَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ" (آل عمران: 85) اگر میرے پاس تم اسلام کے سوا کسی اور رستے پر چل کے آئے تو قبول نہیں کروں گا۔ ہم نے قبولیت تک جانا ہے۔ اسلام ضروری ہے، میں پارسی ہو سکتا تھا، مجھے بدھ مت بڑا پسند تھا، مہاتما کا تو بہت ہی قائل تھا۔ ایسی حسین شخصیت بھی تاریخِ عالم میں کبھی کبھی نظر آتی ہے۔ مہاتما سدھارتا بدھا، شانتی! شانتی! نروان، کیا فلسفہ تھا۔ آٹھ اصول Balance کے اعتدال کے۔ اس کی سوچ کیا قابلِ قدر سوچ تھی۔ میں بدھ مت کی بہت قدر کرتا ہوں. I Love it اور اگر ان کمبخت ہندوؤں کے 80 کروڑ دیوی دیوتاؤں کے جنگلوں سے نکل کر دیکھو، اگر ان جنگلوں سے نکل کر پیچھے جاؤ۔ منو کی سمرتی دیکھو، پہلے خدائے واحد تھا۔ قرآن حکیم نے کہا کہ پہلے خدا ایک تھا پھر ان لوگوں نے اپنے اپنے خدا بنا لیے۔ Greek mythology میں پانچ بڑے Gods ہیں۔ Zeus ہے، Ares ہے، Hephaestus ہے، Hermes ہے، Aphrodites ہے، بہت سارے خدا ہیں۔ Roman Mythology

Marfat.com

میں بھی اسی طرح ہے۔ Indian mythology میں بھی ایسے ہی ہے۔ سوال یہ ہے، یہ سارے خدا Prehistoric Knowledge ہے۔ آپ ان سے بھی پیچھے چلے جاؤ، ہر Mythology کے پیچھے ایک خدا ہے، خدا بالکل سچ کہتا ہے۔ مجھ سے اور آپ سے زیادہ تاریخ جانتا ہے۔ اس نے تاریخ تخلیق کی ہے۔ .He knows it اگر آپ انڈیا میں آ جاؤ، پوری Mythology کے پیچھے First trinity ایک خدا ہے۔ اندرا The God of thunder and the God of Swarg. جنت کا خدا ہے، گرج چمک اور قہر کا خدا ہے۔ یہ Trinity ختم کر دو، دوسری طرف آ جاؤ، برہما ایک خدا ہے۔، شیو اور وشنو بعد میں شامل ہو گئے۔ ادھر اندرا کے ساتھ متھرا اور ورونا دو دیویاں شامل کر دی گئیں۔ ان کو اللہ کی شادی کرانے کا بڑا شوق ہے۔ پہلے خدا کو دو بیویاں دے دیں، دوسرے کو دو بیٹے دے دیئے۔ منو سے کسی نے پوچھا کہ حقیقتِ کبریٰ کیا ہے؟ اس نے کہا، برہما ایک حقیقتِ کبریٰ ہے۔ سنگل ہے، اس کو کبھی دو نہ جانو، ہاں شیو اور وشنو اس کے دو مظاہر تھے۔

خواتین وحضرات! یہ ایسے ہے جیسے اللہ ایک ہے اور ہم رحمان کو علیحدہ کر کے ایک دیوتا بنا لیں۔ اسلام کو علیحدہ کر کے ایک دیوتا بنا لیں، بناتے بناتے ہندوؤں نے 33 کروڑ دیوتا بنا لیے۔ ہر گلی کوچے کی نکڑ پہ ایک نیا دیوتا جھانک رہا ہوتا ہے۔ خواتین وحضرات! یہ خدائے مطلق یہ عالمِ کبیر کا مالک، یہ ہمارا انتظار کرتا ہے۔ ہمیں زمین پہ بھیج کر اس کا دعویٰ بھی مشکوک ہے۔ اگر غور کرو تو وہ انسان پہ ایک دعویٰ رکھ کر بیٹھا ہوا ہے "وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً" (البقرہ: 30) کہ میں زمین پہ جو یہ مخلوق پیدا کروں، یہ اتنا سمجھدار، عاقل و بالغ و دانا ہوگا کہ یہ میری کائنات کا وارث ہوگا۔ یہ خَلِیْفَةُ اللهِ فِی الْاَرْضِ ہوگا۔ بہت سارے لوگ اس کا ترجمہ کرتے ہوئے خَلِیْفَةُ اللهِ فِی الْاَرْضِ کا مطلب زمین کی خلافت سمجھتے ہیں۔ نہیں! زمین کی خلافت کون سی؟ جب اس کے خلاف قولِ رسول ﷺ کھڑا ہے کہ "الدنیا سجن المومن" دنیا تو مومن کا قید خانہ ہے۔ خلافتِ ارضی کہاں سے آئے گی۔ یہاں کی عزت و بے عزتی کو فائنل سمجھنا ہی غلطی ہے۔ بھلا ٹیسٹ گراؤنڈ میں کیسے نتیجہ ملے گا۔ یہ تو مشقت کی زمین ہے، یہ تو ہمارے بحرانوں کا گڑھ ہے جسے زمین کہتے ہیں۔ اس کو ہم کیسے سمجھ لیں کہ ہم اس پہ

Marfat.com

خلافت کر رہے ہیں۔ یہ خَلِیْفَۃُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ کا مقام نہیں ہے۔ یہ بکھری ہوئی بے شمار کہکشائیں، یہ چمکتے ہوئے ستاروں کی دھول، یہ آبشار سی برستی ہوئی کرنوں کی، یہ ایک بے انت سماں ہے، بے انداز سماں ہے، قدرت الٰہیہ کا شاہکار یہ نہیں ہے۔ اگر یہ ہوتا تو ربِ کعبہ کی قسم ہے رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ نہ فرماتے کہ اس دنیا کی قیمت (گزرتے ہوئے ایک مردہ بکری دیکھ کر اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا) اس بکری سے بھی کم ہے۔ اگر اس سے زیادہ کچھ ہوتی تو تمہیں دیتا نا، وہ اپنے محبوب بندوں کو کیوں دنیا دے گا؟ وہ کیوں دے گا؟ اس کی کوئی ویلیو ہوگی تو وہ دے گا۔ کیا تعجب ہے کہ تم اللہ پہ استہزا کی کیفیت لاتے ہو۔ بھئی اس دنیا میں اقتدار اللہ تعالیٰ کو عزیز ہوگا تو تمہیں دے گا نا، اگر اس کی کسی چیز کی ویلیو ہوگی تو اپنے اچھے بندوں کو عطا کرے گا۔ فرمایا، اے پیغمبرؐ! اگر ایک مصلحت حائل نہ ہوتی تو میں اہلِ کفر کے در و دیوار چاندی کے کر دیتا، سونے کے کر دیتا۔ وہ مصلحت کیا تھی؟ تھوڑی سی آپ بھی سمجھیں، یہ کم ظرف مسلمان، یہ بھاگا ہوا مسلمان صبح و شام سیکولر چیختا چلاتا رہتا ہے۔ او جی اگر وہ اچھے نہ ہوتے تو اللہ ان کو رزق کیوں دیتا؟ صبح و شام آپ ادھر سنتے ہو جی مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ اگر اہلِ یورپ اچھے نہ ہوتے تو ان کے اصول اچھے نہ ہوتے، ان کے اخلاق اچھے نہ ہوتے، ان کا مذہب اچھا نہ ہوتا تو اللہ ان کو رزق کیوں دیتا؟ اللہ ہمیں کیوں بھوکا مارتا؟ یہ سوال ہے مگر خداوند کریم فرماتے ہیں، اے پیغمبرؐ! میں دیکھتا ہوں کہ یہ مسلمان آنے والی حد تک کچھ اگر دیکھے گا تو اپنے مذہب سے بیزاری کا اعلان کر کے ان کے طور طریقوں کو اپنائے گا۔ ان کی عزت و شوکت اور حشمت ان کے لیے عذاب بن جائے گی۔ آزمائش بن جائے گی اور یہ ان کو دیکھ کر اپنے مذہب سے بیزار ہوں گے۔ قرآن حکیم میں فرمایا، اے پیغمبرؐ! اگر ایک مصلحت حائل نہ ہو تو میں اہلِ کفر کے در و دیوار چاندی کے کر دوں بلکہ سونے کے کر دوں۔ شکر ہے کہ اللہ نے اس درجہ آزمائش تک مسلمانوں کو نہیں پہنچایا مگر خواتین و حضرات! آپ نے غور کیا، اچھے برے تو بڑی دور کی بات ہے، کمزور ترین حالتوں میں بھی اگر دو چار مسلمانوں نے بھی خدا کو چاہا پسند کیا اور خدا کے راستے پہ چلے تو تیرہ سو برس تک اسلام کو اللہ نے اس دنیا پہ غالب رکھا۔ تیرہ سو برس تک ہماری ہی حکومتیں تھیں مشرق و مغرب میں۔ مسلمان ہی Rule کرتے تھے دنیا پہ۔ سولہویں صدی تک یہ عالم تھا کہ تین ہی بڑے بادشاہ

Marfat.com

تھے۔ ایک طرف سلطان سلیمان ذیشان تھا۔ ایک طرف عباس اعظم تھا۔ ایک طرف جلال الدین محمد اکبر تھا۔ تینوں بڑے مسلمان تھے، فاتحینِ عالم مسلمان تھے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے، کچھ نہ کچھ ذرّہ تو کچھ باقی رہے کسی ویلیو کا۔ اس وقت کرسچینز نے کیوں نہیں کہا کہ شاید ان کے مذہب میں سچائی ہو، اس لیے اللہ ان کو دے رہا ہے۔ آج سیکولر کی آرگومنٹ بڑی تیز ہے کہ چونکہ ان کے اصول بڑے اچھے ہیں، ان کے اخلاق بڑے اچھے ہیں، اس لیے اللہ ان کو زیادہ رزق دے رہا ہے۔ اللہ ان کو رزق کوئی نہیں دے رہا، اللہ تمہیں سزا ضرور دے رہا ہے۔ ان کو نہیں رزق دے رہا، مسلمان حاسد ہو، مسلمان Possesive ہو، مسلمان مال کے پیچھے جائے گا۔ یہ اتنا آگے بڑھ جائے گا جو ہمارے معاشرے کا طرزِ عمل ہے۔ ایک دفعہ رسولِ اکرم ﷺ بیٹھے تھے، اصحاب رسول ﷺ بیٹھے تھے۔ فرمایا کہ زمانہ آخر میں بنو افراء کو غلبہ حاصل ہوگا۔ بنو افراء Blue eyed races آج کی بات نہیں، بہت پہلے رسول ﷺ بتا چکے ہیں کہ Blue eyed races بنو افراء نیلی آنکھوں والوں کو غلبہ حاصل ہوگا۔ یہ ساری سبز نیلی پیلی قومیں بحیثیت ایک قوم گویا سارا ویسٹ۔ فرمایا زمانہ آخر میں بنو افرا کو غلبہ ہوگا۔ پوچھا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس وقت مسلمان کم ہوں گے؟ یہ اصحاب بڑے سادہ دل تھے، بڑے معصوم۔ پوچھا، یا رسول اللہ ﷺ ہم سے بھی کم ہوں گے؟ ان کو تعجب ہوا اور اگر دیکھا جائے تو وہ یہ بات پوچھنے میں حق بجانب تھے۔ تین سو تیرہ تھوڑے سے مسلمان اور کیسے مسلمان؟ حنین کی جنگ ہو رہی تھی، حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں، ہم آٹھ آدمیوں کے پاس ایک اونٹ تھا اور ہمارے پاس نیزے نہیں تھے تو ہم نے بانس کاٹ کر انہیں نوکیلا کیا ہوا تھا۔ ہمارے پاؤں ننگے تھے، جوتیاں نہیں تھیں تو چلتے چلتے میرے اور میرے ساتھی صحابہ کے پاؤں خون آلودہ ہو گئے تو ہم نے اپنے گریبان پھاڑے اور پاؤں پہ باندھ لیے۔ یہ تھا اسبابِ دنیا So called reasonable resources، یہ وہ چیزیں تھیں جن کو زمینی حقائق کہتے ہیں۔ خواتین وحضرات! یہ اس جنگ کے زمینی حقائق تھے کہ سازوسامان یہ تھا کہ اونٹ ایک اور آدمی آٹھ تھے۔ آٹھ آدمیوں میں سے تلواریں دو کے پاس تھیں۔ باقی بغیر تلواروں کے تھے۔ بانس آگے سے کاٹے ہوئے تھے۔ نوکیلے کیے ہوئے تھے۔ یہ سامانِ جنگ تھا۔ حالت فوجیوں کی یہ تھی کہ بڑا لمبا سفر تھا، پاؤں ان کے خون آلود ہو گئے تو

Marfat.com

گریبان پھاڑ کر انہوں نے پاؤں کے گرد باندھ لیے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری کی روایت ہے مسلم اور بخاری میں اور مستند ترین حدیث ہے۔ آپ اندازہ کرو کہ کیا سامان تھا ان کے پاس؟ زمینی حقائق کیا تھے؟ جس کے ساتھ وہ حنین کی جنگ لڑنے گئے تھے۔ ان کو تو تعجب ہونا ہی تھا، حیران تو ہونا ہی تھا۔ پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے بھی کم ہوں گے؟

نکل کے صحرا سے جس نے روما کی سلطنت کو الٹ دیا تھا

یہ وہ چند لوگ تھے جنہوں نے دنیا کی سب سے بڑی قوتوں کو روند ڈالا تھا۔ ایک طرف ایکمینیئن سے شروع ہونے والی ساسانی خاندان کی عظمتیں اور دوسری طرف روم کی ایسٹرن رومن ایمپائر دونوں سلطنتوں کو ان چند خاک نشینوں نے رسوا کر کے رکھ دیا تو ان کو تو حیرانی ہوئی۔ ان کا خیال یہ تھا کہ ہم 313 ہیں، آنے والے مسلمان 100 رہ جائیں گے۔ ان کا خیال یہ تھا کہ اسلام شاید بہت کمزور ہو جائے گا اور اگلے زمانوں میں اکیسویں صدی تک سو پچاس مسلمان رہ جائیں گے۔ اس لیے تو بنو افراء کو غلبہ ہو گا تو پوچھا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا زمانہ آخر میں مسلمان اتنے کم رہ جائیں گے؟ فرمایا، نہیں۔ وہ لوگ مور و ملخ کی طرح ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، نہیں مور و ملخ کی طرح ہوں گے۔ چیونٹیوں کی طرح ہوں گے۔ اتنے مسلمان ہوں گے کہ چیونٹیاں بیچاری سر چھپاتی پھریں گی، اتنے زیادہ مسلمان ہوں گے۔ اصحابِ رسول بڑے حیران و پریشان ہوئے، پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر بھی مسلمان کمزور ہو گا۔ پھر بھی مسلمان مغلوب ہو گا؟ فرمایا، ہاں! اس لیے کہ اس پر وہن غالب ہو گا، دنیا غالب ہو گی، دولتِ دنیا غالب ہو گی، آرزو غالب ہو گی، بڑی طویل آرزوئیں پالیں گے دلوں میں۔ پتہ نہیں کس کس چکر میں پڑے رہیں گے۔ ایک ان کا خدا ساتھ نہیں ہو گا، ایک ان کا مذہب ساتھ نہیں ہو گا، مذہب تقسیم شدہ ہو گا۔

خواتین و حضرات! مذہب ایک مقصد کے لیے آیا تھا، صرف ایک مقصد کے لیے اللہ کا رستہ دکھانے کے لیے۔ جیسے میں نے پہلے آپ سے کہا Christianity is very good religion آپ یہودی کو برا کہو مگر Judaism is not bad religion آپ کسی بھی مذہب کو برا نہیں کہہ سکتے مگر مسئلہ یہ ہے کہ میں کرسچن ہونے کو تیار ہوں، میرا مقصد

Marfat.com

Christianity نہیں، میرا مقصد اسلام نہیں ہے۔ میرا مقصد حصولِ رضائے خداوند ہے۔ میرا مقصد اللہ ہے۔ تمام مذاہب کا مقصد صرف اور صرف پروردگارِ عالم کی ذاتِ مقدس ہے، مذہب صرف خدا کے لیے ہے۔ مذہب کسی فرد کے لیے نہیں ہے۔ کسی شے کے لیے نہیں ہے۔ مذہب وہ رستہ ہے جس پہ چل کر آپ خدا تک پہنچ سکتے ہو، منزل خدا ہے، مذہب رستہ ہے۔ وہ کون دانا ہوگا جو رستے کی لذتوں میں اپنے آپ کو بھلائے بیٹھے گا۔ وہ کون دانا ہوگا، وہ کون ہے جو مذہب کے رستے سے منزل نہیں طلب کر رہا۔ اگر آج بھی خدا کسی اور مذہب سے ملتا تو میں آپ کو Suggest کرتا کہ چلو یار آپ Buddhism کو قبول کر لو، بڑا ڈیسنٹ ہے، Christianity قبول کر لو، کچھ سختیاں جو اسلام نے ہم پر لازم کی ہوئی ہیں، وہ ٹل جائیں گی۔ چلو یار ہندو ہو جاؤ۔ مصیبت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام مذاہب کو Ban کر دیا ہے۔ مصیبت یہ ہے کہ پروردگارِ عالم نے بڑی وضاحت سے کہہ دیا کہ "اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ" (آل عمران) اب میرے نزدیک اگر کوئی دین ہے تو اسلام ہے۔ میں Own ہی نہیں کرتا۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں باقی مذہبوں کو Own نہیں کرتا، بندہ پوچھے اللہ تعالیٰ وہ آپ کے مذاہب نہیں تھے؟ کیوں نہیں Own کرتے ہو؟ وہ کہتا ہے، یار بات سنو، میں تمہیں گائیڈ کرنے والا ہوں، تمہیں مغالطے میں نہیں رہنا چاہیے۔ ان لوگوں کو میں نے جو Message دیا تھا، They have corrupted the message بائبل کرپٹ کر دی۔ عہد نامۂ عتیق کرپٹ کر دیا، عہد نامۂ جدید انہوں نے بگاڑ دیا، بھئی کیوں بگاڑ دیا اللہ تعالیٰ؟ "ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْۢ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ" (البقرہ:75) تم اچھی طرح جانتے ہو کہ سچائی کیا ہے، اس کے باوجود تم نے تحریف کر دی۔ لفظ بدل دیا، اس کی نوعیت بدل دی۔ میں نے کہا "حِطَّةٌ" یہود نے "حِنْطَةٌ" کر دیا۔ ایک ایک لفظ بدل دیا۔ پھر جی آپ نے قرآن کی کیا ضمانت رکھی ہے اللہ سے پوچھو؟ ہم نے تو چلو مان لیا کہ آپ نے سچ کہا، یہ ہم چارج نہیں لگاتے۔ Christianity پہ ہم نہیں چارج لگاتے۔ We are nobody ہم کسی قیمت پہ کوئی چارج لگانے کے لیے تیار نہیں۔ ہم تو اسی رستہ مذہب سے چلتے ہوئے آگے آ رہے ہیں، ہم تو آدمؑ سے لے کر شیثؑ اور نوحؑ تک اور پھر اس سے آگے اللہ تعالیٰ نے جو مذہب اور رستہ اپنی طرف بتایا ہے، اسی پر ہی چلے آ رہے

Marfat.com

ہیں۔ اس نے کہا، بات یہ ہے اے بندگانِ خدا! اے میرے اچھے بندو You need to seek my way? You are looking for me? The only problem is that your destiny is very sure but the way to your destiny is very obscure. بھئی یہ نہ ہو کہ کہیں تم پگڈنڈیوں میں گم ہو جاؤ، یہ نہ ہو کہ شیطان نے جو دعویٰ کیا، تم اس کا شکار ہو جاؤ۔ شیطان نے دعویٰ کیا تھا، آپ کو پتہ ہے؟ میں تمہارے اوپر سے آؤں گا، میں تمہارے نیچے سے آؤں گا، میں تمہارے دائیں سے آؤں گا، میں تمہارے بائیں سے آؤں گا اور اے پروردگارِ عالم، تیرے اس بڑے ناز پروردہ انسان کو "فَاَغْوَيْنَاكُمْ" میں اغوا کروں گا۔ میں نے اسے پکی روڈ سے اتار دینا ہے۔ میں نے اسے راہِ مستقیم سے علیحدہ کر دینا ہے۔ چھوٹی چھوٹی شاخوں میں تقسیم کروں گا، اسکولوں میں بانٹ دوں گا۔ یہ پائینچوں پہ لڑیں گے، شلواروں کے پائینچوں پہ لڑیں گے تو دیکھ لینا یہ طریقۂ رکوع پر لڑیں گے، یہ رکعتوں پہ لڑیں گے، یہ اسکول کی چار دیواریوں پہ لڑیں گے۔ یہ اینٹوں اور پتھروں پہ لڑیں گے، تیرے لیے نہیں لڑیں گے۔ میں انہیں تھوڑا سا اغوا کروں گا۔ اتنا کہ میں ان کی توجہات کو بدل دوں گا۔ ہم صحیح! ہم درست! خواتین و حضرات اگر ایک آدمی مسلسل یہی کہتا پھرے کہ ہم صحیح، ہم درست تو میرا خیال ہے تو دوسرے کی Opinion تو یہی ہوگی نا کہ بڑا نالائق، بڑا متکبر ہے۔ پھر یہ کیسے ہوا؟ ہم مذہب کو Advantage کیسے دے دیتے ہیں کہ یہ متکبر نہیں ہے، یہ جاہل نہیں ہے۔ جب Rigidity وجود میں آنی شروع ہوتی ہے تو سب سے پہلے عقل رک جاتی ہے ایک دلیل پہ جا کے۔ اس سے پوچھو بھئی تم ہر صورت ایک Finality کیوں Creat کر لیتے ہو؟ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا تم Finality کیسے Creat کر سکتے ہو؟ چلنے دو آگے، جہاں عقل رکتی ہے وہاں ایک بت تخلیق ہو جاتا ہے۔ اسکول میں یا شکل میں یا شخص میں کسی نہ کسی صورت میں ایک بت تخلیق ہو جاتا ہے۔ اس مالک و کریم نے پھر آپ کے لیے ایک راستہ چھوڑا۔ اس نے سارے رستوں کو بند کر دیا۔ فرمایا "وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ" (آل عمران: 85) اے میرے بندو! اب اگر تم اسلام کے سوا کسی اور رستے پہ چل کے آئے تو میں قبول نہیں کروں گا۔ خواتین و حضرات! بات تو ختم ہوگئی کہ منزل خدا ہے، رستہ اسلام ہے۔ اسلام منزل نہیں

Marfat.com

رستہ ہے، منزل کوئی اور نہیں مگر خدا ہے۔ ان دونوں چیزوں کا یہ فرق اگر آپ کو سمجھ آ جائے اور یقیناً بڑا Simple سا فرق ہے تو خدا جانتا ہے، آپ کسی بھی مکتبۂ فکر سے نہ گمراہ ہو سکتے ہو، نہ غلطی کھا سکتے ہو۔ ہمیں اپنے رستے کی اپنی منزل کی حفاظت کرنی ہوتی ہے۔ ہمیں جاننا ہوتا ہے مگر ایک بات بالکل وضاحت سے بتا دوں کہ آپ ایک رستے پہ چل رہے ہو اور اگر منزل پہ نہیں بھی پہنچتے تو گمان تو قریب ہونا چاہیے، کوئی نشان تو ملنا چاہیے۔ یہ کیا مصیبت ہے کہ ستر ستر سال عبادات میں گزر گئے، عمریں ڈھل گئیں، سفیدی آ گئی مگر کوئی خدا کا نام نشان نہیں ملا، نظر ہی نہیں آیا۔ سان گمان بھی نہیں ہے۔ بھئی آپ کیوں نہیں سوچتے ہو کہ Approach بدل دو، یہ کیسے ہو سکتا ہے اگر مذہب خدا کے لیے ہے اور آپ کو تلاشِ خدا کے لیے مذہب چاہیے۔ آپ اس لیے مسلمان ہو کہ خدا کو ڈھونڈ رہے ہو، اللہ کو تلاش کر رہے ہو تو پھر آپ کو کہیں نہ کہیں تو اس کا نشان نظر آنا چاہیے۔ کیا وجہ ہو گی؟ خواتین و حضرات! Approaches کی غلطی ہے۔ جب Approach غلط ہو گی، جب توجہات اغوا ہو جائیں گی، جب Sides Shift ہو جائیں گے، آپ کبھی منزل کو نظر میں نہیں لا سکتے۔ That's what happens today. Everyday a new school of thought comes up. آپ پوچھو تو سہی جا کے ان اسکولز کو کہ یار ہمیں عالم نہیں چاہیے، ہمیں دانشور نہیں چاہیے۔ تم میں سے کوئی ہے جو خدا شناسی Gain کرے۔ تم میں سے کوئی ہے جس کو دیکھ کر ہم کہہ سکیں کہ اللہ اس میں نظر آتا ہے۔ یہ اللہ کا سراغ دیتا ہے۔ یہ منزل تک پہنچا ہوا ہے۔ ایسا تو کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ بدقسمتی سے یہ سب سے بڑا بحران ہے اور یقین جانیے کہ یہ کہنا سب سے بڑا جھوٹ ہے کہ خدا نہیں ملتا۔ یہ سب سے بڑا جھوٹ ہے کہ خدا نہیں ملتا۔ اس کے ملنے کے انداز ہیں۔ اس کے ملنے کے انداز کی کتاب شہادت دیتی ہے۔ قرآن گواہی دیتا ہے کہ وہ کیسے ملتا ہے "اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" (یونس:62) بے شک سن لو کہ ہم اپنے بندوں پہ غم و حزن و بلا نہیں چھوڑتے۔ ہم اپنے دوستوں پہ اپنے محبت کرنے والوں پر خوف اور غم کا سایہ بھی نہیں پڑنے دیتے۔ آپ کو پتہ ہے Exact Translation کیا ہے۔ خوف و حزن کا انگریزی میں؟ Fears and frustration! Do you want to know how can you reach God? Start moving, start moving. جب

Marfat.com

وہ آپ کی طرف بڑھ رہا ہوتا ہے، تم آہستہ چلو گے وہ تیز چلے گا۔ تم ایک قدم آؤ گے، وہ سو قدم آئے گا۔ وہ بھاگتا ہوا تمہاری طرف لپکے گا۔ وہ ہر بندے کی طرف آتا ہے۔ بچے، بوڑھے کی طرف آتا ہے۔ جب تم اس کی طرف قدم بڑھاتے ہو تو اس کے آنے کی ایک علامت ہے، اس کے آنے کا ایک نشان ہے۔ وہ نشان کیا ہے "اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ" (یونس:62) تمہارے Fears تمہاری Frustrations تمہارا غم تمہارا کرب و بلا کم ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ کیا یہ کوئی دور کی بات ہے کہ آپ محسوس نہیں کر سکتے؟ کیا آپ کو پتہ نہیں لگے گا، پہلے میں کتنا Tense تھا، اب جب میں اللہ کی طرف چلا ہوں تو Tension کتنی کم ہو گئی ہے؟ یہ تغیر ایک دن میں نہیں آتا، ایک دن میں تغیر نہیں آئے گا مگر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ساری زندگی اللہ کو ڈھونڈتے رہو، اللہ نہ ملے۔ درجاتِ علم کے لحاظ سے دیکھو ایک وہ وقت تھا جب خدا شناس (وجودِ خداوند پر ایک دلیل کے طور پہ جانے جاتے تھے) کبھی آپ نے علما سے پوچھا نہیں کہ وہ لوگ کدھر گئے، تم بھی بڑے بڑے عالم ہو، دانشور ہو، بڑے بڑے دعویٰ گو ہو مگر وہ بندہ کدھر گیا جسے کتاب کا علم حاصل تھا۔ آپ نے قرآن میں پڑھا ہوگا کہ جب ایک جن نے کہا کہ اے بادشاہ، اے سلیمانؑ میں دن ڈھلے تک تختِ سبا کو تیرے پاؤں میں ڈال دوں گا تو پھر اللہ کہتا ہے، پھر ایک شخص نے جسے کتاب کا علم حاصل تھا، کہا کہ اے بادشاہ اگر اجازت دو تو میں پلک جھپکنے سے کم وقت میں وہ تخت حاضر کر دوں۔ خواتین و حضرات! کسی نے غور نہیں کیا کہ وہ کتاب کا علم کون سا تھا؟ کتاب تو آدمؑ کے وقت میں بھی قرآن تھی۔ اسی کے قانون تھے، کیا اب آپ نے نہیں پڑھا وہ قانون جو ہابیل اور قابیل کے وقت نازل کیا گیا تھا، جس نے ایک شخص کو قتل کیا۔ اس نے گویا انسانیت کو قتل کیا۔ جس نے ایک شخص کی جان بچائی اس نے گویا پوری انسانیت کی جان بچائی۔ کیا آپ نے پرنس ہمورابی کے زمانے میں نہیں پڑھا کہ "وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ" (البقرہ: 179) The first law giver of the world. کیا اس کے زمانے میں قانونِ قصاص نہیں پڑھا؟ آج قرآن اٹھا کے دیکھ لو، وہ بھی قرآن تھا۔ آج بھی قرآن ہے۔ خدا کے Message میں کبھی کمی نہیں آئی۔ خدا کا Message وہی رہا۔ ہاں جستہ جستہ Reveal ہوتا رہا اور آقائے دو عالم ﷺ کے زمانے میں البتہ ایک

Marfat.com

بات ضرور ہوگئی کہ "اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" (المائدہ:3) آج Message ختم کر دیا۔ Messenger بھی تمام ہو گئے۔ آج Messages بھی ختم ہوئے۔ اللہ کی نعمت بھی ختم ہوئی، اب رسالت نہیں آئے گی، نبوت نہیں آئے گی۔ کوئی ظلّی نہیں آئے گا۔ عجیب کاروبار شروع ہو گئے۔ کبھی کوئی ایک School of thought والا کہتا ہے نبوتِ شرعی ختم ہوگئی ہے۔ اب نبی نہیں آسکتے مگر ابھی تیس چالیس ظلّی آسکتے ہیں۔ یہ سایہ کیا ہوتا ہے نبی کا؟ یہ ظلّی نبوت کہاں سے آتی ہے؟ آپ نے کبھی غور نہیں کیا کہ سائے کلام نہیں کرتے۔ سایوں کو کبھی کتابیں نہیں ملتی ہیں۔ پھر بے شمار لوگ اوپر تلے خود کو Schizophrenic Idealist بنانے کے لیے خوابِ عظمت کے لیے اپنے آپ کو اس پیڈسٹل تک لانے کی کوشش کرتے رہے جو محمد رسول ﷺ کا ہے، وہ امریکہ والے نبی کو بھی مل گیا تھا۔ اس نے ساڑھے تین سو بندہ سمندر میں ڈبو دیا تھا۔ ادھر ہمارے ہاں ایک مہدی پیدا ہوا تھا، وہ بھی ڈیڑھ سو بندہ کراچی میں ڈبو آئے تھے۔ اتنا سب کو مل جاتا ہے۔ Crazy is crazy مگر نارمل انسان کو اب کسی اور Message کی ضرورت نہیں۔ اگر آپ کا مقصد اللہ نہیں ہے، اگر مذہب کا کوئی اور مقصد ہے۔ اگر منتہائے نظر کچھ اور ہے، مقصود اگر کچھ اور طلب ہے تو پھر آپ چاہے جو مرضی مکتبۂ فکر اختیار کر لیکن اگر خدا مقصود ہے تو اسلام ہماری مجبوری ہے، اللہ اگر منزل ہے تو اسلام ہر اس بندے کی مجبوری ہے جو خدا چاہتا ہے۔

خواتین و حضرات! ہم چار پانچ اسپیشلسٹ تھے۔ ایک تبت کا لامہ تھا۔ ایک امریکن کرسچن ڈاکٹر تھی۔ ان سب کی Specialization اسی پر ہے Religion پہ مگر Religion یا Comparative Religions پڑھنا کوئی اتنے بڑے کمال کی بات نہیں ہے۔ البتہ ان سب میں بہت زیادہ Sincerity تھی، وہ چاہتے تھے کہ اس مسئلے کو ڈھونڈیں، حل کریں Whether there is God or not? بڑا بوجھ ہوتا ہے نفسِ انسان پر کہ اس مشکل کا کوئی حل ڈھونڈے۔ چلو ایک سمجھو میں مسلمان تھا، ایک ہندو تھا، ایک بدھسٹ تھا، ایک کرسچن تھا، کمال کی بات یہ ہے۔ All of them had to change their religion. تبت کے لامہ کو اسلام قبول کرنا پڑا۔ ڈاکٹر فاطمہ بارقر کو اسلام قبول کرنا پڑا۔ K.L.Gauba کو اسلام قبول کرنا پڑا، سارے

Marfat.com

مسلمان ہو گئے۔ میری ٹیچنگ سے نہیں ہوئے۔ یہ نہیں کہ میں کوئی متکبر تھا کیونکہ مقصد ایک تھا۔ مقصد تو منزل تھی، مقصد تو خدا تھا تو یہ ہوا کہ ان لوگوں کو By experiences پتہ لگ گیا کیونکہ وہ رستے سارے چیک کر چکے تھے۔ ایک دفعہ ایک امریکن ایمبیسڈر میرے پاس آئے، وہ چھ مذہب بدل چکے تھے۔ انہوں نے شروع سے مجھے بتایا کہ میں چھ مذہب بدل چکا ہوں۔ آدھی رات کا وقت تھا، ساتھ میں ایک بینجو بھی اٹھایا ہوا تھا تو میں ان کی باتیں سن کر حیران ہو رہا تھا۔ میں نے کہا کہ تم مجھ سے کیا لینے آئے ہو؟ انحراف کے طریقے بڑے ہوتے ہیں۔ کسی کا خیال ہے موسیقی میں خدا ملتا ہے، وہ لگے ہوئے ہیں تاریں چھیڑنے میں، کسی کا خیال ہے پینٹری اور آرٹسٹ میں خدا ملتا ہے۔ Aesthetic کے بہت طریقے ہیں مگر .Aesthetic is not God میں خدا کو اپنی مرضی کے طریقوں سے نہیں ڈھونڈ سکتا۔ مجھے خدا کو ڈھونڈنے کے لیے، پانے کے لیے اسی کے طریقوں پر عمل کرنا ہے۔ He has given me a way، اس نے مجھے رستہ بتا دیا، طریقہ بتا دیا ہے۔ مجھے انہی رستوں کو Follow کرنا ہے، وہ رستے داخلی بھی ہیں، خارجی بھی ہیں۔ یہ چاروں یا پانچوں حضرات کا اخلاص شاملِ حال تھا اور ابھی تک Conversion کے سلسلے جاری ہیں۔ ان لوگوں کو خدا کی تلاش تھی، یہ بہت Top reader تھے، اسپیشلسٹ تھے، بڑے پڑھے لکھے لوگ تھے۔ ان کو Change اس لیے کرنا پڑا کہ انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ .we don't want religion we want God اور ان کو پھر مسلمان ہونا پڑا، چونکہ ان کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ "وَ مَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡهُ" (آل عمران: 85) مجھے نہیں Change کرنا پڑا۔ میں خوش قسمتی سے پہلے ہی اسلام پہ تھا، مجھے خدا کی تلاش میں مجھے اپنا رستہ Change نہیں کرنا پڑا تو جو بھی ہو، اس مسئلے پہ آپ کو سوچنا پڑتا ہے۔ Very particularly۔ اگر آپ خدا اپنی تلاشِ زندگی سے نکال دو گے، اگر اپنی تحقیق سے نکال دو گے، اپنی آرزو سے نکال دو گے تو آپ مذہب نہیں رسم و رواج کے ایک جھوٹے مفروضے اور پلندے کو تسلیم کرو گے۔ مذہب اسی وقت مذہب ہوتا ہے جب اس کی منزلِ مقصود پروردگارِ عالم ہو۔ خدا خود ہو، وہ محبتوں کا امین ہے۔ وہ آپ کی محبتوں کا امین ہے جس کے دل میں ذرہ برابر بھی اخلاص ہوا۔ آپ کو یاد ہے اس نے شیطان سے کہا تھا کہ مجھے پتہ ہے کہ تو میرے بندوں کو

Marfat.com

گمراہ کرے گا، ان کو تقسیم کرے گا، ان کو پگڈنڈیوں پہ ڈالے گا مگر ایک بات یاد رکھنا، اگر کسی انسان کے دل میں ذرّہ برابر بھی میرے لیے اخلاص ہے تو وہ مجھ تک ضرور پہنچے گا۔

خواتین وحضرات! I wish you must understand کہ خدا کے بغیر مذہب کوئی شے نہیں۔ اس کی آرزو اور ہمسائیگی کے بغیر مذہب کوئی شے نہیں اور اگر زندگی ضائع کرنی ہے مذہب میں تو بہتر ہے چھوڑ جاؤ۔ اگر زندگی مذہب میں گزارنی ہے تو پھر خدا کے لیے گزارو اس لیے قرآنِ حکیم میں اللہ فرماتا ہے کہ ان سے کہو کہ میری زندگی، میری موت، میری ہر شے اللہ کے لیے ہے۔

وماعلینا الا البلاغ

---------------

Marfat.com

# سوال وجواب

س: کہا جاتا ہے کہ مذہب کی بنیاد خوف ہے، کیا یہ صحیح ہے؟ اور دوسرا یہ کہ انسان کا مقدر لکھا جا چکا ہے تو کیا دعا کرنے سے مقدر تبدیل ہو جاتا ہے کہ نہیں؟

ج: خواتین وحضرات! پہلا سوال بڑا Important ہے۔ خوف کسی جستجو کو راہ نہیں دیتا، خوف کسی تلاش کو منزل نہیں دیتا، خوف انسان کی صلاحیتوں کو سلب کرتا ہے۔ خوف جو ہے انسان کو خوفزدہ کر دیتا ہے۔ Guilty کر دیتا ہے اور عقل کسی حالت میں بھی خوف کے عالم میں کبھی بھی اپنے کسی درجۂ استحکام تک نہیں پہنچتی۔ عقل مناسب اور معتدل Conditions میں اپنا کام کرتی ہے، عقل قرار پکڑتی ہے، تحمل رکھتی ہے، صبر رکھتی ہے اور خوف میں اضطراب ہوتا ہے۔ اس لیے خدا خوف سے نہیں مل سکتا، خوف سے احساسِ گناہ مل سکتا ہے۔ آپ مزید شیطان کے غلبے میں جا سکتے ہیں خدا نہیں پا سکتے۔ اللہ تعالیٰ کچھ اور چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تین کریڈز رکھے ہیں اپنی پہچان اور محبت کے لیے۔ "وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ" اور نماز قائم کرو۔ "وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ" (العنکبوت: 45) میری یاد تو بہت بڑی بات ہے۔ بھئی آپ کے پسندیدہ لوگ کون سے ہیں؟ خدا کہتا ہے "اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّ عَلٰى جُنُوْبِهِمْ" (آل عمران: 191) کس طرح کریں Approach کیا ہونی چاہیے، ہم ڈر کے کریں، خوف سے کریں۔ کس طرح کریں؟ فرمایا "فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ" ایسے یاد کرو جیسے ماں باپ کو یاد کرتے ہو۔ "اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا" (البقرہ: 200) ذرا زیادہ کرو۔ انس سے محبت سے، آپ کو پتہ لگتا ہے اللہ کیا کہنا چاہتا ہے؟ وہ کہتا ہے کہ مجھے اپنے ماں باپ سے بڑھ کر محبت کرو۔ مجھ سے پیار رکھو "فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ" ایسے یاد کرو جیسے تم اپنے ماں باپ کو پیار سے یاد رکھتے ہو اور فرمایا ڈرو نہیں، گھبراؤ نہیں۔ محبت رحمت کا سب

Marfat.com

سے خوبصورت جزو ہے۔ چاہے وہ ماں باپ میں ہوں چاہے جانور میں ہوں، چاہے کسی شے میں ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت کا اعلیٰ ترین نفیس ترین خوبصورت ترین جزو محبت میں رکھا ہے اور محبت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک مودّت ہے، ایک محبت ہے۔ مودّت جسم کے لیے ہے اور محبت Qualitative ہے اور مودّت Quantitative ہے۔ جب اہلِ کفر کی محبت کا ذکر کیا "وَدَّ كَثِيْرٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ" (البقرہ:109) وہاں اشیاء کی محبت آ جاتی ہے مگر جو اصلی محبت ہے جو Qualitative محبت ہے، جو فکری محبت ہے، اخلاص کی محبت ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے ایسے بیان کیا کہ "وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ" (البقرہ:165) کہ اللہ سے محبت کرنے والے لوگ آپس میں بھی بڑی شدید محبت رکھتے ہیں۔ یہ اہلِ دل ہیں، یہ اہلِ کمال لوگ ہیں۔ اس لیے خداوند کریم نے فرمایا، اگر میری طرف کوئی Approach رکھنی ہے تو "فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ" ایسی محبت مجھ سے رکھو جیسی آباؤ اجداد سے کرتے ہو بلکہ زیادہ "اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا" (البقرہ:200) اس سے زیادہ کرو تاکہ مجھے یہ Feeling ہو کہ میرا بندہ ہر چیز سے بڑھ کر، ماں باپ سے بڑھ کر مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ اس لیے خوف کی Approach کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

جہاں تک مقدر کا تعلق ہے تو دیکھیں پروٹوکول میں یقیناً بہت ساری کیٹیگریز ہوتی ہیں There are always special categories. کبھی کبھی کوئی دعا حسین ہوتی ہے۔ اتنی حسین کہ فرشتوں کے دل بھی پگھل جاتے ہیں۔ کبھی کبھی اللہ کے رسول ﷺ کو کوئی چیز ایسی خوبصورت لگ گئی کہ اس کو داد دینے کو جی چاہا۔ جب ایک بدو مدینے سے گزرا اور رسول ﷺ بیٹھے تھے اپنی مجلس میں۔ اس نے بلند آواز میں کہا الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ تو حضور ﷺ نے اسے تعجب سے دیکھا اور فرمایا فرشتے جھکے پڑتے ہیں اور پریشان ہیں اس خوبصورت انداز کی تعریف کا اجر کیا لکھیں۔ اتنا خوبصورت انداز ہے تعریف کا۔ الحمد للہ حمداً کثیراً طیباً مبارکاً فیہ کہ اتنی حسین تعریف ہے کہ فرشتے جھکے پڑتے ہیں، پریشان ہیں کہ اس کا ثواب کیا لکھیں۔ خواتین و حضرات! دعا اللہ کے رسول ﷺ نے یقیناً فرمائی۔ دیکھیں نا بہت ساری چیزیں آپ کے لیے Exceptions ہیں، وہ اللہ کے لیے Exceptions نہیں

Marfat.com

ہیں اور اللہ نے ہر چیز میں Exception Creat کی۔ دیکھو نماز کتنی ضروری ہے۔ موت تک نہیں ٹل سکتی۔ بتیس Exceptions نماز کی ہیں۔ ہر حالت میں علیحدہ علیحدہ یہ ہو تو اس طرح کرلو، پڑھنی ضرور ہے مگر انداز میں، طریقوں میں اتنی Exceptions ہیں۔ 32 Exceptions سب سے لازمی ترین امر میں بتیس Exceptions ہیں، آپ خود سوچ لو کہ خداوند کریم نے موت میں بھی Exceptions رکھی ہیں۔ کئی لوگ زندہ ہیں، قیامت تک زندہ رہیں گے۔ خدا نے زندگی میں Exceptions رزق میں Exceptions رکھی ہیں۔ یہ کنٹرول وہ بالکل کسی کو نہیں دے سکتا۔ موت کا وقت اٹل ہے مگر اللہ تعالیٰ بزرگ و برتر کے لیے نہیں، آپ کے لیے ہے۔ وہ Written اور Recorded کو Change نہیں کرے گا مگر جہاں اس کی مرضی ہوگی، اس لیے رسول اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ جب لوگ کسی شخص کی خوبیوں کی تعریف کرتے ہیں اور اچھائیوں کی تعریف کرتے ہیں اور اس کے لیے دعا مانگتے ہیں تو اللہ اس کی زندگی دراز کر دیتا ہے۔ پھر بتائیں کہ جب زندگی دراز ہوتی ہے تو اور کیا چیز ہے جس میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔ اس لیے یقیناً دعا As I said before that Dua is an exception دعا Exception create کر دیتی ہے۔ کسی بھی معمول میں دعا ایک Exception Creat کر دیتی ہے۔ اس کی قبولیت بھی یقینی ہے۔ اس لیے حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ دعا ایک ایسا پیکیج ہے کہ اس کو بھیجنے کا ایک طریقہ ہے۔ اگر بہت ساری اچھی دعائیں مانگنی ہوں تو پھر اس طرح دعا مانگو کہ پہلے درود پڑھو اور دعا مانگو، آخر میں پھر درود پڑھو تو آپ کی دعا بھی قبول ہو جائے گی۔ بڑا آسان سا طریقہ ہے کہ آپ درود پڑھو اور پھر دعا مانگو اور پھر درود پڑھو تو چونکہ اللہ ہر حال میں درود قبول کرتا ہے تو آپ کی دعا بھی قبول ہو جائے گی اور اگر نہیں ہوتی اس کا ایک Rule ہے۔ وہ Rule بھی سن لو، یقین کرو اس حالت سے باہر دعا جا نہیں جا سکتی تو خدا نے Rule یہ دیا ہوا ہے "وَعَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ" کسی چیز سے تم کراہت کھاتے ہو اس میں خیر ہوتی ہے۔ "وَعَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ" کسی چیز سے تم محبت رکھتے ہو اور اس میں شر ہوتا ہے۔ "وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" (البقرہ:216) اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اگر اس Package کو بھیجنے کے بعد بھی قبولیت نہ ہو تو یقین جاننا کہ وہ دعا آپ کے

Marfat.com

لیے باعثِ شر ہے اور کوئی وجہ نہیں اس میں۔

س: If you think that the non-Muslims are destined to make way out does it means that Muslims have been destined to forward? Then why we should strive for economic betterment, whereas in the age of Hazrat Umar no body was there to take Zakaat?

ج: میرا خیال ہے کہ آپ نے اس وقت میری بات ٹھیک طرح سے نہیں سمجھی اور یہ جو آپ کا سوال ہے، اس میں Destiny کا کوئی دخل نہیں بنتا۔ میں نے آپ کو قرآن کھول کے بتایا ہے کہ جب مسلمانوں کے ایامِ غربت تھے اور پریشانی کے دن تھے تو اہلِ کفر مسلمانوں کو طعنہ دیتا تھا جیسے آج کا ویسٹ ہمیں طعنہ دیتا ہے۔ اس وقت کا مغرب انہیں طعنہ دیتا تھا۔ اہلِ کفر انہیں طعنہ دیتا تھا کہ اگر تمہارا مذہب صحیح ہوتا تو تم کھاتے پیتے ہوتے۔ اس وقت جو بنو امیہ وغیرہ تھے، انہیں دیکھ کر طعنہ دیا جاتا تھا کہ یہی بھوکے ننگے تیرے ساتھ ہیں۔ اگر کوئی واقعی اللہ تیرا ہوتا تو یہ رئیس لوگ تیرے ساتھ نہ ہوتے؟ بلکہ آپ کو یاد ہوگا کہ ایک دفعہ حضور ﷺ ایک بڑے سردارِ قریش کے ساتھ کھڑے تھے تو ایک نابینا صحابی عبداللہ بن ام مکتوم نے آپ ﷺ کا دامن کھینچا۔ اس وقت قرآن کی ایک آیت بھی اتری کہ "عَبَسَ وَتَوَلّٰى (1) اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰى (2)" (عبس: 2) مطلب کہنے کا صرف یہ تھا کہ آغازِ حیاتِ اسلام میں آقا و رسول ﷺ کے دنوں میں مسلمان اتنے غریب ہوتے تھے، اتنے گئے گزرے ہوتے تھے کہ ان کا طعنہ رسول ﷺ کو سننا پڑتا تھا۔ تمہیں تو انہی لوگوں نے ماننا ہے جو بھوکے ننگے ہوں، بھلا ہم کیوں مانیں گے۔ ہمیں تو کھانا پینا نصیب ہے۔ اگر آج کا دور دیکھو تو آج بھی وہی الٹا سیدھا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ جیسے ایک بار کسی نے پوچھا کہ یار روزہ نہیں رکھا؟ تو کہتا ہے یار روزہ اور رکھن جناں کول کھان نوں کجھ نئیں (روزہ تو وہ رکھیں جن کے پاس کھانے کو کچھ نہیں) آج بھی یہ آرگومنٹس دیئے جاتے ہیں تو مقصد اس وقت یہ تھا۔ میں نے لیکچر میں بھی Explain کیا کہ مسلمانوں کو تیرہ سو برس حکومت نصیب رہی۔ آج بھی اگر دنیا کے قیمتی ترین اثاثے دیکھے جائیں تو وہ اہلِ اسلام کے

Marfat.com

ہیں۔ اہلِ مغرب کے نہیں ہیں۔ اگر محلات دیکھو گے تو مسلمانوں کے ہیں، مغربی لوگوں کے نہیں ہیں۔ بے شمار عجیب وغریب جو دنیا کی چیزیں ہیں، وہ مسلمانوں نے بنائی ہیں، انہوں نے نہیں بنائیں۔ مقصد یہ کہنے کا تھا کہ غربت کسی کے اسلام کے لیے طعنہ نہیں اور امارت کسی صورت میں دلیل نہیں بنتی کسی مذہب کی سچائی کی۔

س: ایک طرف کشادگیٔ رزق کی دعائیں بتائی جاتی ہیں، دوسری طرف حدیثِ قدسی میں اللہ فرماتا ہے، مجھ سے کل کا رزق نہ مانگ جیسے میں تجھ سے کل کا عمل نہیں مانگتا۔

ج: آپ نے کئی دفعہ پہلے بھی بات سنی ہوگی کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام یوحنا کے ساتھ جا رہے تھے۔ حضرت یوحنا ان کے پہلے حواری تھے تو عیسیٰؑ نے دیکھا کہ ان کی بغل میں ایک پوٹلی ہے تو پوچھا کہ یوحنا یہ کیا ہے؟ کہا یا نبی اللہ، اس میں دو روٹیاں ہیں۔ پوچھا یوحنا دو روٹیاں کیوں؟ کہنے لگے یا نبی اللہ ایک آج کے لیے ایک کل کے لیے ہے۔ تو حضرت عیسیٰ نے کہا کہ یوحنا تم نے توکل میں ہمیں پرندوں سے بھی نیچے گرا دیا ہے۔ کسی پرندے کے گھونسلے میں دو وقت کی روٹی دیکھی ہے؟ تو خواتین وحضرات! آج ہمارے پاس املاک ہیں، اسباب ہیں، چیزیں ہیں۔ آج انہیں ہم سنبھالتے ہیں، ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو اتنی گنجائش پیدا کر دی کہ حدیث موجود ہے کہ کبھی کبھی ایک سال کا رزق بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکٹھا کرتے تھے مگر وہ رہتا کب تک تھا، یہ کوئی پتہ نہیں۔ جب بھی دیکھا گیا سرکارِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فقر و فاقہ میں دیکھا گیا۔ اس میں دو پہلو ہیں، ایک ہوتا ہے Voluntarily, Knowingly اور ایک ہوتا ہے جبراً۔ اگر جبراً فاقہ پڑ رہا ہے تو آپ یہ نہیں کہہ سکتے کہ میں نے آج فاقہ کیا ہے۔ وہ تو آپ کو فاقہ پڑ گیا ہے مگر جب ایک بندہ اختیار رکھتے ہوئے فاقہ کرتا ہے تو وہ اللہ پر توکل کر رہا ہوتا ہے، بھروسہ کر رہا ہوتا ہے۔ یہ مجبوری نہیں ہے۔ اس Statement کے پس منظر میں بہت ساری گنجائشیں حدیث میں بھی موجود ہیں۔ ہر انسان کی جو سکیورٹی ہے، Survival ہے۔ اس کا احساس Different ہوتا ہے۔ اگر ایک شخص کے پاس تین دن کا کھانا ہو تو وہ خوش ہوتا ہے۔ اللہ کا کہنا بہت بڑی عقل کا باعث ہے۔ اللہ یہ کہہ رہا ہے کہ اے بنی آدمؑ تجھے ہر روز، ہر لمحے، ہر سال ہر مہینے حتیٰ کہ ایک صدی کا کھانا میں ہی دے رہا ہوں تو تو کیوں فکر کرتا ہے، کل کہاں سے کھائے گا؟ اس کا مطلب یہ نہیں

Marfat.com

کہ جمع نہیں کرنا چاہیے اور سنبھالنا نہیں چاہیے۔ یہ خیال بالکل خدا کے توکل سے وابستہ ہے کہ جس انسان کو پتہ ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ہی رزق دینا ہے، وہ اگلے روز کے رزق کی اتنی فکر نہیں کرے گا۔ اب ذرا دیکھیے حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ نے آٹھ برس تک فقر و فاقہ اور تنگی دی، بعد میں سب کچھ لوٹا دیا۔ اس سے کچھ زیادہ لوٹا دیا جو کچھ ان کے پاس پہلے تھا۔ ایک دفعہ بارش ہوئی اور بارش میں سونے کی ٹڈیاں برسیں تو حضرت ایوبؑ بھاگ دوڑ کر اٹھانا شروع ہو گئے تو اللہ نے آواز دی کہ ایوبؑ میں نے تمہیں اتنا کچھ دیا ہوا ہے، اتنا کچھ دیا ہوا ہے تو کیا اب بھی تجھے سونے کی یہ ٹڈیاں اٹھانے کی آرزو ہے؟ عرض کی، اے میرے پروردگار میں تیرے فضل سے آشنا ہوں تو نے مجھے اتنا کچھ دے دیا، مجھے صحت بخش دی، مجھے بچے دے دیے، مجھے رزق اور روزگار تو نے لوٹا دیا مگر میں تیرے فضل سے محروم نہیں رہ سکتا۔ اگر مجھ پر ٹڈیاں برس رہی ہیں اور تو برسا رہا ہے تو میں اتنا گیا گزرا نہیں کہ میں کہوں کہ مجھے ان کی کوئی پروا نہیں ہے۔ میں تیرے فضل سے محروم نہیں رہ سکتا۔ بعض ایسے لوگ موجود ہیں۔ خداوند کریم ان کو رزقِ کثیر بھی عطا کرتا ہے۔ بعض رزقِ قلیل سے آگے نکلتے ہوئے بہت آگے بڑھ جاتے ہیں۔ اگر آپ پاکستان میں بھی تین جنریشنز کی ہسٹری دیکھ لیں تو وہ غریب لوگ جو پتہ نہیں کیسے گزر بسر کرتے تھے، آج نجانے کہاں پہنچ چکے ہیں۔ میرا خیال ہے آپ اپنے سابق پرائم منسٹر کو ہی دیکھ لیں یا دوسروں کو دیکھ لیں ہم ان کو Corporate beggar generation کہتے ہیں۔ بھوکے ننگے آئے تھے بیچاروں نے محنت کی، کسی نے اتفاق فاؤنڈری لگالی۔ کسی نے یہ کر لیا، وہ کر لیا۔ اس طرح کوئی تین نسلوں سے زیادہ غربت اور امارت کی داستان نہیں۔ اللہ تو تیسری نسل تک فضل کرتا ہے۔ آپ کو یاد ہے کیا کہا تھا حضرت موسیٰؑ کو حضرت خضرؑ نے کہ ان بچوں کا باپ بڑا نیک آدمی تھا۔ ہم نے خیال کیا کہ اگر اس وقت دیوار ٹوٹ گئی تو ان کا خزانہ لوگ لے جائیں گے تو ہم نے خیال کیا کہ یہ دیوار درست کر دیں تاکہ بچے بڑے ہوں تو اپنے نیک باپ کی متاعِ حیات تک پہنچ جائیں تو دیکھا نہیں آپ نے کیسے اللہ تعالیٰ نسلوں تک کا خیال رکھتا ہے تو اس معاملے میں ایسی کوئی پیچیدگی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو رزقِ فراخ بھی عطا کرے اور خدا کے شکر کی نعمت بھی۔ بچائیں بھی اور کھلائیں بھی۔

**س:** عقل اور خوف کا تذکرہ آپ نے کیا۔ عقل کچھ دلائل کو تسلیم کرتی ہے مگر دل کسی

Marfat.com

انجانے خوف کا شکار ہو جاتا ہے۔ دل عقل کے دلائل کو تسلیم کیوں نہیں کرتا؟ خرابی کہاں پہ ہوتی ہے؟ کیا دلائلِ عقل کمزور ہوتے ہیں یا خوف عقل کو خراب کر دیتا ہے؟

ج: دماغ تو کمپیوٹر ہے۔ اس نالائق نے کیا سوچنا ہے۔ اگر کوئی ایسی چیز پوچھ بیٹھو جو آپ نے پڑھی نہیں ہے، سنی نہیں ہے۔ یہ آپ کو جواب ہی نہیں دے سکتا مگر دل کے اوپر چھ Receptors ہوتے ہیں۔ پازیٹو کے تین اور نیگیٹیو کے تین۔ پازیٹو Receptor پازیٹو کو کھلتے ہیں اور دوسرے تین جو Receptor ہیں، یہ نیگیٹیو کو کھلتے ہیں مگر دل کسی چیز سے تسلی ہی نہیں پاتا۔ اس کی وجہ آپ کو پتہ ہے کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ! اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی تسلی چیزوں میں رکھ دی ہے۔ دل کو اپنے لیے مخصوص کر لیا Frankly اور Blankly بتا دیا کہ "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" (الرعد:28) یہ Chapter خود خدا نے کلوز کر دیا ہے۔ آج تک زمین و آسمان میں کوئی دل اطمینان نہیں پاتا، ہاں وہ دل اطمینان پائے گا جو خدا کی یاد سے مزین ہے۔ یہ ایک اصول ہے۔ اگر آپ اسے جان جائیں تو مجھے یقین ہے کہ آپ بھی مطمئن ہو جائیں گے۔ باقی چیزوں کو اللہ تعالیٰ کہہ رہا۔ باقی چیزوں کو آپ ایسے ہی پا جاؤ گے۔ اگر کوئی ذہنی کرب و بلا ہے تو دور ہو جائے گی۔ کوئی ضرورت ہے تو طے ہو جائے گی۔ کوئی بیماری ہے تو شفا پا جائے گی۔ بہت سارے مراحل بہت سارے مراحل پہ مبنی ہیں اور آپ پا جاؤ گے مگر جہاں تک دل کی بات ہے تو خدا نے واضح کر دیا ہے۔ جیسے اسلام کو واحد رستہ اور مجبوری کہہ دیا ہے۔ اسی طرح دل کے اطمینان کو بھی Ban کر دیا ہے اور کہا "اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" (الرعد:28) سن لو میری یاد کے بغیر دل تمہارا قلبِ اطمینان نہیں پائے گا۔ اب جو شخص ذکرِ الٰہی کے بغیر اطمینانِ قلب ڈھونڈ رہا ہے تو ایسا ناگزیر ہے۔ وہ عقل سے گریزاں ہے، حماقت کے اعلیٰ ترین درجے پہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں اس کی وابستگی غیر اللہ سے ہے، وہ مجھے جانورانہ سطح کا آدمی لگتا ہے کیونکہ He is directly challenging God یا تو وہ ثابت کر کے دکھائے کہ مجھے خدا کے بغیر اطمینان حاصل ہے مگر ایک بات یاد رکھیے گا کہ ایک لمحے کی شہادت کارآمد نہیں ہوتی ہے Life span یہ اگر کوئی شخص مجھے یہ کہہ دے کہ میں نے خدا کی یاد کے بغیر بھی بڑے اطمینان سے زندگی گزاری ہے .I would certainly consider یا اس کا دماغ سرے سے ہی نہیں ہے یا اللہ نے

Marfat.com

اس پر سے قلم اٹھایا ہوا ہے۔ آپ کو پتہ ہے نا اللہ قلم بھی اٹھا لیتا ہے۔ اللہ نے فرمایا، میں نے قلم اٹھالیا اس پر سے جو مجنوں ہے یا جو سویا ہوا ہے جو بچہ ہے۔ ہاں اگر کوئی شخص ساری زندگی بچہ ہی رہ جائے تو میں اس کی مان لوں گا کہ اس کو خدا کی یاد کے بغیر اطمینان ہے۔ کوئی شخص ساری عمر کا پاگل ہو تو میں مان لوں گا کہ اس کو خدا کی یاد کے بغیر اطمینان ہے اور اگر کوئی شخص ساری عمر سوتا رہے تو بھی مان لوں گا کہ یہ خدا کے بغیر مطمئن ہو سکتا ہے مگر ایک Normal human being کو ایک Believer کو جو اللہ تعالیٰ پہ یقین رکھتا ہے، اس کو یہ بات کبھی بھی نہیں بھولنی چاہیے کہ اللہ نے اطمینانِ قلب پر ایک Ban لگا دیا ہے "اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ" (الرعد:28)

**س:** سورۃ انعام کی ایک آیت کے حوالے سے پوچھا گیا ہے کہ کسی فرقے، گروہ یا جماعت کے ساتھ تعلق رکھنے یا اس کا نمائندہ بن کر پرچار کرنے سے کیا انسان نبی کریم ﷺ سے تعلق یا شفاعت سے محروم ہو جاتا ہے؟

**ج:** بڑی سادہ سی بات ہے کہ ہمارے پاس ججمنٹ ہوتی ہے کہ ہم اپنے آپ کو کیا کہیں، کیا نہ کہیں Suppose if some one is asking me who am I? تو میں اسے کہوں گا کہ میں مسلمان ہوں، میرا تشخص اس سے آگے نہیں بڑھتا، وجہ یہ ہے کہ یہ نام میرا اپنا نہیں ہے، نہ مجھے کسی کتاب سے ملا ہے، یہ میرا نام قرآن میں اللہ نے رکھا ہے۔ "ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ" (الحج:78) کہ ہم نے ان کا نام مسلمان رکھا ہے۔ اب اس اتنے بڑے گفٹ کو اتنے بڑے نام کو چھوڑ کر جو اللہ نے میرا رکھا ہے، اگر میں اب باقی تقسیموں میں جاؤں گا تو Obviously مجھے ایک It's like thanklessness to God that why should not I choose the same word which God has chosen for me. اتنا بڑا جو مجھے نام ملا، مسلمان کا نام تو میں اس کے ساتھ کیا عہد کروں کہ اس کی شان بڑھ جائے۔ یہ تو خود ہی اتنی شان والا لفظ ہے۔ Secondly قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے بار بار فرمایا "اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَھُمْ" جن لوگوں نے اپنے اپنے دین میں فرق کر لیا "وَکَانُوْا شِیَعًا" اور وہ گروہ بن گئے۔ دیکھیے ابتدائے حال سے یہ دو گروپس ہیں، وہ لوگ جو خدا کے دین میں ہوتے ہیں، نہ کوئی فرقہ تخلیق کرتے ہیں نہ کوئی گروپ بناتے ہیں اور دوسری طرف فرض کرو ایک جماعت

Marfat.com

کا بندہ نکلتا ہے اور دیکھنے والا کہتا ہے کہ یہ فلاں جماعت کے ہیں، ایک آدمی نکلتا ہے، وہ کہتا ہے کہ یہ جی فلاں پارٹی کے ہیں یا فلاں پارٹی کے ہیں۔ جب گروہی تشخص قائم ہو جائے تو تقسیم مکمل ہو جاتی ہے "اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ" کچھ لوگ دین میں اختلاف کرتے ہیں مگر وہ گروہ نہیں ہوتے۔ وہ آپس میں جیسے آپ اُٹھ کر سوال کرتے ہیں، کوئی اُٹھ کے کہہ دے، بھائی صاحب آپ یہ غلط کہہ رہے ہو، میں اسے کہتا ہوں، ٹھیک ہے .We will check it up اگر آپ ٹھیک ہوئے تو میں آپ کی بات مان لوں گا ایسا تو ہوگا، اگر نارمل انسان ہوں تو وہ گفت وشنید اور بحث وتمحیص میں درستی قبول کرتے ہیں، غلطیاں مانتے رہتے ہیں کوئی بندہ Ultimate نہیں ہوتا ہے مگر جب کوئی مکتبۂ فکر کوئی طبقہ اپنے آپ کو Fix کر لے کہ ہم ہی صحیح ہیں اور باقی غلط کار ہیں تو وہ اپنی شناخت جنرل امہ سے علیحدہ کر لیتے ہیں "اِنَّ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ" جن لوگوں نے اپنے اپنے دین میں فرق کر لیا "وَكَانُوْا شِيَعًا" اور وہ گروہ بن گئے "لَسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ" (البقرہ:159) اے پیغمبر تو ان میں نہیں ہے۔ آپ دیکھیں یہ کیا Criteria بنا ہے۔ آپ کے لیے Criteria یہ بن جاتا ہے کہ یہاں "لَسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ" بڑا سخت لفظ ہے کہ تو پھر ان میں سے نہیں یعنی وہ لوگ پیغمبری سے نکل گئے۔ پیغمبران گروہوں سے نکل گیا کہ جو اپنے آپ کو دین میں فرق کرنے کے بعد اپنے آپ کو ایک گروہ میں ڈھال لیتے ہیں، وہ پھر دین کا حصہ نہیں رہتے اور پیغمبرؑ ان کا حصہ نہیں رہتے تو میں یہی کوشش کر سکتا ہوں کہ میں مسلمان رہوں، میرے اختلاف جو ہیں وہ میرے لوگوں کے ساتھ ہیں۔ لوگ مجھ سے اختلاف رکھیں، اس طرح ہم Discuss کرتے رہیں، ہم باتیں کریں مگر ہم اپنے آپ کو کسی Different گروہی مسلک میں نہ ڈھالیں، دیکھیں خطرہ اتنا بڑا ہے یقین جانیں خطرہ اتنا بڑا ہے۔ I will not take a chance اگر کوئی فرقہ Hundred percent truth پر بھی قائم ہو تو بھی میں اس کا حصہ نہیں بنوں گا کیونکہ قرآن یہ کہتا ہے "لَسْتَ مِنْهُمْ فِیْ شَیْءٍ" تو ان میں نہیں ہے چونکہ میرا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہیں ہوگا، میں اس کا حصہ نہیں بن سکتا۔

س: سلمان تاثیر کی ہلاکت کے بارے میں بہت سارے سوالات پوچھے گئے ہیں۔ اس واقعہ پر آپ کی رائے کیا ہے؟

Marfat.com

ج: Well! this is very simple question. دراصل سیکولر Parctically کسی خدا اور رسول ﷺ کو ہی نہیں مانتا۔ ہمارے اپنے زمانے میں ہم میں بہت سارے کمیونسٹ اور سوشلسٹ تھے، وہ ہمارے استاد تھے۔ بظاہر جب ان سے کہو نا کہ اسلام یہ کہتا ہے، وہ کہتے تھے کہ تم کیا سمجھتے ہو کہ تم ہی مسلمان ہو، تم نے ہی یہ ٹھیکہ لیا ہے۔ ہم نہیں مسلمان تو یہ ایک طرزِ عمل ہے جو سیکولر کا بڑا Common سا ہے کہ جب ان پہ تنقید کی جائے، ان کو کہا جائے کہ تم اللہ اور رسول ﷺ کو نہیں مانتے تو وہ جواب میں اسی طرح کا رویہ اپناتے ہیں۔ ایک بڑی معزز خاتون تھی، پڑھی لکھی تھی۔ بڑی کٹر سیکولر تھی۔ صبح شام بہت سارے اپنے حقوق جن کو آپ ناجائز حقوق کہہ سکتے ہو، ان پہ ہر وقت لڑتی رہتی تھی۔ ایک دن کہنے لگی کہ تم سمجھتے ہو کہ ہم مسلمان نہیں، دیکھا نہیں میں نے اللہ والا لاکٹ پہنا ہوا ہے۔ کیا یہی دستور ہے؟ اور کیا یہی اصول ہے کہ جب ان کو Question کیا جائے، چیلنج کیا جائے تو آگے سے بے تکی سی دلیل دے دو؟ گورنر کے معاملے میں There was no need to say those words which said. ایک تو میرا خیال یہ ہے کہ گورنر میں عقل سرے سے بہت کم تھی۔ دوسرے وہ ہندو بننے کے چکر میں تھے۔ تیسرے یہ کہ ان میں Ego centricity اتنی Strong تھی کہ He didn't care کہ کس کو Insult جا رہی ہے، کس کو نہیں۔ اگر وہ یہ کہہ دیتے کہ قانون پہ غور وخوض کریں گے، نرم کریں گے، ریویو کریں گے، ریفیوز کریں گے Whatever مگر کالا قانون کے لفظ کا تو مطلب ہے کہ It is unjustly wrong to protect the honor of Prophet (PBUH) اگر ہم کالے قانون کا Nutshell نکالیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ قانونِ توہینِ رسالت سرے سے ہی غلط ہے اور کسی بندے کی Respect کے لیے یہ قانون نہیں بنایا جانا چاہیے۔ اب دیکھو کہ مجھ سے کسی نے پوچھا تھا کہ اس کو کون مارے گا؟ میں نے کہا، سولہ کروڑ میں سے کوئی مار دے گا۔ دل تو سب کے کر رہے تھے، کوئی بزدل تھے، کوئی پڑھے لکھے تھے، کوئی دانشور تھے۔ کوئی گھبرائے ہوئے تھے، ان میں سے ایک پاگل نکلا، اس نے مار دیا۔ We may not call it a very sane act but there is no reason to excite this anity. اسپین کے پادریوں نے توہینِ رسالت کے لیے ایک منصوبہ بنایا۔

Marfat.com

بیچارے پادری سارے ایک جیسے تو نہیں ہوتے، ان میں بڑے بڑے نیک متقی نیکلس آگسٹین ہوئے ایکوناس ہوئے بڑے بڑے نیک لوگ ہوئے مگر جیسے ہمارا مُلّا ازم ہے، ان کا بھی مُلّا ازم ہے تو اسپین میں جب عبدالرحمان کا زمانہ تھا تو یورپ سے باقاعدہ خودکش لوگ بھیجے جاتے تھے۔ جیسے آج خودکش حملے ہم پہ ہو رہے ہیں، اس وقت خودکش حملے یورپ سے ہوتے تھے اسپین کے اندر۔ وہ کرتے کیا تھے؟ ایک بندہ اسپین چلا جاتا اور جا کے قرطبہ میں یا جہاں بھی کوئی دارالخلافہ ہوتا وہاں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلاف بیان دینا شروع کر دیتا اور خرافات بکنے لگتا۔ People never used to kill them وہ اس کو پکڑ کر قاضی کے پاس لے جاتے۔ قاضی پھر اسے بادشاہ کے سامنے لے جاتا کیونکہ بہرحال بہت بڑا فتویٰ قتل کے لیے چاہیے ہوتا ہے۔ یہ اصول ضروری ہے جیسے میں نے ابھی آپ سے کہا کہ اللہ نے قلم اٹھالیا، اس سے جو مجنوں ہے تو کم از کم پہلے ایک Period establish ہونا چاہیے۔ دیکھو کس حال میں کسی نے کیا کہا، جائز کہا، ناجائز کہا۔ Mentally سالم تھا یا نہیں، یہ انکوائری کا بینیفٹ کسی بھی ملزم کو دینا لازم ہے۔ اس کے بعد اگر آپ سمجھتے ہو کہ یہ جتنا ایکٹ تھا Deliberate تھا Consciously تھا، وہ پادریوں کے فرستادہ لوگ ایسا کرتے کیوں تھے؟ جیسے ابھی میں نے آپ کو اسپین کی مثال دی، وہ صرف اس لیے کرتے تھے، یہ بات آپ اچھی طرح یاد رکھنا جو میں اب کہہ رہا ہوں کہ جب کسی کو قتل کی سزا دی جاتی تھی تو وہ اس کی لاش کو شہید کی طرح اٹھاتے تھے اور Vatican میں لے جاتے اٹلی میں، وہاں یہ رولا ڈالتے۔ ''دیکھو یہ لوگ ظالم اور کافر یہ Hatin یہ مسلمان ہمارے مذہب والوں کو کس طرح قتل کر رہے ہیں، مار رہے ہیں۔'' ابھی بھی یورپ وہی کام کر رہا ہے۔ ایک نہ ایک بندہ اُٹھ کے آجائے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں نازیبا گفتگو کرے گا۔ اس کے بعد آپ لوگ اشتعال میں آجاؤ گے، مگر خواتین وحضرات! ایک چیز لازم ہے کہ اگر کوئی اور Reason نہ بھی ہو اسے مارنے کی جیسے کسی نے توہینِ رسالت کی ہے، اگر کوئی اور Reason نہ بھی ہو، اگر Reason موجود ہے، یہ Disciplinary ہے Technical ہے، Law ہے کہ اگر ایک شہر کا مسلمان مشتعل ہو کر ایک پوری کمیونٹی کو مار دے گا تو اس کا خون کس کے سر پہ جائے گا، کیا گوجرے والا واقعہ آپ کو یاد نہیں؟ If anybody takes the risk of enticing the

Marfat.com

Muslims of this area. اور کوئی بھی بہکا سکتا ہے کیونکہ محبتِ رسول ﷺ ہماری زندگی ہمارے رزق، ہمارے ایمان کا ایک جزو ہے۔ کوئی صبر والا ہوگا، کوئی نہیں ہوگا۔ اگر ہم میں یہ اشتعال پھیل جاتا ہے اور گوجرانوالہ یا لالہ موسیٰ اٹھتا ہے اور اٹھ کر کمیونٹی کے سارے کرسچینز مار دیتا ہے تو اس کی ذمہ داری کس پر ہوگی؟ So it is important ایسے تمام خبیث لوگوں کو Ostracize کیا جائے۔ سوسائٹی کا پابند کیا جائے جو کسی بہت بڑے سوشل خطرے کا باعث بنتے ہیں۔ But we don't know, practically I don't know what happened there? اس پر الزام کس طرح سے لگایا گیا؟ کیوں لگایا گیا؟ مگر جب ایک Court take up کر رہی ہے تو ایک Lawful اتھارٹی کا کوئی حق نہیں بنتا کہ اس پہ اپنی رائے دینا شروع کر دے۔ سو میرا خیال یہ ہے اگر آپ سچ پوچھو سلمان تاثیر اپنی حماقت کی وجہ سے مارا گیا۔ He was very stupid man. جس نے غور نہیں کیا کہ وہ عقل کے کس مقام سے فیصلہ دے رہا ہے۔ کس پوزیشن سے دے رہا ہے۔ اگر مجھ سے آپ میری رائے پوچھتے ہو Why he was killed? He was killed because of a very very incompetent and stupid education.

س: Some time when you are about to make a decision you have two thoughts. Both of them feel to be right and logical. if there is any rule of judge which thought is right or correct?

ج: Actully while making any kind of decision. آپ کو دیکھنا ہوتا ہے کہ میں فیصلہ کس طرح کا اور کیوں کر رہا ہوں؟ اس لیے Whatever decision you make. ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ہم نے کس طرف جانے کے لیے کون سے شماریات یا Statistics اکٹھے کرنے ہیں۔ اگر آپ نے خدا کے رستے میں جانا ہے اور یہ دیکھنا ہے کہ اس رستے پہ مجھے کون سے ڈیٹا سے واسطہ پڑے گا تو پھر آپ کو قرآن ضرور پڑھنا پڑتا ہے اور حدیث کا مطالعہ ضرور کرنا پڑتا ہے۔ And there is no such doubt which is not

Marfat.com

settled in the Quran or in the Hadith, there is no such problem which is not discussed in the Quran. اور اگر کوئی ڈائریکٹ مسئلہ نہیں تو Behind the issues ایشوز جو اس کے Basics ہوتے ہیں، وہ بھی بالکل Clear ہوتے ہیں اور کسی قسم کا ابہام نہیں رہ جاتا۔ البتہ اس وقت It become very ambitious کہ جب ہمیں یہ نہیں پتہ ہوتا کہ ہماری Destiny کیا ہے اور ہم نے کدھر جانا ہے اور ہم نے کس اصول پر جانا ہے، اس وقت جب Destiny clear ہوگی تو آپ کو اشارات بھی Clear ملیں گے جب Clear Destiny نہ ہو تو سارا معاملہ Confuse ہو جاتا ہے۔

س: ایک صاحب پوچھتے ہیں کہ حضرت! آپ نے اپنے ایک لیکچر میں فرمایا تھا کہ بدنی گناہ کر لو مگر ذہنی گناہ نہ کرنا، اس کی وضاحت کر دیں۔

ج: بدنی گناہ کا وقفہ بڑا کم اور Punishment will be late اور ذہنی گناہ کا وقفہ طویل عمر بھر زندگی بھر بھی ہو سکتا ہے۔ And there could be no punishment. جیسے غیبت ہے، اگر آپ دیکھو تو کسی بدترین فزیکل گناہ کی عمر کتنی ہو سکتی ہے مگر آپ غیبت کر رہے ہو، آپ کو پتہ بھی نہیں ہے کہ آپ ایک گناہ کر رہے ہو۔ صبح سے لے کر شام تک کر رہے ہو اور پیدائش سے لے کر موت تک کر رہے ہو تو یہ ایک اتنا بڑا Tragic Flaw create ہو جاتا ہے جسے Fatal Flaw کہتے ہیں جو پوری شخصیت کے لیے ایک مسخ کا باعث بنے گا اور اس کا آپ کو احساس کبھی نہیں ہوگا، اس لیے وہ Flaws جو نیچر میں ہوتے ہیں، وہ بڑے ہوتے ہیں کیونکہ جو بدنی امور ہیں، ان کو آپ بھی جانتے ہو کہ یہ خطائیں ہیں اور یہ جلدی Feel ہو جاتے ہیں اور ان پر گناہ و ثواب جو ہے آپ کو واضح ہو جاتا ہے اور آپ توبہ کر کے ان سے بچ نکلتے ہو مگر ذہنی خطاؤں کا آپ کو پتہ نہیں ہوتا۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم ان کی برائیاں ان کے لیے نیکیاں بنا کر پیش کرتے ہیں، وہ ساری عمر یہی سمجھتے رہتے ہیں کہ ہم یہ بڑا نیک کام کر رہے ہیں۔ اب دیکھو ہزاروں پمفلٹ بانٹنے والے آپ کو مل جائیں گے جو ایک پمفلٹ لے کر چل رہے ہوں گے کہ نماز پڑھنا ثواب کا باعث ہے۔ یہ رستے کیسے ہیں But they think they are doing a good job. جیسے تبلیغ والے مل جائیں گے جو ہر دروازہ کھٹکھٹائیں گے But

Marfat.com

جب بھی اس قسم کا مرحلہ پیش آتا ہے تو they think they are doing a good job. بعض اوقات لوگوں کی خامیاں ان کی نظر میں اچھائیاں بنا کے اللہ پیش کر دیتا ہے اور وہ راہِ اعتدال سے ہٹ جاتے ہیں۔ وہ اس آسیب میں ساری زندگی مبتلا رہتے ہیں۔ تاآنکہ اللہ کسی کو بہتر عقل سے نواز دے۔

س: What is concept of love in Islam? کیا انسان کسی دوسرے سے پیار کر سکتا ہے؟

ج: یہ سوال تو بڑا مشکوک سا ہے اس لیے اگر میں اسے صحیح معنوں میں جانوں تو لگتا یہ ہے کہ یہ مسئلہ بینِ زوجین ہے بلکہ ''مابین سیکسین'' ہے۔ ہمیں Precincts تو ضرور متعین کرنے ہوتے ہیں۔ خداوند کریم نے دل اپنے قبضے میں رکھے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک دعائے مبارکہ ہے اور بڑی خوبصورت وضاحت ہے۔ فرمایا، اے پروردگار! میں اپنی بیگمات کے درمیان جتنا ممکن ہے انصاف کرتا ہوں مگر اگر پھر دل کسی طرف جھک جائے تو دل کا تو تو مالک ہے، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا کہ دل کسی کو کم و بیش پسند نہ کرے، یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ کم بخت جو اُمڈ کے آتا ہے، بچوں کی طرح بلکتا ہے مگر یہ اللہ کے قبضے میں ہوتا ہے۔ خدا اس کو فتنے کے لیے استعمال کرتا ہے اور رحم و کرم کے لیے بھی استعمال کرتا ہے۔ اللہ کریم نے فرمایا کہ لوگوں کے دل میری دو انگلیوں میں اس طرح ہیں جیسے ویرانے میں پڑا ہوا ایک پَر جس کو ہوا الٹاتی پلٹاتی ہے۔ لوگوں کے دل اللہ کی انگلیوں میں اس طرح الٹتے پلٹتے رہتے ہیں۔ That's very special science مجھے یقین ہے کہ یہ سائنس ہے جیسے دیکھو اللہ تعالیٰ کیا کہتا ہے کہ میں نے فرعون کی بیوی کے دل میں محبت ڈال دی بچے کے لیے۔ ''وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّىْ'' (طٰہٰ:39) یہ جو ڈالنا ہے، القا کرنا ہے، محبت ڈل جاتی ہے مگر اس کے علاوہ یہ ایک جذبے کی تکسیر ہے یا ایک جذبے کی Pollution ہے یا اس کی Refinement ہے مگر اس کے علاوہ جو Value پہ محبت ہے اس کی سب سے زیادہ قیمت اور قدر ہے اور یہ اللہ کے نزدیک Appreciable ہے۔ اسی لیے پروردگار نے جب مابین اسلام اور مسلمانوں میں آپس کی محبت کا ذکر کیا، اس محبت میں ایثار ہوتا ہے اور ایثار کے بغیر محبت تشنۂ تکمیل ہوتی ہے۔ ارشاد ربانی ہے ''وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ'' (البقرہ:165)

Marfat.com

کہ وہ لوگ جو مسلمان ہیں، جو اہلِ ایمان ہیں، وہ اللہ کے لیے ایک دوسرے سے شدید محبت کرتے ہیں This is the highest appreciable love of human beings, highest appreciable love. باقی Frankly telling you اگر عورت اور مرد میں یہ انس نہ رکھا جاتا تو شاید آگے کائناتی زندگی میں Production ہی نہ ہوتی۔ Progeny نہ ہوتی۔ یہ تسلسل جو ہے اسی محبت سے جاری ہے جو اللہ نے کچھ رشتوں میں ڈال رکھی ہے۔ اسی طرح محبت کبھی درجہ ابتدا پہ بھی گر جاتی ہے جیسے فلمی گانے والے ہیں۔ کبھی ادب کے اعلیٰ ترین مقام تک بھی پہنچ جاتی ہے جیسے یہ شعر ہے۔

تیرے کوچے ہر بہانے مجھے دن سے رات کرنا
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اُس سے بات کرنا

کبھی محبت کا رنگ جو ہے وہ اس طرح بدل جاتا ہے کہ

تجھے نامہ بر قسم ہے وہیں دن سے رات کرنا
وہ جو ایک بات پوچھے تو ہزار بات کرنا

تو کبھی یہ ہے کہ آپ وہاں جا کے کعبہ شریف میں اظہارِ محبت کر رہے ہوتے ہو کبھی ایسی تکریم میں چلے جاتے ہو کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار پہ پہنچتے ہی کسی کی محبت میں زبان بند ہو جاتی ہے۔ کسی کی آنکھیں رواں ہو جاتی ہیں۔ کسی کے پاؤں زمین سے پیوست رہ جاتے ہیں تو محبت کی بہت سی کیفیتیں ہیں مگر مختصراً محبت کی Definition یہ ہے کہ محبت وہ جذبہ ہے جس کو کوئی اور جذبہ Replace نہیں کرسکتا۔

س: حکمت کیا ہے؟ اور ذہن انسانی سے اس کا کیا تعلق ہے؟ اور یہ بھی کہ انسان پہ کتنی طاقتیں کام کر رہی ہیں اور ان کا مقصد کیا ہے؟

ج: دیکھو اللہ نے حکمت کو Define کیا کہ "يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ" (البقرہ:269) دراصل ہر شے کا ایک اصول ہوتا ہے۔ جب اصول کو عمل میں ڈھالا جاتا ہے تو اس کو Execution کہتے ہیں۔ ایک لاء ہوتا ہے، ایک Execution ہوتی ہے۔ علم اور عقل بنیادی طور پر ایسے تصورات

Marfat.com

ہیں کہ جب Execution میں جائیں گے تو وہ کسی حکمت پہ منتج ہوں گے۔ مثلاً مجھے ایک مرض کا علاج پتہ ہو اور مجھے اس کی دوا بھی پتہ ہو تو میرے لیے بھی بے معنی ہے اور کسی اور کے لیے بھی بے معنی ہے مگر جب وہ کسی عمل میں جائے گی اور کسی پہ اثر کرے گی Execute ہو کے وہ حکمت بن جائے گی، اسی طرح علم بغیر حکمت کے ایک مفروضہ رہ جاتا ہے۔ علم و حکمت جب Join کرتے ہیں تو تکمیل مقاصد ہوتی ہے۔ اس لیے پروردگار نے فرمایا "یُؤْتِی الْحِکْمَةَ مَنْ یَّشَآءُ" جسے چاہتا ہوں حکمت عطا کرتا ہوں "وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا" (البقرہ:269) جسے میں نے حکمت عطا کی، اسے خیر کثیر عطا کی۔ اگر میں حکمت کا ترجمہ کروں تو یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے حکمت کو خیرِ کثیر کہا ہے اور یہ علوم کی معرفت کی بنیاد پر ہے کہ جب علوم عمل پذیر ہوتے ہیں۔ جب کوئی علم عمل پذیر ہوتا ہے تو حکمت پیدا ہوتی ہے۔ جب آپ کا اسلام عمل پذیر ہوگا تو نماز، روزہ اور اخلاص پیدا ہوگا۔ زکوٰۃ پیدا ہوگی۔ صدقات پیدا ہوں گے۔ یہ خیر کثیر پیدا ہوں گے۔ ہاں البتہ یہ ضرور ہے کہ حکمت کسی مسلمان کے لیے مخصوص نہیں ہے۔ حکمت جو ہے غیر کو دی جا سکتی ہے۔ حکمت چونکہ ایک کرامت ہے، بہت بڑی کرامت ہے اور کرامت کسی غیر کو بھی نصیب ہو سکتی ہے کیونکہ اللہ نے قرآن حکیم میں لکھ دیا ہے کہ "وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِیْٓ اٰدَمَ" (بنی اسرائیل:70) کہ ہم نے بنی آدم علیہ السلام کو کرامت بخشی ہے۔ اس میں مسلمان کے لیے اور کسی اور کے لیے فرق جو میں محسوس کرتا ہوں کہ وہی کام جو کسی غیر مسلم نے دس سال میں کرنا ہے، اگر مسلمان اپنے اللہ کے توسط سے کرے تو دو سال، تین سال، پانچ سال میں کر سکتا ہے۔ وہ مثال ہمارے سامنے ہے کہ The People were thinking that we wouldn't be able to create the atom in fifty years we created in twelve years. They said we wouldn't be able to create the missile in fifteen years we created in three years. اب بھی اگر مسلمان جو ہیں اللہ کے توسط سے محنت و مشقت تھوڑی سی کریں اور خدا کے توسط سے کارہائے خیر سرانجام دیں تو جو غیر کے سالوں کا Advantage ہے، وہ ہمیں انتہائی کم وقت میں نصیب ہو جائے گا۔

س: یہ تقاریر اور سیشنز بہت ہو چکے پروفیسر صاحب! کوئی پریکٹیکل کام کریں جس

Marfat.com

سے کوئی تبدیلی ممکن ہو۔ سائنس کی باتیں کرنے سے سائنسدان پیدا نہیں ہوتے۔

ج: یہ تو بڑی مناسب کہی انہوں نے (زیرِلب تبسم کے ساتھ) دیکھو استاد تو باتیں ہی کرتا ہے۔ ان صاحب سے کہو کہ عمل شروع کر دیں اور Application سے میں نے اصول سیکھے ہیں، جو کچھ آپ کو بتا رہا ہوں، مجھے قسم ہے پروردگارِ عالم کی کہ میں کبھی محبتِ خداوند کا قائل ہی نہ ہوتا اگر میں پہلے اس Process سے گزرا نہ ہوتا۔ میں کبھی علم کی افادیت کا قائل نہ ہوتا۔ آخر میرے اردگرد وہ لوگ تھے جو Blind faith میں تھے۔ وہ لوگ تھے جو خداوندِ کریم کو سرے سے ایک امرِ محال سمجھتے تھے۔ میں نے خدا کو جس طرح سے جانا پہچانا ہے۔ اگر مجھ پہ عملیت میں وہ مظاہر نہ گزرتے تو میں کبھی آپ کو نہ بتاتا کیونکہ میں قرآن کے ایک اصول کا بڑا قائل ہوں "لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَالَا تَفْعَلُوْنَ" (الصّف:2) تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔ اس لیے میرے اس دوست کو یہ یقین ہونا چاہیے کہ .Whatever I say I act

س: کوئی ایسا حل بتائیے جس پر کاربند رہتے ہوئے ہم اپنی اصل منزل یعنی قربتِ خداوند کو فراموش نہ کریں اور یہ سلسلہ تادمِ مرگ قائم رہے۔ اس کے ساتھ کوئی ایسا وظیفہ عنایت کریں جو یہاں موجود ہر شخص کے لیے موثر ہو۔

ج: دیکھو جی میں دو چار وظائف کو بڑا Important سمجھتا ہوں۔ عصرِ دجال ہے۔ ذہانتیں مفقود ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ مسلمان عقل مند نہیں ہے جو اللہ کو اس کا وعدہ نہیں یاد کراتا۔ اللہ تعالیٰ کے پاس بہت عقل ہے، Totality ہے تو آپ کو بھی تھوڑا بہت چالاک ہونا چاہیے۔ حضرت عمر فاروقؓ سے کسی نے پوچھا تھا کہ آپ کا اصولِ زندگی کیا ہے؟ فرمایا ہم دھوکہ نہیں دیتے مگر دھوکے کی ہر قسم جانتے ہیں تو یہ اصول ہے کہ مسلمان کو اتنا عقل مند ہونا چاہیے کہ شیطان کو کہیں Dodge دینے کی قابل ہو سکے۔ ساری زندگی اس سے ہی Dodge کھاتے گزارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ایک بات بڑی وضاحت سے لکھی ہے "کَتَبَ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ" (الانعام:12) کہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں اپنی تخلیقات پہ رحم کروں۔ اگر اس کا یہ فیصلہ ہے اور اس نے لکھ دیا ہے کہ میں ہر حال میں مخلوقات پہ رحم کروں گا تو میں آج کے دور میں یہ حق رکھتا ہوں کہ اسے یاد کراؤں۔ مالک! آپ نے لکھ رکھا ہے تو بھولیے گا نہیں۔

Marfat.com

مجھ پر رحم فرمائیے گا تو ایک اصول ہے کہ ہم بھی اللہ کو کم از کم تھوڑا بہت یاد کراتے رہیں، وہ جو نمیں کہتا ہے تو یہ یاد رکھنا کہ ہم بھی تھوڑا بہت اسے یاد کراتے رہیں کہ حضور آپ نے کتاب میں لکھ دیا ہے کہ آپ ہم پر رحم فرمائیں گے تو ضرور رحم فرمائیے...... یا رحمان یا رحیم یا کریم یہ ایک ایسا وظیفہ ہے جو صبح و شام دو پہر ہر جگہ موثر ہے۔ اس لیے دو چار چیزیں بڑی کام آنے والی ہیں۔ جیسے فرمایا، ساری زندگی گزارنے کے بعد ہم قبر تک پہنچتے ہیں اور وہاں پر ہم نے ایک بات کا جواب دینا ہے۔ تو چونکہ وہ جواب بڑا سادہ ہے۔ اگر زندگی میں دہراتے چلو، سو دفعہ دو سو دفعہ دہرا لو، اسی لیے حدیثِ مبارکہ بھی ہے کہ **افضل الذکر لا الہ الا اللہ** تو اگر ہم افضل الذکر کو ساتھ لیتے چلیں، اپنے Contract کو یاد کراتے چلیں تو امید ہے کہ منزل تو بالکل سادہ اور آسان ہو جائے گی۔

ایک بات اور جیسے حضرت کعبؓ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ کیا کیا پڑھتے ہو؟ تو انہوں نے بہت سارے وظائف گنوائے تو فرمایا کہ درود پڑھا کرو۔ پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک تہائی پڑھا کروں؟ فرمایا اور پڑھا کرو۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آدھا پڑھ لیا کروں۔ فرمایا اور پڑھا کرو۔ کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں صرف درود ہی نہ پڑھا کروں؟ فرمایا کفایت کرے گا تو درود ایک ایسی تسبیح ہے جو صبح دو پہر شام رات ہر وقت آپ پڑھ سکتے ہو اور مجھ پر سے آپ کے سوال کا بوجھ بھی ہٹ جاتا ہے کہ درود ایک ایسی تسبیح ہے کہ جتنا مرضی پڑھنا چاہو آپ پڑھ سکتے ہو مگر بات یہ ہے کہ بہت سارے لوگوں میں بہت سارے پہلے سے Inbuilt خیالات ایسے ہوتے ہیں جو تسبیحات کے بارے میں Confuse کر دیتے ہیں اور وہ Naturally کسی نتیجے تک نہیں پہنچ سکتے۔ ہر تسبیح اپنے اندر ایک پیٹرن رکھتی ہے۔ فرض کریں کہ میں اسمِ سلام پڑھنے کو دیتا ہوں۔ آپ پوچھو کہ اسمِ سلام کیوں دیتے ہو؟ میں کہوں گا اس لیے کہ اس شخص میں Anxiety بڑھ گئی ہے اور یہ اسمِ پروردگار جو ہے Anxiety کو ہلکا کرتا ہے، توڑتا ہے، اسے زیرو کرتا ہے۔ یہ پروردگار کا وہ اسم ہے، تمام پیغمبروں پہ جس کا نزول ہوا جیسے فرمایا "سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْيَاسِيْنَ۔ سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ" یہ وہ اسم ہے جو بھڑکتی ہوئی آگ میں حضرت ابراہیمؑ پر نازل فرمایا "قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِىْ بَرْدًا وَّ سَلٰمًا عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ" (الانبیاء: 69) بھی اس اسم سے اگر نارِ نمرود ٹھنڈی ہو سکتی ہے تو ہمارے ذہنوں میں جو بے چینی اور ابتلا کی آگ ہے، وہ بھی

Marfat.com

ٹھنڈی ہوسکتی ہے۔تو Normally اسمِ سلام اور مومن جو ہے، یہ میں آج کے زمانے کی وجہ سے Depression اور Anxiety کے لیے قریباً قریباً ہر بندے کو دیتا ہوں جیسے **یا رحمان یا رحیم یا کریم** اللہ کے رحم کے لیے دی جاتی ہے۔اس کے علاوہ خدا نے کچھ نام خود Suggest کیے ہوئے ہیں "**هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ** (22) **هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ** (23) **هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى**" یہ سب میرے اچھے نام ہیں۔اللہ خود کہتا ہے، یہ سب میرے اچھے نام ہیں "**يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ**" زمین و آسمان میں بھی ان ناموں کی تسبیح کرتے ہیں۔ تم کرلو گے تو کیا حرج ہے "**وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ**" (الحشر: 24) جاتے جاتے دو اور نام دے دیئے **العزیز** اور **الحکیم**۔تو یہ وہ اسمائے گرامی ہیں پروردگارِ عالم کے کہ اگر مجھے طوالت لیکچر کا اندیشہ نہ ہوتا تو ایک ایک اسم کے پیچھے جو فوائد آئے ہیں، احادیث میں جو معانی آئے ہیں، وہ آپ کو سناتا. And you would have enjoyed ایک دفعہ میں جناب شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے وظائف دیکھ رہا تھا، مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ آپ آخر کیا پڑھتے ہوں گے تو کوئی طریقہ نظر نہیں آ رہا تھا تو بہت ڈھونڈا گیا۔اصحاب میں جیسے سیدنا صدیق اکبرؓ کا وظیفہ ڈھونڈ رہا تھا تو مجھے پتہ لگا کہ **نِعْمَ الْقَادِرِ اللّٰهُ** کی تلاوت تھی تو شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے وظائف نظر ہی نہیں آ رہے تھے۔ڈھونڈ ڈھونڈ کے آخر فتوح الغیب میں ایک جملے سے پتہ لگا کہ اے انسان تو اگر اللہ کے قرب کی سعادت چاہتا ہے تو سورہ حشر کی آخری آیات کی تلاوت کر۔یہ آیات جو میں نے ابھی آپ کے سامنے پڑھیں۔یہ سورہ حشر کی آخری آیات ہیں۔اس کے بعد آپ دیکھیں کہ حضرت ابوعبیدہؓ کی حدیث ہے، اس پہ کہ میں نے تین مرتبہ **اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرجیم** پڑھ کر ایک دفعہ سورہ حشر کی تلاوت کی تو ستر ہزار ملائیکہ صبح سے شام تک اس کی حفاظت کرتے ہیں اور اگر شام کو پڑھی تو شام سے صبح تک تو ہر اسم اور ایک چیز کے پیچھے اتنے فوائد ہوتے ہیں۔آپ کو نظر نہیں آئیں گے۔آپ موکلات کے چکر میں اگر نہ پڑیں یا جنات اور حاضرات کی تسخیرات میں نہ پڑیں تو پھر آپ کو ان اسما کے اذکار کا لطف آئے گا اور انشاء اللہ

Marfat.com

تعالیٰ العزیز ضرور آئے گا۔

س: I am wondering if you would share the experience of your personal big bang. What was the event which trikled a nerves break down you encountered on the way to God?

ج: میں آٹھ سال ایک تحقیق میں گزار رہا تھا۔ I had some major question to solve. No1 whether I am slave or a free man? پہلا سوال یہ تھا کہ میں غلام ہوں یا آزاد ہوں؟ یہ پوسٹ گریجوایشن کے سیکنڈ ایئر سے شروع ہوا اور پھر اس کے بعد دوسرا Question اگر خدا ہے تو میں آزاد نہیں ہوں اور اگر وہ نہیں ہے تو پھر میں آزاد ہوں یعنی دوسرا سوال یہ تھا کہ خدا ہے یا نہیں؟ اس پر تیسرا Question پیدا ہوا کہ میں وجود کی سمت سے اس کی تحقیق کروں یا اس کی موجودگی کی سمت سے تحقیق کروں۔ Karl Marx was very fussy. تو اس کو اتنا عقلمند استاد نہیں کہا جا سکتا نہ لینن نہ مارکسزم کو مگر ان سے بڑے بڑے تھنکر موجود تھے۔ بہت سے دوسرے دانشور تھے مثلاً آئر، رسل، وٹ کانسٹائن اور وائٹ ہیڈ جیسے لوگ تھے۔ تو ان کے اعتراض بڑے معتبر اور بڑے مستند لیول کے تھے۔ ان کو Wash out کرتے کرتے آٹھ سال گزر گئے۔ When I found Him. سارے اعتراضات جمع ہو کے ایک جگہ آ گئے کہ شاید خدا کا ڈیٹا نہیں ہے۔ چونکہ خدا کا کوئی ڈیٹا نہیں ہے تو ایک بڑے اچھے Positivist نے کہا، چیزیں ڈیٹا پہ قائم ہیں۔ چونکہ خدا کی کوئی Logical ہیئت نہیں ہے، ڈیٹا نہیں ہے۔ So God is non-sense. تو میں اس تلاش میں تھا کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ڈیٹا مل جائے۔ Finally I switch on to the Quran. پتہ لگا کہ قرآن کا تو ہر لفظ اللہ کا ہے، ہر لفظ گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا ہوں، اس کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ کی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ Quran is the data of God. پھر میری یہ منزل اور بھی آسان ہو گئی کہ اگر قرآن Data of God ہے تو پھر پہلی Logical argument جو میں نے اپنی طرف سے دی کہ اگر یہ خدا کا لفظ ہے تو ناقابلِ تردید ہے اور اگر قابلِ تردید ہے تو خدا کا لفظ نہیں ہے۔ So I made up a rule. If a man makes جو ابھی بھی میری کسی کتاب میں لکھا بھی ہوگا کہ

Marfat.com

thousand mistakes still remains a man. But if God makes one mistake He is not God. پھر اس اصول پہ قرآن کا مطالعہ کرتے ہوئے Then I finished the work and I felt Him. کیونکہ تمام مفروضے غلط ہو چکے تھے۔ ایک حقیقی شہنشاہِ عالم جلالت مآب پروردگار مالکِ کُل المالک والقدوس وہاں موجود تھے۔ پھر میرا کیا حال ہونا تھا، آپ خود سوچ سکتے ہو، اگر آپ کو احساس ہونا شروع ہو جائے، اس وجود مبارک کا اس ہستی کریم کا تو میرا تو نہیں خیال کہ آپ میں سے کوئی بھی ہوش میں رہے۔ میں بھی Break ہو گیا تو کیا حرج ہے۔

س: تابوتِ سکینہ کیا ہے؟ کیا اب بھی موجود ہے؟ بنی اسرائیل سے منسوب کیوں ہوا؟

ج: اصل میں تابوتِ سکینہ ایک صندوق ہے جس میں انبیائے بنو اسرائیل کی مقدس چیزیں موجود ہیں بلکہ اس پہ ایک بہت بڑا جھگڑا یہ ہے کہ عصائے موسیٰ اس میں ہے مگر عصائے موسیٰ Topkapi museum ترکی میں پڑا ہوا ہے۔ میرے ہاتھ میں جو تسبیح ہے یہ عصائے موسیٰ کی لکڑی کی ہے۔ عصائے موسیٰ کی لکڑی کا مطلب یہ ہے کہ اسی لکڑی سے عصائے موسیٰ بنا ہوا ہے۔ یہ ایک اسپیشل لکڑی ہے جو اب بھی وہاں ملتی ہے، اس کا نام کوکا بورا ہے تو Topkapi museum میں جو عصائے موسیٰ پڑا ہوا ہے The Jews don't believe یہودی اس پر یقین نہیں رکھتے۔ وہاں بہت سارے متبرکاتِ پیغمبرانِ قدیم رکھے ہوئے ہیں جس میں حضرت موسیٰ کا عصا بھی پڑا ہوا ہے۔ یہودی یہ کہتے ہیں، یہ عصا وہ نہیں ہے، وہ نہیں مانتے کہ یہ مسلمانوں کے قبضے میں ہو سکتا ہے تو تابوتِ سکینہ میں حضرت داؤدؑ کے بھی تبرکات ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کے تبرکات بھی ہیں۔ ویسے تو آپ میں سے ماشاء اللہ کئی بڑے پکے مذہبی ہوں گے۔ کئی بڑے تنقیدی مذہبی ہوں گے مگر بات یہ ہے کہ تابوتِ سکینہ میں ان کے بزرگوں کی نشانیاں تھیں اور یہودی جب کسی جنگ کے لیے نکلتے تو اس کا واسطہ دیتے، اس کو وسیلہ بناتے تھے۔ سمجھ آئی آپ کو کہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟ کہ Basically تابوتِ سکینہ اس لیے تھا کہ وہ تبرکات جو اصل میں پیغمبر بھی نہیں تھے، پیغمبروں کے تبرکات تھے، تو جب کسی جنگ کے لیے نکلتے تو قرآن میں اس کا ذکر موجود ہے کہ وہ تبرکات لے کر نکلتے تھے۔ اے ربِ ابراہیم و موسیٰ! ان تبرکات کے توسط سے جو

Marfat.com

ہمارے آباؤ اجداد کے ہیں، ہمیں فتح عطا فرما۔ تو ان تبرکات کے وسیلہ سے خدا انہیں فتح عطا کرتا تھا۔ اس کے بعد جنگ عینِ جالوت میں بھی یہ وسیلہ موجود تھا۔ اس کے بعد پھر اچانک حضرت داؤدؑ کے ہی آخری زمانے میں کھو گیا۔ اس کے بعد اس کا نشان نہیں ملا۔ بالکل اسی طرح جیسے آقا و رسول ﷺ کی انگشتری مبارک حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ایک کنویں میں گری اور پھر اس کا سراغ نہیں ملا۔ اس کا امکان موجود ہے کہ قربِ قیامت میں مہدی کو وہ انگشتری مل جائے یا تابوتِ سکینہ مگر مجھے پورا یقین ہے کہ قومِ یہود کو یہ تابوت نہیں ملے گا۔ ملے گا تو پھر مسلمانوں کو۔

س: روزمرہ زندگی کے بارے میں پوچھا گیا ہے کہ موبائل پہ بہت سارے Messages ملتے ہیں کہ اس کو آپ Send کریں گے تو اچھی خبر ملے گی، آپ کو حضرت محمد ﷺ کی قسم، کیا ایسا کرنا ٹھیک ہے؟

ج: انتہائی احمقانہ طریقہ ہے اور اس میں حرمتِ رسول ﷺ متاثر ہوتی ہے۔ ایسا کرنے والوں کو شرم آنی چاہیے۔ بعض لوگ کہہ رہے ہوتے ہیں کہ مجھے خواب میں حکم دیا گیا ہے اور پوری امت پہ یہ Dent لگاتے ہیں کہ Message نہ بھیجے تو اتنا گناہ ہوگا اور یہ ہوگا، مجھے تو لگتا ہے بڑی Clever قسم کی Companies کے چکر ہیں اور اس چکر میں ہر آدمی ایسے Message دے رہا ہوتا ہے۔ ان کے پیسے بن رہے ہوتے ہیں، یہ مکروہ طریقے ہیں اسلام کو پروموٹ کرنے کے لیے اور آقا و رسول ﷺ کی شانِ گرامی کے لیے بھی۔ اس قسم کے بہت سارے لوگ اب اس فیلڈ میں آ گئے ہیں۔ And they use the name of God and the Prophet (PBUH) for only a little money and you should be careful. ایسے لوگوں کو کوئی Responce نہ دیا جائے اور اس میں کسی قسم کا Guilt نہیں ہوتا۔

س: What is the future of America?

ج: ویسے میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کروں۔ ماضی میں دو بہت بڑی Civilizations امریکا کی تباہ ہوئیں۔ ان میں Aztec تھے Mizo تھے مگر دونوں میں ایک بڑی عجیب بات ہوئی کہ دونوں Civilization کے زوال کے بعد جگہیں اسی طرح آباد رہیں۔

Marfat.com

اسی طرح چشمے کھلے ہوئے ہیں، محل بنے ہوئے ہیں، لوگ کوئی نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ جب بھی کوئی امریکا میں گورنمنٹ قائم ہوتی اس کا اسٹرکچر بہت بڑا ہوتا تھا۔ اتنا بڑا سوپر اسٹرکچر Build ہوتا ہے کہ اس کا انتظام و انصرام Lesser or minute resources سے ممکن ہی نہیں ہوتا۔ مثال کے طور پر اب بھی امریکا کا جو مالی خسارہ ہے، وہ 7 ٹریلین ڈالر سے زیادہ ہے اور جو Flush ہوا ہے، وہ 6 بلین ڈالر ہے یا 7 بلین ڈالر ہوگا۔ کبھی اللہ نے موقع دیا تو آپ دیکھیے گا، میں نے جا کے دیکھا ہے کہ آپ سائیکل اور رکشہ پہ ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں جا سکتے۔ اس کا اسٹرکچر ہی کار پہ ہے یا ہوائی جہاز پہ ہے۔ حال ہی میں جس طرح کے بحران سے گزرا ہے، میرا اپنا خیال یہ ہے اسے مفروضہ نہ سمجھنا کیونکہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ ساحلوں پہ خیمے لگیں گے اور سامنے کوئی انگریزن بیچاری بیٹھ کے کپڑے دھو رہی ہوگی اور آپ لوگ ترس کھا کر اسے روٹی دینے جاؤ گے، یہی حال پھر اس کا ہونے والا ہے۔ اس کے افلاس کا یہ عالم ہے کہ اگر اللہ اسے کسی اور طریقے سے نہ مارے تو یہ ہر صورت ہوگا کہ اس کا سوپر اسٹرکچر Low means میں زیادہ دیر نہیں چل سکتا۔ One of the best economist کی اسٹڈی کے مطابق اگلے بیس سالوں میں امریکا کی معیشت کا گراف Straight Line میں اوپر اٹھنے کا امکان نہیں ہے۔ (ہاتھ پہ گراف بناتے ہوئے) جب یہ گراف بنتا ہے تو اوپر جاتا ہے لیکن امریکی معیشت کا یہ گراف اب زیرو لائن پہ ہے تو ان کا خیال یہ ہے کہ اگلے بیس سال تک اس زیرو لائن کے اٹھنے کا کوئی امکان نہیں۔ اتنا برا حال ہے مگر ہاتھی گرا تو بھی سوا لاکھ کا۔ اس لیے گرتے گرتے تھوڑا ٹائم لگ جائے گا مگر میں آپ کو منظر بتا سکتا ہوں کہ آپ میں سے کوئی امریکا اترے گا، بڑے بڑے شاندار اسکائی اسکریپر بلڈنگز تو ہوں گی لیکن کوئی بندہ نہیں ہوگا۔ اٹیلین اٹلی کو بھاگ جائیں گے۔ پاکستانی واپس آ جائیں گے۔ انگلینڈ والے انگلینڈ واپس چلے جائیں گے۔ بندہ وہاں کوئی نہیں ہوگا۔ وہ فلمیں اب ایسی بنا رہے ہیں کہ Last man in the field وہ اپنے خوف سے آگاہ ہیں۔ امریکنز اپنے خوف سے آگاہ ہیں۔ ان کی ساری فلموں میں وہ خوف نظر آتا ہے۔ دیکھو جاپان پہ جب ایٹم بم گرا تھا، ان کی پچھلی ساری فلموں میں ہار رتھا۔ گاڈزیلا ٹائپ، آپ نے دیکھی ہیں وہ فلمیں خوفناک سی۔ اب امریکن کے ذہن میں ایسا خوف سوار ہے کہ فیوچر کی Collect conscious میں ان کے

Marfat.com

Fear میں ٹوٹل امریکا کی ویرانی سمائی ہوئی ہے۔ان کی بیشتر فلمیں اب امریکا کی تباہی پہ بنی ہوئی ہیں۔2025ء پہ بنی ہوئی ہیں،2012ء پہ بنی ہوئی ہیں And they feel that one day it is going to be happened. البتہ اپنے خوف کو ہم پہ ڈال دیتے ہیں۔لکھا ہوا ہے 2012ء میں پاکستان کوئی نہیں،2012ء میں چائنہ کوئی نہیں، This is only true about America itself.

س: سرنماز میں وسوسے بہت آتے ہیں،اس کا کیا حل ہے؟

ج: وسوسے نہ آئیں تو نماز ہی نہیں ہوتی۔اب میں کیا کہہ سکتا ہوں،اگر وسوسے نہ آئیں تو نماز ہی نہیں ہوتی۔وجہ یہ ہے کہ ہم سے بڑے مقدس مخلص ترین اصحابِ رسول ﷺ جب نماز پڑھتے تھے اور بخاری کی حدیثِ اول ہے، بابِ ایمان سے کہ اصحاب نے عرض کی، یارسول اللہ ﷺ نماز میں وسوسے بڑے آتے ہیں۔فرمایا عین ایمان ہے۔اگر آپ کو نماز میں وسوسے نہیں آتے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کا ایمان ذرا کم ہے۔حضرت زبیرؓ کے بارے میں اصحاب فرماتے تھے کہ ہم لوگ نمازیں پڑھتے ہیں، ہمارے ایمان کا کچھ پتہ نہیں ہوتا مگر جب زبیرؓ نماز پڑھتے ہیں تو لگتا ہے کہ استقامت کا پہاڑ کھڑا ہے۔اس لیے کوشش ہی نہ کرو Concentration کی۔اصل میں نماز قیام سے ہے۔اس میں جتنے وسوسے آتے ہیں صرف ایک End کو جاتے ہیں۔وہ End پتہ ہے، بڑا دلچسپ ہے۔پڑھے لکھے لوگوں کو بڑا اپیل کرتا ہے کہ بھائی میاں فائدہ کیا ہے اس نماز کا؟ یہ جو ساری فتنوں سے بھری پڑی ہے۔چلو اس دن پڑھیں گے جس دن جذبہ پورا ہوگا، وہ پورا جذبہ کبھی آتا ہی نہیں اور یہ قیام آپ سے چھوٹ جاتا ہے اور نماز کا واحد مقصد قیام ہے۔اس کے علاوہ نماز میں اللہ نے کوئی لفظ استعمال نہیں کیا "وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ" اور "وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ" (الانبیاء:73) اس لیے نماز کو قائم رکھنا سب سے بڑا ایمان ہے۔

وما علینا الا البلاغ

---------------

Marfat.com

Marfat.com

# مقامِ اقبالؒ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ

مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ

مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ

مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطٰنًا

نَّصِیْرًا O

(سورۃ الاسراء، آیت نمبر:80)

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ

عَمَّا یَصِفُوْنَ O

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ O

وَالْحَمْدُ

لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O

(سورۃ الصّٰفّٰت، آیت نمبر:180-182)

Marfat.com

Marfat.com

خواتین وحضرات! مقامِ اقبال کی Determination اور بہت سے پہلوؤں سے ممکن ہوسکتی تھی مگر میرا یہ خیال ہے کہ اس سے بھی بہتر ڈیزائن سے اس پہ غور کرنا ہمارے لیے مناسب ہوگا۔ 1917ء میں Balfour declaration sign ہورہا تھا اور اسرائیل کے وجود کی تیاریاں ہورہی تھیں۔ زمین پہ مکروفریب کے تاروپود بچھائے جارہے تھے۔ عظیم تر Anti Muslims پالیسیوں کے انداز تخلیق کیے جارہے تھے۔ عین اسی وقت "وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَيْرُ الْمَاكِرِيْنَ" (آل عمران: 54) آسمانوں پر بھی ایک نئی فکر کی ہمیں روشنی نظر آتی ہے۔ انڈیا میں بھی Act of 1919 میں قوموں کے تشخص بدل رہے تھے۔ عین اسی سال جہاں زہر پیدا ہورہا تھا، ایک تریاق بھی تخلیق ہورہا تھا۔ وہاں ایک نئی قوم کی ابتدا ہورہی تھی اور Diarchy سے اور Act of 1935 سے یہاں بھی ایک نئی قوم تخلیق ہورہی تھی۔ ایسے لگتا تھا Super design یہ ہے کہ جہاں ایک طرف دجالِ عصر کی نمود ہو، فریب کاری کی نمود ہو، سیاست اور تدبر میں میکاؤلی اور چانکیہ کی نمود ہو وہاں کوئی الٰہیاتی منصوبہ بھی بن سکے۔

اگر ہم اس وقت کی برصغیر کی حالتِ علم وادب دیکھتے ہیں، ایک تازہ آگاہی جو تمام تر مرہونِ منتِ مغرب تھی۔ ایک ایسی آگاہی جس کے پیچھے ہمیں بہت شدت سے مغرب کے تفکر کا تمام زور نظر آتا ہے جس میں Skepticism نظر آرہا ہے۔ Religious dogma کی شکست نظر آرہی ہے جہاں Inquiry کو اس لیے نہیں ابھارا جارہا کہ کائنات اور فطرت کے رازہائے سربستہ کو آشکار کرے بلکہ تمام برصغیر میں Inquiry کو ایک ایسی Fictional force کے طور پر استعمال کیا جارہا تھا جو کہ مستند ترین Dogma کی توڑ پھوڑ کو کامیاب کرے۔

خواتین وحضرات! اگر آپ سرسید کی رپورٹ دیکھیں جو اسبابِ بغاوتِ ہند کے نام سے آپ نے مرتب کی اس وقت جب مسلمانوں کی حالت ہم دیکھتے ہیں تو ایک پژمردہ اداس شدید ترین Inferiorities کی شکار ایک قوم ہے کہ جس کو نہ رہبر نصیب ہے نہ کوئی ادب کا مقام

Marfat.com

نصیب ہے، نہ کوئی World of guidance نصیب ہے۔ اس دورِ ابتلا کے پس منظر میں جب Religion پہ ہم نظر ڈالتے ہیں تو بدقسمتی سے ہمیں ہر جگہ Religion اپنے آپ کو Defend کرتا نظر آتا ہے۔ اس میں نہ طاقت ہے نہ جرأت ہے، نہ ذہانت ہے بلکہ چند ایک اسکولز کی ایک Aggressive policy ہے جس میں انہوں نے شاید کبھی Inquiry اور عقل کو استعمال ہی نہیں کیا۔ لگتا ایسا ہے کہ خدا کی طرف سے اور رسول ﷺ کی طرف سے اس تازہ ترین Onslaught کو جو ہمارے اوپر مغرب سے آ رہا ہے، اس میں مدرسوں میں بیٹھے ہوئے علما کا کوئی مقام نظر نہیں آتا۔ ہمارے چند ایک علما نے بہت کوشش کی۔ کبھی Loud Speakr کو حرام قرار دے دیا، کبھی پائینچوں کو اٹھانا گرانا حرام قرار دے دیا۔ لگتا یہ ہے کہ They were insisting کہ اگر ہم آپ کو قائل نہیں کر سکتے تو ہم آپ کو مانیں گے بھی نہیں۔

اسلام تو ایسا مذہب سرے سے ہی نہیں تھا۔ وہ چیلنج قبول بھی کرتا ہے اور چیلنج دیتا بھی ہے۔ ایسے کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ ایک بہت بڑی میٹا فزیکل Value کو تلاش کر رہے ہوں، ایک مابعد الطبیعاتی Icon کو تلاش کر رہے ہوں، خدائے واحد کی تلاش میں ہوں، پروردگارِ عالم کو ڈھونڈ رہے ہوں اور آپ کی عقل اتنی معمولی سطح کی رہ جائے کہ وہ پائینچوں کی لمبائی اور چوڑائی میں پھنسی رہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ اللہ آپ کو بار بار قرآنِ حکیم میں کہہ رہا تھا "اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ" (الانفال: 22) کہ بدترین جانور... انسان نہیں کہ بدترین جانور میرے نزدیک وہ ہیں جو اندھوں اور بہروں کی طرح میری آیات پہ گرتے ہیں۔ وہ خداوندِ کریم کیسے آپ کو پسند کر سکتا ہے۔ اس جہالت میں اور اس اعتقاد میں جو برسوں سے آپ کا شریک رہا ہو، مدتوں سے آپ نے اس کو Question نہ کیا ہو۔ مدتوں سے کسی نے اپنی میراثِ پدر کو سوال نہ کیا ہو اور اسی طرح آپ تسلسل سے مسلمان چلے آ رہے ہوں جیسے کبھی عرب کے کافر تھے اور عرب کے کافروں کو اللہ مسلسل طعنہ دیتا نظر آتا ہے کہ اے اہلِ کفر اگر تم غور و فکر کرتے، اگر سوچتے تو تمہیں پتہ لگ جاتا کہ میں کون ہوں اور میں تمہارا پروردگار ہوں کہ نہیں ہوں اور تم ان بتوں کی پلیدی کے استھانوں سے بچ جاتے مگر افسوس یہ ہے کہ مسلمانوں کا رویہ ان پرانے اعراب سے جدا نہیں تھا، سوچنے سمجھنے سے عارض رہی اور پھر اگر

Marfat.com

کسی نے سوچا بھی! ہر وہ فردِ واحد جو اپنے آپ کو دوسروں سے ذرا بہتر پاتا It is land of religious schizophrenia جس کو آپ برصغیر کہتے ہیں، جس کو دو لفظ اچھے بولنے آئے، وہ کسی نہ کسی گروپ کا سردار بن گیا۔ جس کو ایک ذرا سی فکری صلاحیت نصیب ہوئی کسی کو اندازِ بیاں نصیب ہو گیا، کسی کو خیال نصیب ہو گیا، وہ اپنی جگہ پہ ایک معتبر ترین اتھارٹی بن کر کسی نہ کسی اسکول کی تعمیر کر کے امارتِ وقت کے لالچ میں پڑ گیا۔ ہمیں اس وقت جگہ جگہ جماعتوں کے امیر نظر آتے ہیں اور ایسے امیر جن سے بالاتر شاید خدا کی ذات بھی نہیں تھی۔

خواتین و حضرات! وہ پروردگار جو مسلسل فرما رہے تھے "لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنۢ بَيِّنَةٍ" جو ہلاک ہوا وہ دلیل سے ہلاک ہوا۔ "وَّيَحْيٰى مَنْ حَیَّ عَنۢ بَيِّنَةٍ" (الانفال:42) جو زندہ ہوا وہ دلیل سے زندہ ہوا۔ اتفاق کی بات یہ ہے کہ اسی کے ماننے والوں میں دلیل کا فقدان تھا، ایسے ماحول میں اتنے Anarchic ماحول میں اتنے Chaotic ماحول میں، ایسے لگتا تھا کہ جیسے اقبال نے کہا تھا ؎

دیکھیے گنبدِ نیلوفری رنگ بدلتا ہے کیا

کہ اس بحر کی تہہ سے آخر کیا اچھلنے والا تھا۔ یہ وہ وقت تھا کہ جب مسلمانوں کی تمام نظریں اب Religious Pattern سے ہٹ کر کسی ایسے بندے کی تلاش میں تھیں اور ان لوگوں کی تلاش میں تھیں جو Religion کو ایڈجسٹ کر سکتے ہوں جدید ترین ضروریات اور خیالات کے ساتھ۔ لوگ اس بہاؤ میں اتنے آگے آ چکے تھے کہ اب پرانے پیٹرن کو جانا ان کے لیے ممکن نہیں رہا تھا۔ And they were just looking at a big passage. شریعت کی تعریف خواتین و حضرات! یہ ہے کہ وہ کم سے کم زادِ راہ جس سے منزل تک پہنچا جا سکے۔ شریعت اس سے زیادہ کچھ نہیں، شریعت کی Definition یہ ہے کہ وہ کم سے کم زادِ راہ جس سے آپ منزل تک پہنچ سکیں اور طریقت کی Definition یہ ہے کہ ایک بڑا ستون جس پہ پورا خیمہ کھڑا ہوتا ہے۔ طریقت اور شریعت کا یہ امتزاج بڑا حیرت انگیز ہے۔ ایک ویسٹرن نے ایک بڑا خوبصورت Analysis کیا، اس نے کہا کہ عجیب سی بات ہے کہ تمام مسلم شرعی احکامات All the islamic law is based 20% on the Quran and 80% on

Marfat.com

Sunnah and Hadith. اس مغربی محقق نے بڑی مناسب بات کی۔ حدیث کی شرعی حیثیت کے تناظر میں آپ دیکھتے ہیں کہ بعد میں آنے والے وقتوں میں ایسا طوفان اٹھا کہ پتہ نہیں اپنے کہے پہ یا کسی کے کہے پہ حدیث کی شدید ترین مخالفت شروع ہوگئی۔ بڑے بڑے نامور لوگوں نے ان لوگوں پر اعتراض شروع کر دیے جنہوں نے اپنی پوری پوری زندگیاں قولِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ نثار کر دی تھیں۔ انہوں نے اتنی محنت کی تھی کہ چھ چھ لاکھ میں سے دن اور رات کی محنت کے بعد ایک چھوٹا سا خوبصورت سا گلدستہ آپ کی خدمت میں پیش کر دیا تھا۔ چار ہزار چھ ہزار آٹھ ہزار احادیث۔ معترضین نے یکطرفہ گفتگو کر کے ان تمام Efforts کا بطلان کیا۔ Why they did so? اگر حدیث نکل جاتی، اسلامی شریعہ ختم ہو جاتی تو ہمارے پاس ادھر ادھر کے گرے پڑے خیالات چننے کے سوا کیا چارہ کار رہ جاتا؟

خواتین و حضرات! اس کا ایک اور پہلو بھی ہے۔ اسلام صرف بیس فیصد عملی مذہب ہے۔ اسی فیصد یہ داخلی مذہب ہے۔ اگر برابر کا بدلہ لو تو ٹھیک ہے۔ اگر معاف کر دو بڑی بات ہے۔ اصل میں یہ بڑی بات مسلمانوں کا نصیب تھی۔ پروردگارِ عالم نے بار بار یہ بات کی اور یہ تو اقبال کی نظر سے بھی بڑی دیر اوجھل رہی۔ تصوف کے جو تصورات اقبال کے ذہن میں آئے، بدقسمتی سے وہ ان کے سفر کی نشاندہی کرتے ہیں۔ He was a big great romanticist یہ مت بھولیں کہ رومانس کا مطلب خالی وہ نہیں ہوتا جو ہم لوگوں کے تصور میں ہے۔ کسی بھی Trinity کے خلاف بغاوت کو ہم Romantic سمجھتے ہیں۔ کسی بھی دور کے مروجہ خیال یا Concept کے خلاف بغاوت کو جس نے سوسائٹی کو پوری طرح اپنے حصار میں لیا ہوا ہو۔ اصل میں Romanticism اجتہاد کی بنیاد ہے اور جب تک ایک انسان کسی رومانٹک تصور کے لیے کسی ایک بہتر آئیڈیل کے لیے اپنی زندگی کو مرتب نہیں کرتا اس وقت تک وہ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ بدقسمتی سے ہم بہت پرانے دھارے میں تھے۔ تمام مسلم امہ مختلف اسکولوں میں اس طرح تقسیم ہو کر اتنے بدترین تصورات کا شکار تھی کہ اس وقت کسی Romantic کا پیدا ہونا بڑی نعمت کی بات تھی۔ لے دے کر ہمارے پاس قائداعظم محمد علی جناحؒ کی صورت میں اور اقبالؒ کی صورت میں دو شخصیات موجود تھیں۔ ہاں ایک اور صاحب تھے جو برصغیر میں خالصتاً خدا کی تلاش میں چلے اور

Marfat.com

ان کی علمیت دوسروں سے بہت آگے گئی۔ انہوں نے تصوف کے میدان میں بہت بڑا نمایاں مقام حاصل کیا۔ علم اور اجتہاد اور ان کی ذاتی زندگی کے تمام تصورات ان کے مقامِ علمیہ کے بین ثبوت ہیں۔ وہ خواجہ مہر علیؒ تھے۔ ولایت اور تجدد تقسیم ہوتا نظر آتا ہے۔ اگر ایک طرف ہمیں خواجہ مہر علیؒ کے علم اور رشد و ہدایت کی وہ منزل نظر آتی ہے جس میں انہوں نے انتہائی باکمال استاد کی طرح چشتیہ بزرگوں کے سلسلے کو آخری استاد کی حیثیت سے سنبھالا۔ ''آخری'' میں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ان کے بعد پھر ابھی تک کوئی ایسی ہستی نظر نہیں آتی۔ اس طرح اقبال نے بھی اپنا سفر As a romantic شروع کیا۔ ہم دیکھتے ہیں کہ اپنے استاد کی اپنی جرمن لیڈی استاد کے تصورات سے ہوتے ہوئے آگے بڑھتے ہوئے فلسفۂ عجم کی دہلیز کو عبور کرتے ہوئے ایک ایسی منزل کو بڑھ رہے ہیں۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اقبالؒ اور قائداعظمؒ اس وقت دونوں Nationalist تھے۔ دونوں ایک ملک کی جدوجہد میں کسی کا بھی ساتھ دینے کو تیار نہ تھے، وہ بھی ہندوستان کی عظمت کے نغمے گا رہے تھے۔ قائداعظمؒ بھی اس وقت ہندوستان کے وجود کے لیے امن کے پیامبر تھے مگر دونوں میں ایک فرق ضرور تھا کہ باقی مسلمان لیڈروں کی طرح یہ اپنے مقامِ تعقل کو محدود کیے ہوئے نہیں تھے۔ میں یہ ضرور کہوں گا خواتین و حضرات کہ عقل جہاں رکتی ہے، بت خانہ تخلیق کر لیتی ہے۔ ہمارے صرف یہی دو بندے ایسے نمایاں نظر آتے ہیں کہ جوان بتوں کا شکار نہیں ہوئے اور آگے بڑھتے ہوئے انہوں نے بالآخر ایک بہت بڑی وضاحت سے طے کر لیا تھا کہ ہم شاید اس ملتِ مجروح کے لیے اس اداس اور دل گرفتہ انسانوں کے اس ہجوم کے لیے شاید ہمیں اللہ تعالیٰ نے کسی مقصدیت کے لیے آشنا کیا ہے۔ قائداعظمؒ اور اقبالؒ دونوں کے وژن میں یکسانیت بھی تھی۔

مگر خواتین و حضرات میں اقبالؒ کے دوسرے پہلو سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ اقبالؒ نے تعقل کا راستہ اختیار کیا۔ علمیت کی شاہراہوں پر سفر کیا۔ مشرق و مغرب کے علوم سے جتنے وہ آگاہ نظر آتے ہیں، اتنا اس وقت کا شاید کوئی بندہ نظر نہیں آتا مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ وہ عقل کو رستے کا پتھر سمجھتے ہیں۔ اس سنگِ گراں کو عبور کرنے کے لیے انہیں بہت رونا پڑتا ہے۔ بہت قرآن پڑھنا ہوتا ہے۔ بہت سارے مجذوبوں کی راہ دیکھنی پڑتی ہے۔ یہ سمجھ نہیں آتی کہ وہ شخص جس نے ساری زندگی اپنی عقل کا رستہ طے کیا ہو، وہ آخر میں عقل کو اتنا ناقص اور اتنی زیادہ کمی کی

Marfat.com

حیثیت کیوں دیتا ہے اور عشق پر اس جذبے کو کیوں فوقیت دیتا ہے؟ عشق جو خواتین و حضرات کبھی بھی Sanity کے کسی مقام پر بھی کتنا بھی زیادہ اگر اچھا ہو جائے تو بھی ہم کہتے ہیں کہ مجذوب زیادہ سے زیادہ سالکیت کے پیٹرن میں آ سکتا ہے مگر کبھی بھی ان اصحابِ صحو کی منزل تک نہیں پہنچ سکتا جنہوں نے خداوند کریم کو اپنے شعورِ منزلت سے چاہا۔ شیخ جنیدؒ کا قول ہے کہ سکر کا ایک سمندر بھی صحو کے ایک قطرے کے برابر نہیں ہے۔ فرق یہ پڑا خواتین و حضرات کہ جو تصوف کے Concepts اس وقت برصغیر میں تھے، ہوسکتا ہے آپ میں سے کچھ لوگوں کو یہ عجیب لگے مگر اس وقت جو رائج الوقت تصور تھا، تصوف کا وہ زیادہ تر شاہ ولی اللہ کے افکار سے متعلق تھا، بہت سارے لوگ ان سے متاثر تھے مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ یہ نقشبندیہ سلسلہ اس وقت چشتیہ سلسلوں کا ایک ری ایکشن تھا۔ اس میں اس کے اپنے وجود کی شناخت کم تھی۔ حیرت انگیز ایک نقشہ Create کیا گیا خدا تک رسائی کا جو کسی بھی قیمت پہ کسی بھی پرانے مڈل ایسٹ کے صوفی کا ایسا کوئی تصور نہیں تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ ایک نیا سلسلۂ تصوف ہے جو ذاتی خیالات کے مطابق تخلیق کیا جا رہا تھا یعنی آپ حیران ہوں گے یہ دیکھتے ہوئے کہ اس قسم کے Concepts اور ٹائٹل پورے تصوف کی دنیا میں نہیں تھے جو ہمیں شیخِ مجدد کے زمانے میں نظر آتے ہیں، اس قسم کا کوئی بھی تصور پہلے کسی بھی زمانے میں موجود نہیں تھا۔ شاہ ولی اللہ دہلوی کی تعلیم و تربیت میں جہاں ایک طرف ایک سمندر ہے، ایک وسیع ڈیٹا ہے اور اسلامی علوم پہ بڑی گفتگو ہے وہاں ایک Acute شیزوفرینیا کا Element بھی نظر آتا ہے۔ اگر آپ ان کی کتاب ''سطعات'' پڑھیں تو اس کتاب میں بالکل صاف یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ اپنے علم کی وجہ سے خداوند کریم کے ہاں میں اتنا معتبر اور مقدس ہو چکا ہوں کہ مجھے گمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اب مہدی کی ضرورت نہیں محسوس کرے گا۔ ایک دوسری جگہ وہ فرماتے ہیں کہ مجھ میں نورِ محمدی اور عیسوی کی جلوہ گری ہے اور مجھے کہا گیا ہے کہ سارے زمانے پہ اور آئندہ نسلوں پہ تیرا غلبہ ہوگا اور مجھے اعلان کر دیا گیا ہے کہ میں اس وقت سے لے کر زمانۂ آخر تک کا سب سے بڑا ولی بھی ہوں اور استاد بھی۔ خواتین و حضرات! اس کو اگر آپ دیوانے کی بڑ نہیں کہہ سکتے تو یہ سکر یہ Statement بھی نہیں ہے جو باہوش و حواس ان کے اپنے ہاتھوں سے لکھی ہوئی کتاب ''سطعات'' میں موجود ہے۔ اتفاقاً یہ Pattern Question نہیں

Marfat.com

ہوااوراس وقت کے جو ہمیں نقوش نظر آتے ہیں، زندگی میں کہ تمام بڑے علما اس School سے متاثر ہوتے ہوئے آگے چلتے ہیں۔ اقبالؒ نے کیا کیا؟ اقبال شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بڑے قائل تھے اور آگے بڑھتے ہوئے اس اسکول نے ایک Methodist movement شروع کی۔ Methodist movement نے پھر مسلمانوں کو ایک مرکزی خیال سے ہٹا دیا۔ وہ توازن Balance جو ایک مسلمان میں نظر آتا تھا، مسلمان علم سے بھی نظر آتا ہے مگر سب سے بڑھ کر علم اور کردار کی مفاہمت سے نظر آتا ہے۔ قرآن حکیم میں اللہ کہتا ہے کہ میرے نیک بندوں کے آگے آگے ایک ایسا نور چلتا ہے جو لوگوں کی نظر کو قائل کرتا ہے جو ان کے دلوں پر اثر رکھتا ہے۔ خواتین و حضرات! اگر آپ پہلے دور کے مسلمانوں کو دیکھیں تو آپ حیران رہ جاتے ہیں کہ ماریشس میں کون سی فوج اتری ہوگی، سراندیپ میں کون سا سپاہی اترا ہوگا، انڈونیشیا میں تو ایک بھی سپاہی نہیں گیا، جو آج دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت ہے۔ جہاں جہاں یہ تاجر بھی چلے گئے حالانکہ ہمارے ہاں اگر سوسائٹی میں دیکھیں تو تاجر کو شاید سب سے کمتر پیشہ ور سمجھا جاتا ہے جو دین کی طرف اتنا زیادہ Charcter سے جائے گا مگر ہمارے ہاں تو پرانے زمانوں میں صرف تاجر گئے، اتنے اعلیٰ کردار کا تاجر یہ بزنس مین جو اپنی اپنی جگہوں سے نکلے، یہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اتنے چہیتے بزنس مین نکلے کہ انہوں نے ملک کے ملک ہی ایمان سے منور کر دیئے۔ یہ ان کے کردار اور ان کے اخلاص کی جھلک تھی، ان خیالات پہ جن پہ وہ کاربند تھے۔ یہ وہ لوگ تھے جن کے Minor most character نے بڑے بڑے ممالک کو مسلمان کر دیا۔ یہ Character ہی تھا، آپ چاہیں بھی تو اسے خالی مذہب کی تعلیم نہیں کہہ سکتے کہ حمص کے لوگ دعا کرتے ہیں اور انطاکیہ کے لوگ دعا کرتے ہیں کہ اے پروردگار! ہمارے اپنے بھائیوں کے بجائے ان مسلمانوں کو واپس لانا، ان مسلمانوں کو جو ابھی بظاہر غاصب ہیں اور حکمران ہیں تو حمص کا بطریقِ اعظم باہر نکل کر دعا کر رہا ہے۔ حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کے بارے میں کہ اے پروردگار! ہمارے بھائیوں کے بجائے خدا کرے کہ یہ لوگ واپس آجائیں۔ خواتین و حضرات! کردار کی کوئی جھلک تو اس میں ہوگی کہ Lane Poole یہ کہتا ہے کہ جب صلاح الدین ایوبیؒ کے پاس ایک بڑھیا روتی ہوئی آئی اور اس نے کہا، سلطان! مجھے قتل کر دے تو اس نے کہا کہ کیوں

Marfat.com

کروں؟ خیر تو ہے تو اس نے کہا کہ اس کے لیے تو نے میرے بیٹے کو قیدی بنایا ہوا ہے اور میرے پاس جزیہ دینے کے لیے پیسے نہیں ہیں۔ سلطان نے کہا مگر میں نے تمام مال جو ہے تمہارے بطریق اور تمہارے پادریوں کے حوالے کر دیا ہے۔ میں نے ان کو اجازت دے دی ہے کہ سارا کچھ لے جائیں تو اس نے کہا کہ سلطان اگر یہ اتنے ہی نیک ہوتے تو پھر یہ آپ کے ہاتھوں شکست کیوں کھاتے؟ انہوں نے تو ہمیں لوٹا ہے۔ ہمیں بچایا تو نہیں ہے تو سلطان کی آنکھوں میں آنسو گئے۔ اس نے امرا کو دیکھا اور کہا کہ اس عورت کے بیٹے کو میں اپنے پلے سے فدیہ دے کے رہا کرتا ہوں۔ جب سرداروں نے دیکھا کہ سلطان کی یہ مرضی ہے تو ان کے دل بھی امڈ آئے۔ آخر وہ بھی مسلمان تھے تو دیکھتے ہی دیکھتے تمام فلسطینی قیدی رہا کر دیئے گئے تو Lane-Poole کا یہ جملہ ہے کہ .Never before in the history of mankind کسی بادشاہ کے کردار کی یہ عظمت ہمیں نظر نہیں آتی جو اس دن صلاح الدین ایوبیؒ میں نظر آئی۔

خواتین و حضرات! کردار کے بغیر اگر آپ تعلیمات میں اوجِ ثریا کو بھی چھو لیں تو آپ لفاظ ہیں، آپ ناقد ضرور ہیں۔ آپ گفتگو کے ماہر ضرور ہیں، اہلِ زبان ہیں مگر کردار اگر ساتھ نہیں جائے گا تو یہ 80% حصہ جو ہے، یہ کہاں جائے گا جو آپ کی گفتگو، آپ کے اخلاق، آپ کے عمل کے ساتھ ساتھ آپ کی نیات کی صورت میں چلتا ہے۔ آخر یہ کہاں جائے گا؟ سیدنا امام محمد بن اسماعیل البخاریؒ نے جب کتابِ ایمان مرتب کی تھی تو کہا تھا کہ باقی تو سب اعمال ہیں مگر ایمان کی بنیاد اس پہلی حدیث پہ ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیات کہ اگر نیات کے عمل میں آپ کی درستی نہیں ہے تو آپ کے تمام کے تمام اعمال ان Methodist مسلمانوں کی طرح ہو جاتے ہیں۔ اتفاق دیکھیے جب مختلف ممالک میں اسلامی تحاریک شروع ہوئیں۔ انڈونیشیا میں تحریکِ محمدیہ شروع ہوئی، مصر میں اخوان المسلمین آئے، پاکستان میں جماعتِ اسلامی آئی۔ اسی طرح اور کئی چھوٹی چھوٹی آرگنائزیشن بنیں اور ان سب نے Resurrection کے خیال سے Dead body of Islam کو اٹھانے کی کوشش کی۔ Rejuvenate کر دیا، اس بیچارے مردہ مذہب کو اور کن چیزوں کے ساتھ؟ اعمال کے ساتھ حیرت کی بات یہ ہے کہ پروردگارِ عالم نے ان کا ساتھ نہیں دیا۔ کوئی بھی کہیں بھی کامیاب نہیں ہوا۔ حیرت کی بات اس لیے ہے کہ نہ صرف یہ

Marfat.com

کامیاب نہیں ہوئے بلکہ ان کے بعد اٹھی ہوئی ایک معمولی اور دوسری قسم کی ایک موومنٹ نے جسے آپ عرب نیشنلزم یا فلاں نیشنلزم کہتے ہیں، اس نے آ کے نہ صرف اپنے مفادات بھی حاصل کر لیے بلکہ اپنے مقاصد بھی حاصل کر لیے مگر مسلمانوں کی یہ ساری موومنٹس جو ہیں یہ Subtribe بھی ہوگئیں اور ناکام بھی ہوگئیں۔ اس 80% کے بغیر 20% کامیاب نہیں ہوسکتا۔

مقامِ اقبالؒ کے موضوع کو واپس لوٹتے ہیں، اس وقت لگتا ہے کہ علامہؒ کے ذمہ دو پیٹرن تھے۔ وہ ایک بات بڑی سچی کہتے ہیں Prof. Macdonald کو مخاطب کر کے کہ تم وحی پہ شبہ کرتے ہو، مجھ پہ تو شعر ایسے اترتے ہیں کہ جو میرے بس میں ہی نہیں ہوتا۔ میں یہ کہوں کہ یہ میری استعداد ہے یا میں یہ شعر کہہ رہا ہوں، جب انہیں کہا گیا کہ ہوسکتا ہے Prophet Psychopath ہو۔ آج بھی بڑی ساری دنیا ہے جو ایک Psychopathic عنصر کو تسلیم کرتی ہے۔ تمام ایسے راہنماؤں اور راہبروں میں۔ بھئی جو پندرہ سو برس پہلے کا Psychopath ہو۔ آج کے دور کی پیش گوئی اس نے کبھی نہیں کی ہے یا یہ تو نہیں ہے کہ اس کی سچائی روزِ روشن کی طرح ہر انسان کے باطن پہ عیاں ہو یہ تو نہیں کہ اس کی عقل جو ہے آج بھی کروڑوں اور اربوں لوگوں کی راہنمائی کرے۔ ایسا Psychopath تو میں نے کبھی نہیں دیکھا۔ کوئی ایسا بھی نہیں دیکھا جو عصر اور زمانے کے امتحان سے گزرتا ہو۔ اس قابل ہو کہ آج بھی اگر سو بندوں کی ہسٹری لکھی جائے تو پتہ لگے گا کہ جس واحد شخص نے زمین و آسمان میں سب سے زیادہ لوگوں کو متاثر کیا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ It was powered میں ان کے Intellect کی صرف ایک بات آپ کو بتاتا ہوں۔ میں نے زندگی میں یہ باتیں کسی سے نہیں سنیں، کسی Intellectual سے نہیں سنیں، کسی بڑے سے بڑے ویسٹرن اسکالر سے نہیں سنیں، کسی رسل سے، برگساں سے، وِٹ کانسٹائن سے نہیں سنیں جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہتے ہیں۔ مجھے تو یہ یقین ہے کہ اگر سارے زمانے کے وہ امکانات جمع کر لیے جائیں جس پہ انسانوں نے گفتگو کی ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک بیان ان سب پہ غالب رہے گا۔ ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، ہوسکتا ہے اللہ دنیا کی عمر آدھا دن اور بڑھا دے۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آدھا دن کتنا؟ فرمایا پانچ سو برس۔ کبھی آپ نے سوچا کہ ایک انیکسی اور قائم ہوگی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، ہوسکتا ہے اللہ دنیا کی عمر آدھا

Marfat.com

دن اور بڑھا دے یعنی پانچ سو برس۔خواتین وحضرات! پانچ سو برس۔ پانچ سو برس کے ذرائع پیداوار اور دیگر ذرائع حیات۔آپ لوگ اس موت کو لیے بیٹھے ہیں، یہ Fixity ہے۔ادھر پوری زمین پورے انسانوں کے بارے میں حدیثِ رسول ﷺ موجود ہے کہ ہوسکتا ہے، اللہ دنیا کی عمر آدھا دن اور بڑھا دے۔دوسری وہ Possibility ہے جو کسی کے گمان میں بھی نہیں آ سکتی۔ فرمایا ہوسکتا ہے کہ جب لوگ جنت میں داخل کر لیے جائیں تو پھر بھی جنت میں بہت جگہ بچ جائے۔پھر اللہ نئے لوگ پیدا کرے گا۔نئے سرے سے ان کا حساب ہوگا اور پھر انہیں داخل کیا جائے گا۔خواتین وحضرات! پتہ ہے کیا Possibility رسول ﷺ دے رہے ہیں کہ This is not the first world, this is not the last world. ایک تواتر سے اللہ تعالیٰ کے ہاں زمینوں کا ایک System شروع ہے۔جہاں لوگ آتے رہیں گے، آزمائے جاتے رہیں گے۔جنتوں کو جاتے رہیں گے اور Failure کے کیسز دوزخ کی بھی سیر کریں گے اور یہ پتہ نہیں کتنا لامتناہی سلسلہ ہے جو کائنات کی ابدیت پہ ہی مشتمل ہوسکتا ہے۔خواتین وحضرات! ایک دو باتیں بڑی عجیب سی رسول اللہ ﷺ نے فرمائیں۔بہت دنوں کی بات ہے میں کائنات کے بارے میں سائنسز کے Ultimate اندازے پڑھ رہا تھا کہ Big bang کے فوراً بعد کیا ہوا۔تو سبھی تقریباً متفق نظر آئے کہ Unlimited huge clouds تھے آسمانوں میں۔ Radiational clouds جن میں پانی تھا اور گیسز بھری ہوئی تھیں۔یہ تو ایک Pure scientific نظریہ تھا اور یہ چلتا چلا آرہا تھا اور اب بھی یہ نظریہ موجود ہے کہ وہ Strings جو بگ بینگ کے بعد وجود میں آئے، انہوں نے کائنات کو گھیرا ہوا تھا۔پھر Solidification شروع ہوئی جن سے آپ کے یہ ستارے، سیارے بنے۔یہ اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ وہ بادل کتنے بڑے ہوں گے جن سے دو بلین گلیکسیز کا وجود آیا ہے تو حضرت عقیل بن رزینؓ نے پوچھا، یارسول اللہ ﷺ کائنات بنانے سے پہلے خدا کہاں تھا؟ ''اَیْنَ کَانَ رَبُّنَا قَبْلَ اَنْ یَّخْلُقَ الْخَلْقَ'' کہ اللہ تخلیقِ کائنات سے پہلے کہاں تھا؟ فرمایا ''کَانَ فِیْ عَمَاءٍ'' وہ بادلوں میں تھا اور فرمایا ''تَحْتَهُ هَوَاءٌ وَمَا فَوْقَهُ هَوَاءٌ'' اس کے اوپر بھی ہوا تھی، اس کے نیچے بھی ہوا تھی۔حیرانی کی بات یہ ہے خواتین وحضرات کہ یہ Statement اتنی مکمل ہے، اتنی مضبوط ہے کہ بڑا حوصلہ

Marfat.com

چاہیے اس کو Reject کرنے کے لیے۔ ہوسکتا ہے کہ آپ حدیث کو الہیاتی کلام کا درجہ نہ دیں۔ اگر آج پرویز زندہ ہوتے تو کہتے کہ بڑی بے معنی سی حدیث ہے۔ ایسی تو کوئی چیز ہماری سائنسز میں نہیں ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ اس زمانے جس میں اقبال پیدا ہوا۔ سب سے بڑی بدقسمتی یہ تھی کہ گریجوایشن تک بڑا علم سمجھا جاتا تھا۔ تحقیقات ابھی بلوغت کی حد تک نہیں پہنچی تھیں۔ آپ کو چھوٹی سی ایک اور حدیث بتاتا ہوں۔ پرویز نے اس پر بڑا اعتراض کیا، اس نے کہا دیکھو جی مسلمانوں کے پیغمبر کی یہ احادیث ہیں، پرویز کا انداز بڑا خوبصورت سا ہے کہ وہ جب بھی کوئی بات کہنے لگتے ہیں تو شروع کر دیتے ''استغفر اللہ معاذ اللہ استغفر اللہ معاذ اللہ'' یعنی وہ اپنے قاری کو پہلے تیار کر رہے ہوتے ہیں کہ بڑی غلط بات آگے آ رہی ہے تو میں نے ان کا ایک صفحہ بھی ایسا نہیں دیکھا کہ جو اس ڈائیلاگ سے نہیں شروع ہوتا۔ جب بھی وہ کوئی اعتراض کرنے لگتے ہیں تو پہلے بھر مار کر دیتے ہیں ''استغفر اللہ، معاذ اللہ'' کتنے جاہل ہیں لوگ تو اس کے بعد یہ حدیث انہوں نے لکھی جو حضرت ابوذرؓ کی حدیث سمجھی جاتی ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا، ابوذرؓ سے کہ اے ابوذرؓ پتہ ہے کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ انہوں نے کہا، یارسول اللہ ﷺ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ سچی بات ہے کہ پڑھے لکھے مسلمانوں کا رویہ یہی ہوتا ہے کہ جب آپ کو کوئی مذہبی وضاحت حاصل نہ ہو، ہدایت حاصل نہ ہو اور کوئی تعلیم حاصل نہ ہو تو کم از کم اتنا تو کہہ دیجیے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ تمام اصحابِ رسول ﷺ کا رویہ یہی تھا کہ اگر کسی بات کے بارے میں علم نہ ہوتا تو وہ یہی کہتے تھے کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں تو ابوذرؓ نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا، ابوذرؓ یہ سورج چلتا چلتا عرش تک پہنچتا ہے، پھر وہاں سے اسے حکم دیا جاتا ہے کہ واپس لوٹ جاؤ۔ یہاں لفظ عرش استعمال ہوا ہے، پھر وہاں سے اجازت دی جاتی ہے واپس لوٹنے کی مگر ایک دن آئے گا کہ اسے لوٹنے کی اجازت نہیں دی جائے گی تب یہ مغرب سے ہی نکلے گا اور وہ دن بڑا دن ہوگا یعنی قیامت کا دن۔ جناب پرویز! جنابِ پرویز اکیلے نہیں ہیں، ان میں بہت سارے وہ لوگ ہیں جن کو تازہ تازہ ہوائے مغرب لگی تھی، تازہ تازہ ہوائے فلسفہ لگی تھی، دانشورانہ عقل کی ابتدا ہو رہی تھی۔ یہ ٹرانزیشن ہے جس میں بہت سارے علما کھو جاتے ہیں اور بہت سارے انتظار کرتے ہیں

Marfat.com

کہ چلو اگلے مرحلے تک پہنچ کر فیصلہ کریں گے کیا صحیح ہے۔ٹرانزیشن کے دوران ہر قسم کا فیصلہ نامکمل غیر معقول اور جاہلانہ ہوتا ہے۔خواتین و حضرات! اس موقع پر پرویز نے اعتراض کیا، دیکھو جی قرآن غلط، رسولؐ غلط، ایسی حدیث ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لیے کہ سورج کی تو اپنی گردش بالکل مرتب ہے، وہ صبح و شام گردش پوری کر رہا ہے اور چلتا ہے۔اب اس حدیث کو ہم کسی طریقے سے Adjust کر ہی نہیں سکتے مگر اس کے صرف کچھ عرصے کے بعد صرف کچھ عرصے کے بعد دیکھنے والوں نے ڈھونڈنے والوں نے سورج کی گردش کی دو Observations دیں۔اب جس گردش کی طرف یہ حدیث اشارہ کر رہی ہے، وہ بڑی Strange ہے۔اس لیے کہ وہ Exactly حدیث کے لفظ پوری کرتی ہے۔115 Mile سے سورج hercullian galaxy کو بمعہ اپنی Constellation کے مارچ کرتا ہے اور جس جگہ پہنچ کے یہ رکتا ہے، اس کا نام Solar apex رکھا گیا ہے۔اپیکس کا اگر کوئی ترجمہ آپ اردو میں کریں گے تو عرش اور بلندی کے سوا کوئی لفظ نہیں ہوگا، ہم لوگ صبر نہیں کرتے کسی بات پہ ادھورے علم کے ساتھ، ہم اعتراضات اٹھا دیتے ہیں۔

آج خواتین و حضرات! اگر ہم لفظ سیکولر کو Define کریں۔خدا جانتا ہے کہ علما نے اتنی کثرت سے لفظ سیکولر استعمال کیا ہے۔ I worry if they know the origion of this word. معاف کیجیے گا، میں ہمیشہ سے سیکولرازم کے بارے میں ایک رائے رکھتا ہوں کہ It is the illegitimate child of religion. آپ پوچھو گے کیوں؟ اس لیے کہ سب سے پہلے لفظ سیکولر استعمال کیا، Halyocke نے، وہ ایک پادری تھا، ایک Religious personality تھی۔اس کے کارڈینل نے اس کو کہا کہ بھائی یہ کچھ ورژنز ہیں اناجیل کے ان میں سے ایک صحیح ورژن نکال دو۔وہ بیچارہ کوئی سال ایک لگا رہا، ایک سال کے بعد اس نے اپنے کارڈینل سے کہا کہ محترم یہ پنڈورا باکس نہ ہی کھولو تو اچھا ہے کیونکہ ان میں سے کسی انجیل کی دوسری انجیل سے کوئی مشابہت نہیں ہے اور اگر ہم سب کو اکٹھا کریں گے تو ایسے لگا گا کہ Injil is mere version of contradictions کارڈینل کو بڑا غصہ آیا کہ تیری یہ جرأت! اس کو پکڑ کے جیل میں ڈال دیا۔تین سال وہ بیچارہ جیل میں رہا، تین سال کے بعد وہ باہر نکلا He was no more religious۔اس کو Religion نے اور سچائی نے بڑی سخت سزا

Marfat.com

دی۔ وہ سچا تھا۔ اس وقت Italian Church شدید ترین نفاق اور جھوٹ پر کھڑا تھا۔ انہوں نے اتنی سخت سزا دی کہ وہ ایک Sworn enemy of the church. ہو گیا۔ And he was the first man who used the word secularism. اور اس نے دو اصول بنائے۔ ایک میں اس نے کہا Where there is sea there is no land where there is secularism there is no religion. جہاں سمندر ہے، وہاں خشکی نہیں ہو سکتی جہاں خشکی ہے وہاں سمندر نہیں ہو سکتا، جہاں مذہب ہے وہاں کسی قسم کی آزادیٔ فکر نہیں ہو سکتی اور اگر آپ نے دوسری طرف جانا ہے تو پھر وہاں مذہب نہیں ہو سکتا۔ اس کی سیکنڈ اسٹیٹمنٹ بڑی دلچسپ تھی A good secularist is the one who is good atheist. کہ اچھا سیکولر وہی ہے جو اچھا Atheist ہے۔ اب مجھے نہیں پتہ لگتا کہ اس کے بعد سیکولرازم کے اور بہت سارے ورژنز آئے، ان کی Changes آئیں، ان کے پیٹرن Change ہوئے، ان کے Thought process change ہوئے۔ اب تو لگتا ہے کہ Secularism is a fashionable document۔ ایک ایسا پیٹرن ہے جسے صرف اجازہ خمر کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ اپنی اپنی مرضی ہے۔ میں دیکھتا یہ ہوں کہ جب ہم سے کوئی بڑی بری عادت پڑ جائے تو ہم اس کے لیے سیکولر تحفظ کو استعمال کرتے ہیں۔ اگر آپ شریف ہوں تو آپ کبھی سیکولرسٹ نہیں ہوتے۔ اگر آپ کی عادات مناسب ہوں تو آپ سیکولرسٹ ہو ہی نہیں سکتے۔ سیکولرازم ہے ہی کچھ نہیں It is not any thing of their use in philosophy or any other term because this is just a creative product. کہ جب میری ایک عادت ہے، میں اس عادت سے جان نہیں چھڑا سکتا۔ میں Alcoholic ہو گیا ہوں۔ جاوید اقبال کی طرح میں جان نہیں چھڑا سکتا، میرا خیال ہے کہ برخوردار کافی توہین کر چکا ہے اپنے والد صاحب کی اس موضوع پہ تو مجھے اپنی عادات کے تحفظ کے لیے ایک سیکولر ورژن کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ وہ سیکولر ورژنز میں فوراً یہ بنا لیتا ہوں کہ مذہب میں کہیں اس کا منع ہی نہیں ہے، مذہب میں یہ لفظ نہیں استعمال ہوا۔ مذہب میں حرام کا لفظ نہیں۔ خواتین و حضرات! آپ کو چھوٹی سی ایک بات میں مروتاً آپ کو بتا دوں کہ قرآن حکیم میں جب یہ حکم آیا تو بہت سارے

Marfat.com

Of course, this reality can never be denied that Arab was لوگ specially an alcoholic society. اتنے بڑے بحران میں وہ اتنی بڑی سوسائٹی تھی جس کی ابتدا ہی خون اور شراب سے ہوئی تھی۔ اس کے سبعہ معلقات ہی شراب سے بھرے ہوئے تھے۔ اگر آپ خانہ کعبہ پر لٹکے ہوئے قصائد دیکھتے جو عرب کے معتبر ترین شعرا نے لکھے تھے، By the way اس میں ایک اور چیز Add کر دوں کہ حضرت امام حسینؓ کو ذاتی طور پر شاید کوئی ضرورت نہیں تھی مگر ایک روایت جو یزید کے اپنے شعر میں تھی، اس کو دیکھ کر بھی حسینؓ اس کی حمایت نہیں کر سکتے تھے۔ وہ اتنا واضح اقرار تھا۔ عرب ہمارے شاعروں کی طرح نہیں تھے کہ جو صرف فکر اور خیال میں شاعری کرتے وہ عملاً ایک کام کر کے اس کی تشبیب پیش کرتے تھے کہ ہم نے یہ کام کیا ہے تو جب وہ شراب و شعر میں پڑھا ہوا تھا تو اس نے ایک مصرع لکھا۔ یزید کا یہ مصرع پورے عرب میں مشہور تھا۔

**ادر کاسا و ناولها الایا ایها الساقی**

ذرا غور کیجیے گا آپ کو میں اس کی ایک اور Historical reference دوں گا کہ اس کا مصرع یہ تھا کہ:

**ادر کاسا و ناولها الایا ایها الساقی**

یہ اس کا مصرع تھا اور جام لا اور شراب لا اے میرے ساقی! جب حافظ شیراز بعد میں آئے تو ان کو یہ مصرع بڑا پسند آیا۔ اس مصرع کو الٹا کے اس نے اپنے وقت کی سب سے مشہور غزل لکھی۔ یزید نے لکھا تھا:

**ادر کاسا و ناولها الایا ایها الساقی**

حافظ نے کہا:

**ایا یا ایها الساقی ادر کاسا و ناولها**
**کہ عشق آساں نمود ولے افتاد مشکلها**

یہ دیوانِ حافظ کی مشہور ترین غزلوں میں سے ہے اور اس غزل کی تضمین یزید کا وہ مشہور مصرع ہے جو شراب پیتے ہوئے اس نے پیش کیا۔ اب حسینؓ بیچارے کیا کرتے، آپ بتاؤ

Marfat.com

نا کہ جب اتنے بڑے اقرارات آرہے ہوں ہر قسم کی ان حرکتوں کے تو حسینؑ کے پاس شہید ہونے کے سوا کیا چارہ تھا؟.And that he did

خواتین وحضرات! میں آپ سے کہنا یہ چاہتا ہوں کہ اقبال ایک طرف بڑا عجیب سا بندہ نظر آتا ہے کہ Pure academic ہے۔ Practicl values کا agressive demonstrator ہے۔عمل میں اقبال خبطی ہو چکا ہے اس وقت۔ ہر جگہ فلسفہ He is against all the poets۔ایک حیرت کی بات آتی ہے اِدھر وہ حافظ شیراز کے خلاف ہے، اُدھر وہ حافظ شیراز کے شعر Quote کرتا ہے۔ اِدھر وہ شعرائے عجم کے خلاف ہے یہ تساہل اور ذلتِ وجود پیدا کرتے ہیں۔ یہ عمل سے بے نیازی پیدا کرتے ہیں۔ادھر پورے تصوف کو الزام دے رہا ہے اور اُدھر حافظ کے شعر پہ تضمین لکھ رہا ہے۔ بڑا خوبصورت شعر ہے۔ حافظ نے ایک شعر لکھا تھا:

هزار نقطهٔ باریک تر زمو این جاست
نه هر که سر به تراشد قلندری داند

کہ جو مسئلہ ہے نا تصوف کا ہزار نقطۂ باریک تر ہیں اس میں۔ سر منڈوا کے کوئی قلندر نہیں بنتا، یہ نہیں کہ جس نے سر منڈوا لیا، وہ قلندر بن گیا، اقبال کو یہ شعر اتنا پسند آیا کہ موصوف پھر دوبارہ پوری غزل اس پہ لکھ رہے ہیں اور آخر میں یہ شعر لکھ رہے ہیں، آخر میں اقبال یہ شعر لکھ رہے ہیں۔ اسی شعر کی نسبت سے اقبال یہ شعر لکھ رہے ہیں:

بیا بمجلسِ اقبال یک دو ساغر کش
اگرچه سر نه تراشد قلندری داند

انہوں نے کہا ہے، اے حافظ میاں بات تو سنو۔ اقبال نے اگرچہ سر نہیں منڈوایا لیکن قلندری جانتا ہے۔

چلتے چلتے آپ کو حافظ شیراز کا ایک خوبصورت واقعہ سنا دوں۔ حافظ نے اپنے محبوب کی تعریف میں شعر لکھا کہ

اگر آن ترکِ شیرازی بدست آرد دلِ ما را
بحالِ هندوش بخشم سمرقند و بخارا را

Marfat.com

کہ میں اپنے محبوب کے ایک تل کے بدلے سمرقند اور بخارا لوٹا دوں۔ جب امیر تیمور نے یہ شعر سنا تو اس نے حافظ شیراز کو اپنے دربار میں طلب کر لیا اور کہا کہ میں نے سمرقند اور بخارا ہزاروں ترکمانوں کی قتل و غارت سے حاصل کیے ہیں اور تو کیسا غیر معقول بندہ ہے کہ تو کہتا پھرتا ہے:

**بحالِ ہندوش بخشم سمرقند و بخارا را**

کہ محبوب کے ایک تل کی خاطر میں سمرقند اور بخارا بخش دوں تو حافظ رو یا اور کہا، بادشاہ اسی فیاضی کی وجہ سے اس حالت کو پہنچا ہوں تو اتنا خوبصورت اور قادر الکلام کہ اقبال نہ چاہتے ہوئے بھی حافظ سے متاثر تھے اور جب گوئٹے پیغامِ مغرب دے رہا ہے تو اقبال پیغامِ مشرق خالصتاً اسے لٹا رہا ہے کہ Compliment ضائع نہ جائے اور اس میں خصوصاً گوئٹے کو وہ پیغام دے رہا ہے کہ اگر مغرب میں ہمارے ایک شاعر کی اتنی عزت اور توقیر کی جائے گی۔ اس کے انداز کو اتنی وقعت دی جائے گی تو ہم Compliment لینے اور دینے میں کم نہیں ہیں۔ ہماری طرف سے بھی مشرق کی طرف سے بھی مغرب کو سلام پہنچے گا۔

خواتین و حضرات! اس کے بعد ایک عجیب سا مرحلہ پیش آتا ہے کہ اقبال بے چین ہو گئے۔ اس کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کہاں گئی وہ چیز جس کی وجہ سے آج ہمارے پاس ایک مکمل پیٹرن ہے؟ جسے آپ Mysticism کہتے ہیں۔ کچھ تھوڑی سی آپ کو وضاحت کر دوں کہ Mysticism ایک ایسا دروازہ ہے، ایک ایسا شہر ہے کہ چونکہ آسانی سے اندر تو کوئی جا نہیں سکتا یا بڑے کم لوگ جاتے ہیں، اندر کے لوگ کیفیات بیان نہیں کر سکتے اور باہر کے لوگ اس کو سمجھ نہیں سکتے There is no space قطعاً ایسا کوئی امکانی ذریعہ موجود نہیں ہے کہ باہر والا تصوف پہ کوئی رائے دے سکے۔ Because in the words of Allama Iqbal at least he said it very rightly that all mystic experiencies excommunicable. اب سب سے بڑا افراد جو دورِ حاضر میں بھی جاری ہے، تصوف کے بارے میں اور مغرب سے ایک سیلاب آ رہا ہے Spiritualism کا جو اس کی تخریب کاری کے لیے ہے۔ تصوف کے Concept کو خراب کرنے کے لیے ہے، کبھی تبت کے لامہ کبھی افریقہ کے شامان کبھی ہندوؤں کا یوگا ازم کبھی ریکیز آ رہی ہیں۔ And eveyone considers it

Marfat.com

to be mystical حالانکہ ان کا آپس میں سرے سے نہ کوئی واسطہ ہے نہ تعلق ہے اور لوگ مسلسل مرتب جھوٹ بول رہے ہیں۔ ان کیفیات کے بارے میں اس لیے کہ ان دونوں اطراف کے اصول بالکل جدا ہیں۔ In a few works all those efforts تمام Spiritualism تمام تبت کا لامہ ازم تمام یوگا تمام Concerntration arts کا ایک اصول ہے کہ .All concentration is done in favor of self against the God تمام Concentration کے جتنے علوم بھی موجود ہیں، تمام مراقباتی علوم کی Source صرف ایک ہے کہ تمام Concentrations سیلف کے حق میں خدا کے خلاف کی جاتی ہیں اور Mysticism کا صرف ایک اصول ہے کہ تمام جدوجہد خدا کے حق میں سیلف کے خلاف کی جاتی ہے۔ یہ اتنے Contradictory laws ہیں، اتنے مخالف سمتوں میں چلنے والے رستے ہیں کہ یہ ابد الآباد تک اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ Mystic کبھی اپنے لیے پاور جمع نہیں کرتا He is .against all sense of acquistion of power اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ وہ خدا کے لیے اپنے باطن کو خالی کر رہا ہوتا ہے۔ وہ طاقتیں نہیں جمع کر رہا ہوتا، وہ کوئی مشقیں نہیں کر رہا ہوتا۔ برصغیر میں چشتیہ فقیروں نے جو مشقیں کی ہیں، وہ قطعاً خدا کے لیے نہیں کیں، خواجہ مہر علیؒ نے اس کو بڑی خوبصورتی سے Explain کیا۔ یہ ہم عصر ہیں اقبال اور وہ۔ ایک چھتیس میں فوت ہوئے، ایک اڑتیس میں فوت ہوئے۔ اس کی میں آپ کو تھوڑی دیر کے بعد ایک وجہ بھی بتاؤں گا۔ خواجہ مہر علیؒ نے کہا کہ تم سمجھتے ہو کہ ہم وجود وشہود میں بڑی دلچسپی رکھتے ہیں، ایسا تو کچھ بھی نہیں ہے۔ We are not Intrested ہمیں ان سے کلی فراغ ہے۔ یہ جمع اور وحدت کے تصورات ہماری زندگی پہ کوئی اثر نہیں ڈالتے، یہ تو تم لوگوں کا کھیل ہے، گفتگو کا وجود کا شہود کا یہ فلسفیوں کا کھیل ہے مگر ہم اس لیے سیکھتے ہیں کہ کل اگر کوئی ہندو آ جائے گا اور آیا بھی تھا ایک اور ہمیں کہے گا کہ وجود کیا ہے؟ وجود اور شہود کیا ہیں؟ اور اگر ہم نے جواب نہ دیا تو ہم پہ لاعلمی کا الزام لگ جائے گا اور تم لوگ اس سے زیادہ متاثر ہوتے ہو۔ یہ تمہارے ڈیفنس کے لیے ہم سیکھتے ہیں ورنہ ہمیں ان سے کوئی مطلب نہیں۔ جمع اور وحدت پہ سیدنا علی بن عثمان ہجویریؒ بات کرتے ہوئے آخر میں لکھتے ہیں کہ یہ محض گفتگو ہے، کوئی واسطہ نہیں اس کے ساتھ۔ سب کچھ لکھنے کے بعد یہ لکھتے ہیں کہ میں علی بن عثمان

Marfat.com

الجلابی الغزنوی ہجویریؒ اتنا جانتا ہوں کہ صرف توفیق اللہ کی طرف سے ہے، راہِ راست کے لیے۔

خواتین وحضرات! یہاں میں ایک بات آپ کو بتا دوں کہ اقبال بھی شہودی ہے، وجودی نہیں ہے۔ اور شہود کا یہ فلسفہ جو ہے وہ مجدد الف ثانی سے لے رہے ہیں اور مجدد اپنا یہ فلسفہ Plotinus of Egypt سے لے رہے ہیں۔ پلوٹائینس واقعی بہت بڑا فاضل تھا۔ میں تو اس کو کوئی بھی ولی ماننے کو تیار ہوں۔ اگر آپ اس پہ غور کریں یا اس سے پہلے آپ Greek کے اس عظیم صوفی پر غور کریں جو سکندر کے زمانے میں تھا تو ہمارا خیال یہ ہے کہ زمانہ کبھی نیک لوگوں سے، بڑے لوگوں سے خالی نہیں ہوتا مگر یہاں اس شخص نے پلوٹائینس نے جتنا اثر Intellectual life of the world پہ ڈالا ہے، اتنا کسی اور شخص نے نہیں ڈالا۔ یہ فلسفۂ اشراق کا بانی ہے۔ Theory of nine intelligences کا بانی ہے اور تمام تصوف میں اس کا رسوخ آیا۔ جب تصوف خدا کی طلب کے سیدھے رستے سے ہٹ گیا تو آپ جدھر بھی دیکھتے ہیں تصوف کا جو رسوخ شہود کے اس فلسفے سے آیا وہ Plotinus سے آیا ہے۔

خواتین وحضرات! یہ اشراق کا فلسفہ It was partly been supported by the Quran. جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی مثال دی چراغ کی طرح، چراغ کے آگے شیشہ اس کے آگے نور کا پھیلاؤ، پھر جہاں جہاں نور کی کمی بیشی ہوتی گئی وہاں مختلف مظاہر کا پرتو۔ رومی کا بھی یہی نظریہ ہے۔ چونکہ اقبال کو مختلف اطراف سے اسی فلسفے کی اشراقیہ کی تائید مل رہی تھی اس لیے انہوں نے شہودی اور اشراقی مسئلے کی طرف رجوع کیا۔ Did it solve Iqbal's problem? no, not at all. بے چینی بڑھتی گئی، بے کسی کا عالم تھا۔ رویا کرتے تھے اور تو کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے۔ اتفاقاً Perhaps جوان کی منزلِ فکر تھی، اس کی انتہا ہی تھی کہ جب اللہ نے کسی سے کوئی کام لینا ہوتا ہے تو پھر اسی کام کے لیے اس کو تیار کیا جاتا ہے۔ اقبال کا تصورِ پاکستان یا تصورِ اسلام قائداعظم کی تائید اور ان دونوں حضرات کی کاوشوں سے مل کر بالآخر یہ واحد Intellectual cum Religious movement تھی جو تاریخ میں بارآور ہوئی اور قائداعظم پاکستان لینے کے قابل ہوئے۔ There was no other reason. اس کے پیچھے ہمیں تائیدِ خداوندی نظر آتی ہے۔ اگرچہ Forties کے بعد ایک Pure Religious

Marfat.com

تحریک اخون المسلمون کامیاب نہیں ہوئی۔ایک Pure religious موومنٹ جماعتِ اسلامی کی شکل میں اٹھی جو Absolutely ناکام رہی، ایک Pure religious موومنٹ تحریکِ محمدیہ کے سلسلے میں ناکام رہی، ہم نے کسی کو کامیاب ہوتے نہیں دیکھا مگر یہ وہ تحریک ہے جو ایک Mystic line پہ بھی چل رہی ہے اور حقائقِ دنیا پر بھی چل رہی ہے۔ یہ تحریک علم والی ہے، یہ جرأت والی بھی ہے اور اس کے پیچھے ایک بہت بڑے مسلمان کا اخلاص بھی شامل ہے۔ اقبال کا بھی اور قائداعظم کا بھی، قائداعظم جو بھی ہو خواتین وحضرات! ہم اس کے ایک قول سے اس کی Commitment اور اخلاص کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ آخر کیا وجہ تھی کہ So-called اتنا بڑا بڑا عالم موجود تھا۔ مدرسے بھرے ہوئے تھے جید عالموں سے اور کسی نام کے ساتھ شیخ العرب والعجم سے کم لفظ بھی نہیں لگتا تھا، اتنے بڑے بڑے Titles نامور خطیب العصر رہبرِ ملت کوئی شیخِ مکہ تھا، کوئی شیخِ مدینہ تھا، کیا وجہ ہوئی؟ کیا اللہ تعالیٰ سے غلطی ہوگئی کوئی؟ یا ان کے تقدس کی طرف خدا کی نظر ہی نہیں گئی؟ یعنی اتنے بزرگوں کے ہوتے ہوئے اتنے معتبر مذہبی لوگوں کے ہوتے ہوئے آخر ان دو کی کیا حیثیت تھی کہ اس اشتراک نے تخلیقِ پاکستان کر دی۔ آخر کیا وجہ ہوسکتی ہے؟ خواتین وحضرات! وہ جو نیتوں کو دیکھنے والا ہے، وہ جو انسان کے ظاہر و باطن کو جانتا ہے۔ ''هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ '' (الحدید: 3) دھوکے سے نہیں دیکھتا۔ علم سے دیکھتا ہے۔ اپنے آپ کو علیم کہلوانے میں اس کی تسلی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تمام کائنات میں درجاتِ انسان کیا اور درجاتِ اشیاء کیا، ایک چیز پہ مقرر کیے ہیں۔ ظاہری عبادت پہ نہیں کیے، مشقتوں پہ نہیں کیے، صرف ایک چیز پہ کیے ہیں ''نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ'' جس کے چاہتا ہوں درجے بلند کرتا ہوں۔ ''وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ '' (یوسف: 76) اور ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے۔ صاف ظاہر تھا، خدا کو معلوم تھا کہ یہ تمام مذہبی لوگ جو ہیں Proper commitment نہیں رکھتے سوائے اس شخص کے یہ جو بظاہر سیکولر تھا، یہ جو انڈین اتحاد کا حامل تھا، یہ جو پیمبرِ امن کہلانا چاہتا تھا Once he understood he took a step ahead. جب عقل آگے بڑھ گئی، وہ بت خانہ ٹوٹ گیا۔ وہ ہندوستان میں امن سے رہنے کا بت خانہ ٹوٹ گیا، ان کو پتہ لگ گیا۔ اس نے بڑی مشہور بات کہی، وہ قوم کیسے اکٹھی ہوسکتی ہے جو

Marfat.com

ہمارے ہیروز ہیں، ان کے ویلنز ہیں اور ان کے ہیروز ہمارے ویلنز ہیں۔ ان کے کھانے اور ہمارے اور لباس اور تمدن اور معاشرت میں جب ہم ایک لمحہ اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ ہزاروں سال کی رفاقت کے باوجود دونوں قومیں اپنے اپنے تشخص میں جدا جدا چلی آئی تھیں۔ یہاں آپ کو لطیفۃً ایک بات بتادوں کہ ہندوستان کی سرزمین میں ایک بڑی خاص عادت رہی ہے۔ Hindu is not a minor philosopher سب سے بڑا فلسفہ ہے ہندوؤں کے پاس Right from the very beginning ویدانتا سے، اپنشدا سے، شاسترا سے اگر آپ سب سے پہلے عالم کو دیکھیں اگر آپ منو کی سمرتی دیکھیں تو لگتا ہے کہ Greeks کی Maturity of mind جس انتہا تک پہنچی ہوئی تھی، ویدانتا میں منو ہمیں اسی برتری پر نظر آتا ہے۔ جب منو سے پوچھا گیا، اس کا بیٹا پوچھتا ہے کہ اے باپ برہما کائنات میں کیسے ہے؟ کیا شیوا اور وشنو اس کے دو اوتار ہیں؟ کیا یہ دو وجود ہیں جو حقیقت کو جدا کرتے ہیں؟ اس نے کہا، لگن میں پانی ڈال کے لاؤ۔ وہ لگن میں پانی لایا۔ پھر منو نے کہا، اس میں نمک ملاؤ، اس نے نمک ملایا، پھر اس نے کہا، بیٹے بتا اب نمک کہاں ہے؟ اس نے کہا بابا ہر جگہ ہے، پھر اس نے کہا، اب وہ جگہ بتا اس لگن میں جہاں نمک نہیں ہے۔ اس نے کہا، بابا ایسی تو کوئی جگہ نہیں ہے۔ اس نے کہا، برہما پوری کائنات میں اسی طرح سمایا ہوا ہے۔ یہ وجود کا فلسفہ ہے، اس سے بہتر کوئی وضاحت ہو ہی نہیں سکتی وجود کی۔ اس نے کہا، یہ وجود ہے، برہما جو ہے ایک ایک ذرّے میں سمایا ہوا ہے مگر تم اسے Locate کر کے نہیں کہہ سکتے کہ یہ خدا ہے یا یہ خدا ہے تو اس وقت بھی انسانی آرگومنٹس کی Maturity اتنی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی مگر ہندوؤں کی مثال بالکل ایسے ہے جیسے کوئی بہت بڑا عفریت تمام چڑیلوں کو کھا جاتا ہے۔ جیسے عصائے موسیٰ جو نگل گیا تھا جھوٹوں کو، یہ سچوں کو نگل جاتے ہیں۔ آپ کو یاد ہے مہاتما سدھارتا بدھا بیچارہ ساری عمر خدا کا نام ہی نہیں لیتا۔ بارہ برس اس نے تپسیا میں گزارے۔ جب تپسیا آرڈر سے نکل کے وہ اگلے آرڈر میں جاتا ہے اور وجدان اور نروان حاصل کرتا ہے اور یہ دعویٰ کرتا ہے کہ میں نجات کا رستہ پا کے رہوں گا مگر خدا کا نام نہیں لیتا تو خواتین و حضرات! کیوں نہیں لیتا؟ سیدھی سی بات ہے کہ مہاتما کو پتہ ہے میں کوئی بھی نام لوں گا، وہ ہندو ڈکشنری میں کسی نہ کسی دیوتا کا نام ہوگا اور میں جونہی جاؤں گا، انہوں نے اس دیوتا کو شریکِ حال کر کے میری زندگی بھر کی محنت

Marfat.com

ختم کر دینی ہے مگر ہوا بھی Exactly یہی وہ جس بادشاہ کو بدھ مت کا سب سے بڑا Benefactory کہتے ہیں، اسی بادشاہ نے سب سے پہلے بدھ مت کا انجام لکھ دیا۔ بدھ مت Basically صرف دو فرقوں ہنایان مہایان پہ تھا مگر مہایان کا پہلا مفکر بادشاہ اشو کا تھا جس نے بدھا کے بت بنا کر یہ داستان ہی ختم کر دی۔ پورے بدھ مت میں اس وقت مہایان کی کثرت ہے جو بت پرست بدھا ہے اور ہنایان آپ کو بڑی مشکل سے کہیں کسی پہاڑوں کی ترائی میں نظر آ جائیں تو آ جائیں۔ یہ مثل مشہور ہے There is one sentence in the encyclopedia of the religion. اور وہ Sentence یہ ہے کہ There was such a geometrical precision about the oneness of God in Islam. یہ بڑے غور سے سنیے گا، وہ لکھتا ہے کہ There was such a geometrical precision about the oneness of God in Islam that no mythology could be possible. ہندومت کھا گیا بدھ مت کو جین مت کو، ہر چھوٹے چھوٹے مذہب کو بڑا آسان تھا اس کے لیے کھانا۔ اس نے کہا، میں تو انکار ہی نہیں کرتا، میں تو انکار ہی نہیں کرتا کسی مذہب کا بدھسٹو اوترا جیناوترا جو بھی مذاہب آتے گئے، ان کا ایک اثر قرار دے کے ان کو ہندومت کا حصہ بنا کے انہوں نے اس مذہب کا تشخص ہی ختم کر دیا۔ اسلام بڑا ڈھیٹ مذہب ہے By no means it could not accept اس کا Unitarian procedure کسی قیمت پہ بھی دوسرے خدا کو قبول کرنے کے لیے تیار ہی نہیں تھا۔ اتنا Rigid تھا Unity میں اور کیا خوبصورت آیت ہے جس میں پروردگارِ عالم نے اعلان کر دیا ''لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا'' (الانبیاء:22) اگر کائنات میں دو خدا ہوتے تو فساد ہو جاتا، اس لیے تمہارے پاس چارہ ہی کوئی نہیں، مجھے ہی اکیلا خدا سمجھو. He makes it very clear. اگر کائنات میں دو خدا ہوتے تو فساد ہو جاتا اس لیے میں اکیلا ہوں۔ اس Simple argument کو سامنے رکھتے ہوئے مسلمانوں کا توحید پر اتنا گہرا رسوخ تھا کہ کسی طور پر بھی اس میں ہندو مداخلت نہیں کر سکتے تھے مگر ایک کام کیا اس نے وہ خدائے واحد کے تصور کو تو خراب نہیں کر سکا مگر معیشت اور معاشرت میں رسوم و رواج میں وہ پورے کا پورا مذہب کھا گیا۔ پورے پورے

Marfat.com

مسلمان کھا گیا، سیالکوٹ کھا گیا، لاہور کھا گیا، اسلام آباد کھا گیا۔ اس کو پتہ تھا۔ اس نے پوری کوشش کی مگر وہ وحدانیت نہیں کھا سکا مگر باقی رسوم ورواج میں پورے کا پورا ہندوستان کھا گیا۔

خواتین وحضرات! Then Iqbal made a decision and that was a wrong decision frankly telling you. اس نے جذبے کو خیال پہ فوقیت دینی شروع کردی۔ قلندریت کو علم پہ فوقیت دینی شروع کردی مگر وہ مطمئن نہیں تھا۔ اس کو پتہ تھا کہ میں غلطی کر رہا ہوں۔ بغیر علم کون کیسے سمجھتا ہے؟ کون سا خدا کون سی معرفت علم کے علاوہ کوئی رستہ ہی نہیں تھا۔ عقل اس نے بے تحاشا استعمال کی تھی، سمجھی تھی، سوچی تھی مگر افسوس کی ایک بات رہ گئی کہ اقبال نے عقل کو وہ سمجھا ہے کہ جو برگساں کی عقل ہے، نیٹشے کی عقل ہے، فشٹے کی عقل ہے Perhaps somehow he was also impressed by the prodigious research and those theoretical strength of the West. جس کو خود پڑھ کے آیا تھا۔ اس کو پتہ تھا کہ اس عقل سے خدا کا سراغ نہیں ملتا مگر افسوس کی بات ہے کہ وہ براڈ اسٹیٹمنٹ دے گیا۔ اس نے ٹوٹل عقل کو Discord کردیا۔ انہیں آخر میں مجذوبوں کی تلاش تھی کبھی ننگے پاؤں اس درویش کے پیچھے جا رہے ہیں، کبھی اس کے پیچھے جا رہے ہیں۔ That was the only problem with him. By that time مگر اقبال اپنی اس خداداد نعمت کی وجہ سے پوری مسلم دنیا میں یکساں طور پر معروف ہو چکے تھے۔ ایک چھوٹی سی بات آپ کو بتا دوں۔ سیدنا علاؤالدین علی احمد صابر نے مجدد کی ایک تعریف کی ہے۔ میں نے اس سے خوبصورت تعریف نہیں سنی۔ فرمایا، مجدد وہ ہوتا ہے جسے پرانے علوم پہ پوری دسترس حاصل ہوتی ہے اور وہ اس رطب ویابس سے ایک صحیح علم کو اخذ کرلیتا ہے جو اوریجنل نالج کی بنیاد ہے۔ اس کا استخراج کر لیتا ہے، اسے عصرِ حاضر میں استعمال کرتا ہے۔ وہ اس صاف ستھرے Concept of Religion کو عصرِ حاضر میں استعمال کرتا ہے اور مستقبل کے لیے اشارات چھوڑ دیتا ہے۔ یہ فریضہ اقبال نے یقیناً سرانجام دیا۔ He tried to defend divinity اگرچہ اس کے تینوں آرگومنٹس کچھ سالوں میں ہی غلط ثابت ہو گئے۔

Cosmological, Teleological, Ontological جو اس نے وحی کے

Marfat.com

حق میں تین آرگومنٹس دیئے They could not go far اور بعد میں آنے والے Logical positivist نے Semantics نے شاید ان آرگومنٹس پہ بہت سارے شکوک پھر ڈال دیئے مگر اقبال نے اس مغلوب قوم کو جو ہر بات میں شیکسپیئر کو خدائے فکر سمجھتی تھی، By the way میرے نزدیک شیکسپیئر لٹریچر کا سب سے گندا رائٹر ہے شاید، اگر اسی کے زمانے میں دیکھا جائے تو مارلو اس سے ہزار درجے بہتر Dramatist تھا مگر شیکسپیئر چونکہ British empire کی ایک علامت بن چکا تھا، شاید شیکسپیئر کو Quote کرنا، سمجھنا سوچنا بھی استحقاق کا ایک بہت بڑا نقطۂ عظمت بن چکا تھا۔ And mostly people even when we were student in sixties everybody would mention ہر ایک گزرتا ہوا آدمی شیکسپیئر کو قرآن کی کسی Verse کی طرح سمجھتا تھا اور اس سے اپنی انٹیلکچوئل پوزیشن کو Establish کرتا تھا Because if I can quote Shakespeare it means I am a literary person یعنی شیکسپیئر ادب شناسی کی دلیل سمجھا جاتا تھا۔ فرانسیسی بالکل سچ کہہ گئے ہیں، اتنا بھونڈا ادب کسی قوم کا نہیں ہے جتنا برٹش کا ہے۔ آپ لوگ پڑھ ضرور سکتے ہو۔ کہیں کوئی ایک دو ایسی باتیں ہیں لیکن At all you see as a student of English literature اگر میں یہ سمجھوں جیسے اقبال نے دو برس کی پاکستان کی شاعری برباد کر دی ہے۔ پیچھے کوئی اچھا شاعر ہی نہیں رہا۔ اس طرح جان ملٹن نے بھی انگریزی ادب کا بیڑا غرق کر دیا تھا۔ اتنی بڑی وہ کتاب لکھ چکا تھا، پھر انگریزی ادب میں اس کے برابر کوئی شاعر پہنچ ہی نہیں سکا۔ لے دے کے چھوٹے موٹے کیٹس، بائرن، شیلے ٹائپ شاعر آئے اور رخصت ہو گئے جیسے ہمارے Tropical شاعر تھے جنہوں نے کبھی اس بازار کبھی اس موضوع پر چار چار نظمیں لکھیں۔ وقت گیا شاعر گئے، اب لے دے کے آپ کو فیض کا کوئی شعر یاد آئے گا مگر وہ شعر کبھی یاد نہیں آئیں گے۔ ایک دور ہوتا ہے جو ختم ہو جاتا ہے۔ ہاں یہ شعر آپ کو ضرور اس کا ہمہ تن یاد رہے گا۔

گر فکرِ زخم کی تو خطا وار ہیں کہ ہم
کیوں محوِ مدحِ خوبیٔ تیغِ ادا نہ تھے

یہ شعر تو رہے گا مگر اگر یہ کہیں کہ وہ شعر رہیں گے جن کی بنیاد پہ انہوں نے ایک نئے تجدد

Marfat.com

کا آغاز کیا تھا۔ I think such poetry will be missed from the memory of the future generations forever. اور خواتین وحضرات! اقبال سے اس غلطی کا بحران اس کی آخری دو رباعیات میں نظر آتا ہے، آخری دو قطعات میں وہ بڑی بیچارگی سے کہتے ہیں ۔

سرودِ رفتہ باز آید کہ ناید؟

نسیمے از حجاز آید کہ ناید؟

وہ آخری وقت میں یہ قطعہ لکھتا ہے کہ مدینے سے ہوا کب آئے گی؟

اس پرانے ساز کی صدائیں کب سنوں گا

سر آمد روزگارِ ایں فقیرے

مجھ فقیر کی عمر تمام ہونے کو آ گئی۔

دگر دانائے راز آید نہ آید

مگر وہ دانائے راز آئے گا کہ نہیں آئے گا۔ میری زندگی میں ہو گا کہ نہیں ہو گا، پھر اگلے قطعہ میں جواب دیتا ہے۔

اگر می آید آں دانائے رازے

میں تو نہیں ہوں گا اگر تمہیں کہیں وہ نظر آ جائے۔

بدہ اُو را پیغامِ جاں گدازے

اسے میرا یہ پر سوز سا پیغام دے دینا۔

ضمیرِ امتاں را می کند پاک

کہ امتوں کے ضمیر کو کون صاف کرتا ہے

کلیمے یا حکیمِ نے نوازے

یا تو کوئی عصائے موسیٰ لیے ہوئے کلیم امت کو پاک کرتا ہے یا کوئی ایسا دانشور اور حکیم جس کی آواز میں اتنا سوز اور سرور ہو کہ ملت اس کی آواز پہ جاگ جائے۔

یہ اس کی ایک آخری چیخ ہے۔ صدا بصحرا۔ یہ آخری چیخ جو ہے اس کے مقام کا تعین کرتی ہے۔

Marfat.com

خواتین وحضرات! آج بھی دوشنبہ میں آپ ان کے بڑے دن پہ لاکھوں آدمیوں کو ہاتھ اٹھائے گاتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ

### از خوابِ گراں خوابِ گراں خیز

یہ اقبال کا مصرع ہے۔ ٹرانس اکشیانہ میں یہ دریائے جیحوں کے اُس پار بھی سنا جا رہا ہے۔ اس پار بھی سنا جا رہا ہے۔ Iqbal is every where he is in Egypt he is in Turky. اور یہ مجددِ عصر کی علامت ہے۔ اس زمانے میں ولایت اور تجدد تقسیم ہو گیا اور ولایت سیدنا خواجہ مہر علیؒ کو دی گئی اور تجدد اقبال کے حصے میں آئی۔ یہ دونوں آفسز جب اکٹھے ہوتے ہیں تو اہلِ تصوف کہتے ہیں کہ قطبِ ارشاد پیدا ہوتا ہے۔ جب یہ دو آفس اکٹھے ہوتے ہیں، جب ولایت اور علم اکٹھا ہو جائے اور تعلیم شروع ہو جائے اس وقت اہلِ تصوف کہتے ہیں کہ قطبِ ارشاد کی نمود ہوتی ہے اور جب قطبِ ارشاد کی نمود ہوتی ہے تو علم کے تمام باقی راستے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر آپ کو مجذوب نظر نہیں آتے کیونکہ اس کے ذمے دو کام ہوتے ہیں احیائے قلبِ مسلمان بھی ہوتا ہے اور ان کی ذہنی صلاحیتوں کو بھی اس نے نمود دینی ہوتی ہے جیسے پیغمبر اپنے عصر کا سب سے بڑا Intellectual ہوتا ہے جیسے محمد رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم all time عقل کی معراج ہیں اسی طرح ان کی امت سے پیدا ہونے والے یہ لوگ جو ہیں خداوندِ کریم نے انہیں جس منصب پہ رکھا ہے اس میں ایک قطبِ ولایت ہوتا ہے، ایک قطب الاقطاب ہوتا ہے۔ یہ آفسز ہیں ان کو حیران کن نہ سمجھا جائے یعنی اگر اللہ کے نزدیک اگر ایک آدھ ارب بندے کو پرکھا جائے، جانچا جائے اور اس میں اللہ کو ایک بندہ جو سب سے اچھا نظر آئے گا، وہی قطب الاقطاب ہوگا۔ یہ Title سے پریشان نہیں ہونا پڑتا بندوں کو۔ This is all a sequence of gradation. جیسے اللہ کہتا ہے "نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّنْ نَّشَآءُ" (یوسف:76) جس کے چاہتا ہوں درجے بلند کرتا ہوں تو قطب الاقطاب ایک درجہ ہے جو پوری امتِ مسلمہ کے لیے کوئی نہ کوئی ایسا حیران کن متنوع مگر Solid قسم کی سچائی کے ساتھ ایسا Message چھوڑ دیتا ہے جو اس کے بعد بھی کام آتا ہے۔ اس کے عصر میں بھی کام آتا ہے۔ خواتین وحضرات یہ ہی قطب الاقطاب ہے مگر وقت کے ساتھ ان کی اہمیت، ان کی نوعیت، ان کے کام کے اسباب Change

Marfat.com

ہوتے رہتے ہیں۔ اقبال کی شخصیت کا جو پھیلاؤ تھا میرے نزدیک اس زمانے میں ہمیں جتنے بھی لوگ نظر آتے ہیں، پورے عالمِ اسلام میں کسی شخص کو میں اتنی دور تک پھیلتا ہوا نہیں دیکھتا اور اتنی دور تک اس کا Message نہیں نظر آتا۔ اس کی Death بھی بالکل اس وقت ہوئی ہے جس کے بارے میں حدیث Predict کرتی ہے کہ وہ صدی کے اوائل یا اواخر میں پیدا ہوتا ہے اور اسی طرح صدی کے اوائل یا اواخر میں جاتا ہے تو چھتیس اور اڑتیس میں ہم سے یہ دونوں نعمتیں چھین لی گئیں۔ ادھر خواجہ مہر علیؒ کی وفات ہوئی۔ ادھر اقبال بھی جاتے رہے And both the dignitaries in mysticism and in education were lost. اور اقبال میرے نزدیک صدی کا واحد آدمی ہے جو مجدد کے ٹائٹل کو Qualify کرتا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

----------------

Marfat.com

# سوال و جواب

س: سر اقبال کا ایک شعر ہے کہ

خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ افرنگ
سُرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

پہلے مصرع میں انہوں نے جو بالکل ہی رد کر دیا، مغرب کو اور یہ جو تقسیم ہے دانش کی یہ پہلے اکابرین میں کبھی نظر نہیں آتی کہ علم اور دانش کو بھی تقسیم کر دیا گیا ہو تو پہلے مصرع کی وضاحت فرمادیں۔

ج: خیرہ نہ کر سکا مجھے جلوۂ دانشِ افرنگ
سُرمہ ہے میری آنکھ کا خاکِ مدینہ و نجف

جنابِ محترم یہ اشعار کی کیفیتیں جو ہیں ایک Versatile emotional stance ہے کہ Deliberately he is discording all influence which he had exhibited before. جو اس میں تعریفات مشہور ہیں جیسے جرمنی کے لوگوں کی۔ انگلینڈ میں جتنا عرصہ رہے میں اس میں خاص طور پر کہوں گا کہ بہت نمایاں لوگ ان کی زندگی میں آئے۔ برگساں پروفیسر وائٹ ہیڈ وغیرہ اور یہ تمام ریسرچز میٹافزکس پہ جاری تھیں تو اس کے ساتھ ساتھ ایک نئی چیز بھی آرہی تھی، ان کی ایجادات، ان کے نئے نئے ترفع ان کی سوسائٹی کے کلچرل Aspect۔ اقبال دراصل ان بندوں کی بات نہیں کر رہا نہ ان فلاسفرز کی۔ جلوۂ دانشِ افرنگ سے یہاں مراد ہے کہ ان کی Cities کا کلچر جو کہ نمایاں ہو رہا تھا کیونکہ یہ چمک دمک ان فلاسفرز میں نہیں تھی وہ تو بڑے Deep rooted بڑے Top class دانشورانِ عصر تھے جو اپنی اپنی یونیورسٹیز میں بیٹھے ہوئے تھے They were not exhibiting their knowledge

Marfat.com

in the public. مگر اقبال جب یہ جلوۂ دانشِ افرنگ کا استعارہ استعمال کرتا ہے تو یہ ان شہروں کے کلچر کی بات کرتا ہے۔ وہ معاشرے وہ victorian style جس کی جگہ جگہ Exhibition ہوتی ہے۔ میں آپ کو اس کی ایک اور آرگومنٹ بتاؤں تو اس وقت ہمارے لوگ بھی کہتے تھے کہ اگر اسلام سچا ہوتا تو اتنے برے حال میں نہ ہوتا یعنی We used to compare our state of affairs. اور آج بھی کرتے ہیں کہ آپ کہتے ہو کہ اسلام بڑا اچھا مذہب ہے۔ اگر اسلام اچھا ہوتا تو وہ لوگ ہم سے اتنے اچھے حال میں نہ ہوتے۔ بعد میں جدیدیت کے جو بیشتر مفکرین آئے تو انہوں نے ان کے شہروں کو دیکھ کے یہ کہا کہ یہ لوگ اس لیے معزز ہیں یا خوبصورت ہیں یا برتر و اعلیٰ ہیں کہ ان کا علم بہتر ہے تو اقبال یہ کہہ رہا ہے کہ یہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہو مغرب میں یہ قطعاً اس بات کا ثبوت نہیں ہے کہ ان کا علم بھی اتنا بہتر ہے بلکہ وہ اس کو Exhibitive aspect of the British or any other western society. کہہ رہا ہے اور اس کے مقابلے میں کہہ رہا ہے کہ میری آنکھ میں عقیدت و محبت ہے اور میری آنکھ میں جو اصول کی Depth اور گہرائی ہے، جو مشرق کا دل ہے جہاں سے تمام پیغمبرؑ اٹھے ہیں جہاں سے محمد رسولؐ نے اپنا پیغام بخشا ہے، یہ ان سے ہزار درجے افضل اور بہتر ہیں تو میرا نہیں خیال کہ He is referring to those classical knowledge of the people of the west or teachings of the universities. but I think he was refering to the social outburst. اب بھی یہی ہوتا ہے کہ ہمارے ہاں بہت سارے لوگ ہیں، میں دیکھتا ہوں Ph.D کرنے جا رہے ہیں وہاں مگر وہ تعلیم سے کم غرض رکھتے ہیں، واپس آ کے جیسے فرض کیجیے آپ قائداعظم یونیورسٹی میں آ گئے۔ وہاں لوگ زیادہ تر Exhibit ان کے Corridor culture کا کر رہے ہوتے ہیں، تعلیم کا نہیں کر رہے ہوتے۔ ایسے لگتا ہے کہ ایک ایسے جہان سے نکل کے آ گئے ہیں جہاں معیشت اور معاشرتِ زندگی کسی اور قسم کی تھی جہاں کچھ خصائص علم کے ساتھ Join کر لیے جاتے ہیں کہ ان کی طرح کا علم حاصل کرنے کے لیے ان کی طرح کا زندگی گزارنا بھی لازم ہے۔ اقبال اس Aspect پہ غور کر رہا ہے کہ علم تو ہم کسی بھی جگہ جا کے حاصل کر سکتے ہیں۔ اس نے بھی کیا But he was not so impressed by

Marfat.com

their culture. کیونکہ اس کلچر میں کوئی ایسی خاص بڑی خوبی تو ہے نہیں۔ قوموں کے کلچر ادھار ہوتے ہیں۔ وہ وقت تھا جیسے Renaissance اور Reformation کے زمانے میں پورا یورپ اَن کلچرڈ تھا اور اتنی بری طرح سے اَن کلچرڈ تھا کہ کسی کو سر درد ہوتا تو اس کے سر میں کیل ٹھونک دیتے تھے تا کہ نہ درد رہے اور نہ سر اسی طرح اگر آپ اس وقت کی Inquisition دیکھیں اور Temples کے رسم ورواج دیکھیں جو آج تک موجود ہیں اور ان کی فلموں میں آنے بھی شروع ہو گئے۔ وہ مظاہرات جو Italian church نے اختیار کیے یا Presbyterian church نے اختیار کیے یا جو جنگیں اور جو خطرناک حادثے انگلینڈ میں پیش آئے، اب بھی اس کے تھوڑے تھوڑے مظاہرات ہوتے رہتے ہیں مگر اگر سچ پوچھا جائے تو آج بھی وہ Depth میں اس کروسیڈ کے محتاج ہیں جس کی وجہ سے علم Spin کیا اور مہذب ترین مسلمان قوموں سے وہ نکل کے ان کے ہاں فروغ پذیر ہوا۔ اگر آپ مارکو پولو کی داستان پڑھیں تو آپ کو حیرانی ہوگی کہ الجزیرہ تیونس وغیرہ کے بارے میں شروع سے کافی شہرت تھی۔ اسی طرح شہرِ سرسبز سمرقند بخارا یہ خواب تھا ویسٹ کا اور ادھر وہ اس تصور سے آتے تھے کہ نیپل کی بندرگاہ پہ جب مسافر اترتے تھے تو وہ پریوں کی کہانیاں سناتے تھے اور وہ دولت کی کہانیاں سناتے تھے۔ It was just not very far. ایک حیران کن بات میں آپ کو ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ 1588ء میں آرمیڈہ کی لڑائی ہوئی ملکہ الزبتھ کے زمانے میں۔ اس وقت چارلیٹرز جو ہیں گورنمنٹ آف برطانیہ نے سلطان سلیمان ذیشان کو لکھے اور اس میں درخواست کی کہ ہم غریب سے لوگ ہیں، مسکین سے اور ہم ایک بہت بڑی جنگ کے لیے نکل رہے ہیں تو ازراہِ کرم جب ہم جنگ کو نکلیں تو آپ ہمارے ملک کی حفاظت کرنا۔ اس وقت دنیا میں تین بڑے بادشاہ تھے اور کسی چوتھے کا نام ہی کوئی نہیں تھا۔ ایران اور اس کے سارے ملحقہ علاقوں میں شاہ عباس اعظم کی حکومت تھی، ہندوستان اور خوارزم سے ٹرانس اکشیانہ تک سلطان جلال الدین محمد اکبر کی حکومت تھی اور تمام وسط یورپ کے دل میں اور تمام Asia minor پہ سلطان سلیمان ذیشان کی حکومت تھی کوئی بادشاہ دوسرا تو سنا ہی نہیں گیا۔ برسرِ تذکرہ آپ کو ایک لطیفہ بتاتا چلوں۔ سلطان جلال الدین محمد اکبر کے زمانے میں جب برٹش کی سفارت آئی۔ اب عینیت سے تو نہیں کہا جا سکتا کیونکہ وہ بھی گئے یہ بھی گئے مگر یہ ہے

Marfat.com

ایک لطیفے کی بات کہ جب برٹش کی سفارت آئی تو اکبر کے دربار میں ایلچی نے بڑے بڑے لمبے القابات استعمال کیے۔ .The Queen of the seas and the skies تو اکبر کے سامنے پندرہ بیس منٹ اس نے ملکہ کے بارے میں ٹائٹل پڑھنے میں لگائے تو اکبر ویسے ہی سُن کا سُن بیٹھا رہا تو جب اس نے پورے کلمات ختم کیے تو وہ اپنے وزیر ابوالفضل کی طرف مڑا اور اس نے کہا، ایں جزیرہ نما چرا است؟ آپ خود سوچیں کہ یہ حال تھا اس وقت یورپی ممالک کا کہ جب اس نے بڑے بڑے القابات Queen of England کے ختم کیے تو اکبر نے کہا، ایں جزیرہ نما چرا است؟ کہ یہ ہے کہاں؟ یعنی یہ حال تھا اس وقت یورپی ممالک کا تو ظاہر ہے اتنی بڑی تفاوت اور اس کے بعد اتنے بڑے انقلاب کا آنا Renaissance اور Reformation کا برپا ہونا۔ ادھر ایک پریکٹیکل صورتحال یہ ہے کہ جب سپین میں اسّی ہزار حمام تھے اور ہر گلی میں لیمپ جلتے تھے، اس وقت شان الیزے میں گھٹنے گھٹنے کیچڑ کھڑا ہوتا تھا۔ ایک پریکٹیکل بات یہ ہے کہ Pygmalion میں برنارڈ شا جس خاتون کا ذکر کرتا ہے وہ اسی بات پہ کرتا ہے کہ کلچر اتنا گھٹیا اور غیر معقول ہو گیا تھا کہ اشراف اور نودولتیوں میں فرق کرنا مشکل ہو گیا تھا۔ یہ جو لین دین ہوتا ہے معاشروں سے معاشرے تک یہ کوئی Inferiority کی بات نہیں ہوتی، یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے، کچھ انہوں نے ہم سے لیا اگر وہ نہیں مانتے تو میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ زمانہ اور زمین شاہد ہیں کہ دو سو برس تک حجۃ الاسلام محمد بن احمد الغزالی اور ابنِ رشد کی کتابیں کیمبرج اور آکسفورڈ میں پڑھائی جاتی رہیں۔ They were the masters. اب اگر ہم ان کی طرف سے آئی ہوئی کتابیں پڑھتے ہیں تو یہ چند دنوں کی بات ہے۔ آج میں یہ پورے دعوے سے کہہ سکتا ہوں بلکہ یقین سے کہہ سکتا ہوں، دعویٰ تو خیر ناقص ہوتا ہے کہ Within fifteen years the entire balance is going to be shifted to the east چاہے وہ پاکستان کو پلٹے چاہے چائنہ کو پلٹے۔ ایک بات پہلے بھی ہوئی تھی۔ ایک بات آج بھی ہے کہ مسلم کلچر کے ساتھ پہلے بھی چائنہ بلند ہوا تھا۔ تاریخ کیا چیز ہے خواتین وحضرات! تاریخ Repeat نہیں کیا کرتی، یہ غلط جملہ ہے۔ تاریخ نہیں Repeat کیا کرتی۔ اللہ کے قانون اسی طرح ثابت قدم رہتے ہیں۔ ہسٹری کوئی انسان تو نہیں ہے کوئی مفکر اور دانشور نہیں ہے کہ History repeats it self البتہ

Marfat.com

اللہ نے قوموں کے عروج وزوال اور موسموں کے بدلنے کے جو اصول رکھے ہیں وہ ہر زمانے میں، ہر عصر اور ہر صدی میں پورے ہوتے ہیں، اس لیے آج بھی وہی قانون چل رہا ہے، وہی دو قومیں پھر اوپر چڑھ رہی ہیں۔ مسلمان اور چائنہ ادھر سے بلند ہوں گے، اب زوالِ مغرب کی گھڑی سامنے نظر آ رہی ہے۔ یہ کوئی بددعا نہیں ہے، مغرب کے لیے مگر میرا خیال ہے کہ جس اصول پہ اللہ نے تاریخ کو مرتب کیا وہ دونوں طرف برقرار ہے۔ اور بڑے سارے لوگ ایسے بھی ہیں جو پاکستان کے بارے میں شاید ہر دوسرے دن شبہ میں رہتے ہیں کہ آج گیا، کل گیا، پرسوں گیا۔ بڑا ڈھیٹ ملک ہے۔ یہ تو اپنا مقصد پورا کر کے جائے گا۔ آپ کو بتایا ناں کہ یہ تو Balfour Declaration کے مقابلے میں بنا ہے۔ جب تک اسرائیل ہے پاکستان ہے بعد میں دیکھی جائے گی۔ ہم تو ویسے بھی میرا خیال ہے اقبال کی طرح کے لوگ ہیں۔ قلندر ٹائپ مرنے والا ضرور ہے کوئی نہ کوئی مگر مار کے مرنے میں بڑی لذت ہے۔ تو جب تک اسرائیل کو Finish نہیں کر لیتا، یہ نہیں جاتا کہیں، یہ فطرت ہے۔ یہ وہ فیصلہ ہے جو 1917ء میں لکھا گیا۔ اُدھر وہ اِدھر ہم۔

**س:** کوئی زمانہ بھی مجدد کے بغیر نہیں ہونا چاہیے۔ آج آپ کے اس رتبے پہ دیکھتے ہیں؟

**ج:** آج تو کم از کم سو دو سو مجدد دورک کر رہا ہے اور میرا خیال ہے تھوڑے سے عرصے کے بعد سارے ہی رخصت ہو رہے ہیں۔ دیکھیں آپ ذرا پچھلے زمانے میں غور کریں تو آپ کو پتہ لگے گا قریباً قریباً ہر مسلم اسکالر میں ایک لفظ ذرا Common آیا۔ تنظیمیں آئیں پھر Gradations بنے، پھر ان کے امیر بنے۔ And they were all aspiring for the rank of Mujadid, They were all aspiring for the same. سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ مانگنے والا عہدہ نہیں ہے، نہ خواہش کرنے والا عہدہ ہے۔ یہ اہلیت کا ایک معیار ہے جو سوائے اللہ کے اور کسی کے پاس نہیں ہے۔ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس کا انحصار بہت ساری چیزوں پہ ہے۔ دیکھو خدا جب تبلیغ کو بلاتا ہے، جب وہ کہتا ہے کہ تبلیغ کو آؤ اس وقت بھی سارے معیارات اس کے اپنے ہیں۔ ''اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَةِ'' لوگوں کو بلا، علم وحکمت کے ساتھ بلا اندھا دھند نہ بلا، یہ ٹائپ چھوڑ دے۔ یہ جو اس وقت سکہ رائج الوقت

Marfat.com

ہے، یہ تبلیغ کا فیشن نہیں ہے۔ اللہ کے ہاں "اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ" کہ اگر لوگوں کو تم نے اللہ کی طرف بلانا ہے تو علم وحکمت سے بلا "وَالۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ" (النحل: 125) اور تیرا کلام بھی خوبصورت ہونا چاہیے، تیرا انداز بھی خوبصورت ہونا چاہیے، تیری بات بھی حسین ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ خود بہت بڑا Aesthete ہے۔ نظریہ جمالیات اس کا پیدا کردہ ہے۔ "اِنَّ اللہ جمیل یُحبُّ الجمال" (مسلم، مسند احمد، ترمذی) وہ خوبصورت ہے اور خوبصورتی کو پسند کرتا ہے، وہ کسی Ugly method میں شامل نہیں ہوتا ہے۔ فرمایا "اُدۡعُ اِلٰی سَبِیۡلِ رَبِّکَ بِالۡحِکۡمَۃِ وَ الۡمَوۡعِظَۃِ الۡحَسَنَۃِ وَ جَادِلۡہُمۡ بِالَّتِیۡ ہِیَ اَحۡسَنُ" (النحل: 125) اور جب تو بحث کرے تو بہت اچھی بحث کر، خوبصورت بحث کر یعنی اللہ تعالیٰ تین اصول دے رہا ہے۔ علم وحکمت، گفتگو، انداز اور بحث میں جنگ وجدل نہ ہو۔ ایک دفعہ رسل نے کہا تھا کہ جب دو آدمی آپس میں بحث کرتے ہیں تو جس کی آواز اونچی ہو، وہ سمجھتا ہے کہ میں جیت گیا اور یہی آج کل نظر آتا ہے۔ باقی رہا آج کے زمانے میں مجدد کا سوال تو جب تک اس کا کام پورا نہیں ہوتا مجدد نظر نہیں آئے گا آپ کو۔ Normally everbody starts with a minor position. اور اس کی Skills رفتہ رفتہ زمانے کے ساتھ کھلتی ہیں۔ یہ 2012ء جس وقت کو پوری دنیا سمجھتی ہے کہ یہ دنیا کے انجام کا وقت ہے یا بڑا خطرناک وقت ہے اس وقت سے مجددِ عصر کی فعالیت شروع ہونے کا امکان ہے۔ Let us pass ten to twenty years more and you will know him. کیونکہ ارشاد کا کوئی بندہ چھپا نہیں رہ سکتا۔ There is no possibility, you will know him soon. سوال یہ ہے کہ اس کی ضرورت کتنی ہے؟

س: جہانگیر خان صاحب پوچھتے ہیں کہ آپ نے اپنی پوری تقریر میں علامہ اقبال کو تضادات کا شکار ثابت کیا اور آخر میں گزشتہ صدی کا مجدد۔ کیا مجدد بھی تضادات کا شکار ہو سکتا ہے؟

ج: It's beautiful question. مگر میں نے اس کی progress show کی ہے، تضادات نہیں show کیے۔ میں نے یہ شو کیا ہے کہ وہ اپنی ایک Romantic position سے کیسے آگے بڑھتا ہے۔ He only failed in one thing perhaps. مگر یہ ضروری

Marfat.com

نہیں کہ مجدد کے ذمہ ایک Total recreation ہو۔ایک Partial recreation بھی ہو سکتی ہے مگر جو کچھ وہ کر گیا جس طریقے سے اس کے Message نے دنیا کو اور Particularly مسلمانوں کو زندہ کیا، اگر ہم اس Quality پہ اسے رینک کریں تو وہ اس وقت کا مجدد ہے باقی اس کی General progress ہے۔ بڑے دور گزرے بڑے لوگوں کے بڑے معترضانہ دور گزرے اور بڑے تعریفانہ دور گزرے۔ But over all جس مسلک پہ وہ آ کے ٹھہرا ہے اور جس طرح اس نے قائداعظم کے ساتھ ایک Cooperative link میں ایک پوری نیشن تخلیق کی ہے And along with his left message for all those downgraded Muslims of central Asia and all those places. جہاں اب تحریکات اس کے نام سے اٹھ رہی ہیں جہاں ایران کا انقلاب علی شریعتی کی وجہ سے اٹھا ہے جس نے اقبال پہ کتاب بھی لکھی ہے اور اس کے تاثرات بھی کاپی کیے ہیں۔ ابھی اقبال کا عصر ختم نہیں ہوا.But somebody has to continue جس کی پیش گوئی اس نے آخری دو قطعات میں کی جو ابھی میں نے آپ کو سنائے ہیں۔

اگر می آید آں دانائے رازے

Iqbal is awared that the place is not empty. کوئی نہ کوئی ضرور آئے گا جو میرے Sequence کو آگے بڑھائے گا اور اس کو وہ پیغام دے رہا ہے۔

اگر میؔ آید آں دانائے رازے

بدہ او را پیغام جاں گدازے

ضمیر امتاں رامی کند پاک

کلیمے یا حکیمے نے نوازے

ابھی جو لوگ بیٹھے ہیں ان لوگوں کو mention نہیں کرتا۔ میرا خیال ہے کہ اقبال کہہ رہا ہے یہ لوگ نہیں ضمیر امت کو پاک کریں گے۔ Those people who were sitting then. مگر وہ کہہ رہا ہے کہ

ضمیرِ امتاں رامی کند پاک

Marfat.com

## کلیمے یا حکیمے نے نوازے

مجھے یقین ہے انشاءاللہ اس نے جو بھی پیشین گوئیاں کی تھیں، رفتہ رفتہ سب سچی ثابت ہوئیں۔ یہ اس کی سچائی کا ایک اور ثبوت ہے کہ Whatever prophecy he made has come true and remaining will come true Inshallah in the coming time. اور اگر آپ غور کیجیے تو مہدی کا بھی تصور ایک ایسے اچھے مسلمان کا ہے جو امتِ مسلمہ کو اکٹھا کرنے کا باعث بن جائے۔

س: آپ کی گفتگو سے لگتا یہ ہے کہ اقبال شہرِ تصوف سے باہر تھے لیکن دوسری طرف آپ خود بارہا اقبال کا یہ مقولہ Quote کرتے ہیں کہ Every mystic record is an individual victory over time and space.

ج: یہ وہ کیفیت ہے جو باہر سے نظر آتی ہے۔ یہ وہ کیفیت نہیں ہے جو Mystic feel کرتا ہے۔ یہ آپ کو پتہ ہونا چاہیے کہ جب ہم رائے دیتے ہیں تو ہم اپنی رائے دیتے ہیں جیسے انگریزی زبان کی سب سے بڑی بدقسمتی یہ تھی کہ وہ ان مشترکہ الفاظ کو جو عربی اور فارسی میں لکھے گئے Equivalent translation تو کر لیتے تھے مگر وہ اس کی کیفیت کو نہیں ڈھال سکتے تھے جو انسان کے باطن میں ہوتی ہے جو ہمیں بعض اوقات اردو میں لینگوئج میں ملتی ہے یا Arabic میں ملتی ہے۔ مثلاً اگر آپ یہ چاہیں کہ کسی صوفی کی اندرونی کیفیت کو آپ Equivalence میں ٹرانسلیٹ کریں تو وہ بہت مشکل ہوتا ہے۔ Mostly اگر آپ نے دیکھا ہو تو تصوف کے لیے جن اصطلاحات کو استعمال کیا گیا، وہ فلاسفی سے زیادہ ملتی تھیں، بجائے Mysticism سے ملنے کے اس لیے اقبال نے اس پہ ایک Authoritative بڑی خوبصورت Statement دی اور غالباً اسی وجہ سے دی ہے کہ بعض کیفیاتِ تصوف سے وہ آشنا نہ تھے کہ All mystic experience is excommunicable جو Communicate نہیں ہو سکتا مگر اقبال ظاہر ہے اتنا اچھا مسلمان تھا، ایک حدیث بھی ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، آٹھ چیزوں کی مجھے ضمانت دی گئی ہے، اس میں ایک ضمانت یہ ہے کہ جس کی آنکھ سے اللہ کے لیے ایک آنسو بھی نکلا، اس پہ نارِ دوزخ ہمیشہ کے لیے حرام کر دی گئی تو اقبال تو ایسے بہت رویا

Marfat.com

کیے، بہت رویا کیے، یہ ان کے اخلاص کی انتہا تھی اور تصوف کی بنیاد ہی اخلاص پہ ہے۔ اب آگے کی جو Progress ہے، وہ کنفیوژن اقبال کے ہاں جگہ جگہ نظر آتا ہے کہ آخر وہ اسٹیٹس کیا ہے؟ Most probably he missed all those people who were living during his time. شاید اگر کلی طور پر چشتیہ صوفیا کی طرف رہتے تو ان کی سند تو ہمارے پاس بھی تھی مگر وہ ایسے School of practical thought کو چلے گئے جن کی اپنی حقیقت بڑی مشتبہ تھی۔ And that was one of the major confusion of Iqbal which he met even in his later life. مگر جب وقت آیا تو priority کھو چکی تھی، وہ لیٹ ہو چکے تھے۔ یقیناً ان کو تجربات سے واسطہ پڑا مگر علم کے بارے میں ان سے کچھ غلطی ہو گئی تھی کیونکہ بہر حال علم ہی خدا تک پہنچاتا ہے۔ عقل ہی خدا تک پہنچاتی ہے اور عشق کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ یہ کہہ سکتے ہو کہ علم اپنی تلاش میں جب جنون کی حد تک پہنچتا ہے تو وہ عشق ہو جاتا ہے۔ شاید اگر اس ریفرنس سے دیکھا جائے تو اقبال بھی سچا ہے۔ But I do not think so. He speaks about surrender. وبحرِ بے کراں میں گم ہونے کو عشق کہتا ہے اور وہ عقل کو الزام دیتا ہے مگر عقل جو ہے تین حصوں پہ مشتمل نہیں ہوتی۔ By the way this was the only knowledge which he could comprehend. عقل تین حصوں میں تقسیم ہوتی تھی اور ایک حصے کا Addition اس میں اور رہتا تھا۔ عقل جو ہے Intelligence اور Intellect سے ہوتی ہوئی Intuition تک جاتی تھی۔ اس کے آگے دنیا کی نظر میں کوئی عقل نہیں تھی۔ بدقسمتی سے سب سے بڑا طرزِ فکر سب سے بڑی Qualitative عقل کو Refuse کر دیا گیا تھا اور وہ الہام تھا۔ وہ الہام جس کے لیے اللہ نے ذہنِ انسان کو چنا تھا جس کے بارے میں پروردگارِ عالم نے یہ کہا تھا کہ میں نے "وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا (1) وَالْقَمَرِ إِذَا تَلَاهَا (2) وَالنَّهَارِ إِذَا جَلَّاهَا (3) وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَاهَا (4) وَالسَّمَاءِ وَمَا بَنَاهَا (5) وَالْأَرْضِ وَمَا طَحَاهَا (6) وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا (7) "(الشمس) میں نے اتنی بڑی بڑی کائناتی تخلیق کے پیٹرن پہ نفسِ انسان کو بنایا "وَنَفْسٍ وَمَا سَوَّاهَا فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (8) "(الشمس) اور اس پہ میں نے فسق و فجور الہام کیے ہیں اور یہ الہام کوئی غیر معمولی

Marfat.com

روایتی Condition نہیں تھی۔ یہ عقل کی وہ فارم تھی جسے ڈسکور کرنا انسان کا کام تھا۔ Intellect جب ایک نکتہ پہ مرکوز ہوجاتی ہے اور محنت کرتی ہے تو وہ وجدانی کیفیت حاصل کر لیتی ہے جیسے نیوٹن نے کی جیسے الیگزینڈر فلیمنگ نے کی جیسے کسی بھی سائنسدان کو حاصل ہوئی مگر جب عقل خدا کی معرفت سے سوچنا شروع کرتی ہے تو وہ درجہ الہام تک پہنچتی ہے ''فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا (8) قَدْ أَفْلَحَ مَن زَكَّاهَا (9) وَقَدْ خَابَ مَن دَسَّاهَا'' اتفاق سے یہ پہلو اقبال کی نظر میں نہیں تھا۔ I am very thankful to you for being a very patient listeners. خاص طور پر سیالکوٹ کی نسبت سے مجھے آپ سے زیادہ انس ہے Because I belong to Sialkot. میرا بھی خاندان سیالکوٹ کے پاس ہی سے ہجرت کر کے آیا ہے۔

Thank you very much.

وما علینا الا البلاغ

---------------

Marfat.com

# پنجاب یونیورسٹی میں ایک نشست

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ

مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ

مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ

مِنْ لَّدُنْکَ سُلْطٰنًا

نَّصِیْرًا O

(سورۃ الاسراء، آیت نمبر:80)

سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّۃِ

عَمَّا یَصِفُوْنَ O

وَسَلٰمٌ عَلَی الْمُرْسَلِیْنَ O

وَالْحَمْدُ

لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O

(سورۃ الصّٰفّٰت، آیت نمبر:180-182)

Marfat.com

Marfat.com

خواتین وحضرات! اس جامعہ مقتدر اور محترم استادِ عالی مقام جناب مجاہد کامران اور باقی احبابِ محترم جنہوں نے مجھے یہاں آنے کی دعوت دے کر شکر گزاری کا ایک موقع دیا۔ کسی بھی استاد کے لیے سب سے محترم مقام وہ ہوتا ہے جب وہ اپنے ان لوگوں کے پاس جا رہا ہوتا ہے جہاں سے اس نے علم سیکھا اور دیا ہوتا ہے۔ استاد اور شاگرد کے درمیان یہ دنیا کا ایک ایسا مقام، ایسا مرتبہ ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی رشتہ اللہ کے نزدیک محترم نہیں ہے کیونکہ انسانیت کا شرف بھی استاد اور شاگرد کے درمیان ہے اور اس کی خرابی بھی استاد اور شاگرد کے درمیان ہے۔

خواتین وحضرات! میرے نزدیک اس دنیا میں کوئی غیر ولی نہیں ہے سبھی دوست ہیں۔ کچھ اللہ کے دوست ہیں، کچھ شیطان کے دوست ہیں۔ تیسرا تو کوئی بندہ موجود نہیں ہے۔ ''اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْٓا اَوْلِیٰٓؤُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ'' (البقرہ: 257) اللہ کے دوست وہ ہیں جو ظلمات سے نور کی طرف آ رہے ہیں اور شیطان کے دوست وہ ہیں جو نور سے ظلمات کو جا رہے ہیں۔ صرف ایک واسطہ ہے ان دونوں اطراف کا وہ جو علم کی جلا پا رہے ہیں اور دوسرے وہ جو علم کی جلائیت کا انکار کر رہے ہیں۔ علم کے سوا کوئی ایسا رستہ اور طریقہ نہیں، کوئی ایسی پریکٹس نہیں، کوئی ایسا واسطہ نہیں جو انسان اور اللہ کے درمیان رابطے کے لیے پل کا کام دے سکے۔ خدا نے جب عقل کو تخلیق کیا، اسے بڑا حسین پایا اپنے نزدیک۔ کہا ذرا چل کے دکھا، پھر اس نے چل کے دکھایا۔ یہ حدیثِ مصدقہ ہے، پھر اسے کہا، لوٹ کے آ۔ جب وہ لوٹ کے آئی تو کہا سبحان اللہ، اپنی تعریف کی کہ میں نے کتنی خوبصورت تخلیق کی ہے اور پھر عقل سے فرمایا کہ جو لے گا تجھ سے لے گا، جو کھوئے گا تیری وجہ سے کھوئے گا۔ تو ہی ایک رابطہ اور تعلق ہے انسان اور اللہ کے درمیان۔ پھر اسے امانت کی طرح محفوظ کر دیا اور چاہا کہ کسی کو عطا کروں، پھر پوری کائنات کی تخلیقات کے سامنے اس نے اپنی اس امانت کو رکھ دیا۔ فرمایا ''اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَی

Marfat.com

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ"
(الاحزاب:72)اس کے کچھ تقاضے بھی تھے۔ وہی تقاضے جو پہلی آیت میں مَیں نے پیش کیے کہ علم والے کو ایک خطرے کا سامنا بھی ہے۔ اگر وہ کم ظرف ہے، اگر اس پر دنیاوی ہوس غالب آ گئی اگر اس کے مقاصدِ اعلیٰ مقاصدِ ذات کی نذر ہو گئے تو پھر یقیناً اس بات کا گمان ہے۔

علم را بر تن زنی مارے بود
علم را بر دِل زنی یارے بود

علم کو اگر آپ تن پہ استعمال کرو گے تو سانپ کی طرح ڈسے گا اور اگر علم کو آپ دل پہ استعمال کرو گے تو دوست بن کے رہے گا۔ ساری دنیا کی کتابیں پڑھ لیں، درسگاہی علوم کو دیکھ لیں، مراتبِ علمیہ کا تعین کر لیں، بالآخر ایک مقام نکلتا ہے، اس ساری علمی جستجو کا وہ خودشناسی ہے۔ کئی سالوں پہ محیط تمام علم کی اگر غرض وغایت کو جمع کر لیں اور اسلام کیا اور غیر اسلام کیا اور مسلم کیا اور غیر مسلم کیا، اگر علم کا ایک واحد اعلیٰ ترین مقصد چنا جائے تو کسی بھی کتابِ عقل میں ایک ہی جملہ ہوگا کہ سارے کا سارا علم سب سے پہلے انسان کو خودشناسی کی طرف راغب کرتا ہے۔ ذرا مسلمانوں میں اس کا مقصد تھوڑا Different ہوتا ہے، خودشناسی صرف ایک قدم ہے اور جب کوئی بندہ خودشناس ہو جاتا ہے تو پھر اس کا اگلا قدم خداشناسی کی طرف جاتا ہے۔ ایک بات اچھی طرح یاد رکھیے کہ اللہ مفروضہ نہیں ہے اور اگر ہے تو آپ کے لیے مناسب نہیں کہ عمر کا بیشتر حصہ اس مفروضے کے لیے ضائع کر دیں۔ علم آپ کو یہ سکھاتا ہے کہ اوہام پہ زندگی بسر نہ کرو اور ربِ کعبہ کی قسم ہے کہ اللہ اپنے آپ کو قرآن میں Balance کر لیتا ہے کہ اگر تم میرے لیے بھی کوئی دلیل نہیں رکھتے تو مجھے بھی چھوڑ دو۔ خداوند کریم قرآن میں یہ کہتے ہیں "لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ" جو ہلاک ہوا، وہ دلیل سے ہلاک ہوا۔ "وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ" جو زندہ ہوا وہ دلیل سے زندہ ہوا۔ "وَاِنَّ اللّٰهَ لَسَمِيْعٌ عَلِيْمٌ" (الانفال:42) اللہ سننے والا علم والا ہے۔ بھلا وہ یہ چاہے گا کہ آپ اس ناقص العقل طرزِ عمل سے اسے دیکھو وہ چاہے گا کہ آپ Blind faith کی احمقانہ روش پہ جا کے اپنے خدا کو پہچانو، وہ یہ قطعاً نہیں چاہے گا۔ وہ اگر یہ کہہ رہا ہے کہ میں بھی دلیل سے پہچانا جاتا ہوں تو آپ نے کتنا غور کیا ہوگا اس دلیل کی طرف پہنچنے کا۔ Blind faith

Marfat.com

کیا چیز ہے، اندھا دھند اعتقاد کیا چیز ہے اس کے بارے میں بہت Negative اشارہ فرماتے ہیں پروردگار، بڑی طنز سے دیکھتے ہیں ''اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِيْنَ لَا يَعْقِلُوْنَ'' (الانفال:22) بدترین جانور! انسان نہیں کہا۔ انسانوں میں بھی بدترین جانور وہ ہیں جو بلاسوچے سمجھے مجھ پہ یقین رکھتے ہیں بغیر غور وفکر کیے اللہ کی ذات پر یقین رکھتے ہیں اور اندھا دھند ایک اعتقاد لے کر زمانے میں چلا جاتا ہے۔ اتفاق یہ دیکھیے کہ ہمارا وطیرہ بن گیا ہے کہ ہم بڑے فخر سے کہتے ہیں، میں تو خدا کو بے دلیل مانتا ہوں، اللہ آپ کو پھر نہیں مانے گا۔ اگر آپ اللہ کو بے دلیل مانتے ہو تو پھر اللہ آپ کو نہیں مانے گا۔ بڑی دیر ہوئی رازی کا ایک واقعہ مشہور ہے اور یہ علم دشمنی کا سب سے بڑا واقعہ ہے جو مسلمانوں میں پیش آیا۔ رازی نے ننانوے دلائل اللہ کے لیے اکٹھے کیے جب مرحلہ مرگ پر پہنچا اور سکرات کا عالم طاری ہوا تو شیطان آیا کہ بھلا تیرے پاس کیا دلیل ہے اللہ کو ماننے کی۔ رازی نے ننانوے دلائل گنوائے۔ شیطان نے ننانوے کے ننانوے رد کر دیئے۔ جب رد کر دیئے تو بڑا گھبرایا، اب میں کیا کروں تو اس کے مرشدِ گرامی روحانی طور پر اس کے پاس تشریف لائے اور کہا، یہ کیوں نہیں کہتا شیطان سے کہ میں اللہ کو بے دلیل مانتا ہوں۔ تب کہیں جا کے جان چھوٹی مگر یہ بات غلط تھی۔ یہ علم کے دشمنوں نے گھڑی تھی۔ مسلمانوں کی دشمنی میں اللہ کی دشمنی میں یہ بات گھڑی گئی تھی جو اللہ علم کو اتنا بڑا رتبہ دیتا ہے ''نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ'' جس کے چاہتا ہوں درجے بلند کرتا ہوں ''وَفَوْقَ كُلِّ ذِيْ عِلْمٍ عَلِيْمٌ'' (یوسف:76) اور ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا ہے۔ وہ بھلا رازی کی دلیل سے کیسے اتفاق کر سکتا ہے۔

خواتین وحضرات! ایسے بے شمار واقعات صرف اس لیے گھڑے گئے مرتب کیے گئے کہ ان استادوں کی تائید اور تقلید میں زندگی بے بسر ہو کے گزار دی جائے کہ جن کا علم سے کوئی رابطہ اور واسطہ نہیں تھا۔ مسلمان تحقیق اور جستجو سے ہے۔ سوچ سے ہے اور اس کی سب سے بڑی سوچ سب سے بڑی ترجیح یہ ہے کہ وہ زندگی شروع کرنے سے پہلے تعین کرتا ہے کہ میں نے زندگی کس کے ساتھ گزارنی ہے۔ دنیا میں دو ہی قسم کے تو لوگ ہیں۔ ایک وہ جو خدا کے ساتھ رہتے ہیں ایک جو خدا کے بغیر رہتے ہیں، یہ آپ نے فیصلہ کرنا ہے مگر آپ اس خدا کے ساتھ کیسے رہ سکتے ہو جس میں اتنی طاقت بھی نہیں کہ آپ کو جھوٹ بولنے سے روک سکے۔ اتنی طاقت بھی نہیں کہ آپ کو

Marfat.com

کسی ناجائز کمائی سے روک سکے۔ اتنی طاقت نہیں کہ شہوات کے غلبے سے آپ کو پرہیز دے سکے۔ اتنی طاقت نہیں کہ آپ کو ترفع اور منزلت دے سکے۔ ایسے خدا کو کون پوج سکتا ہے۔ ایک رسمی خدا ایک بڑی دور کا خدا ایک الجھے ہوئے سرابوں کا خدا اس سے آپ کی پیاس کیسے بجھ سکتی ہے۔ شرع کیا ہے؟ شرع کیا کہتی ہے؟ عالمِ اسلام میں مسلسل صدیوں سے ایسی Movements چلتی رہیں۔ خواتین و حضرات! جنہوں نے شرع کو اتنا تقدم دے دیا، اتنی برتری دے دی کہ اسلام کا بنیادی مقصد ہی فوت ہو گیا۔ بھلا پانچ وقت کی نماز اور روزہ اتنی بڑی بات تھی کہ پورے کا پورا اسلام اس پر گرا دیا جائے، کیا یہ چیز آپ کے علم میں نہ تھی کہ میری اصلی شناخت کے لیے اور میرے صرف مسلمان ہونے کے لیے۔ اور یاد رکھیے کہ میں نہ دیوبندی، نہ بریلوی، میں اس نام سے گریز نہیں کر سکتا جو میرے اللہ نے میرا نام رکھا ہے۔ میرے اللہ نے میرا نام قرآن میں رکھا ہے۔ آپ کا نام قرآن میں رکھا ہے اور کہا ہے تم ملتِ ابراہیم ہو۔ ''مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ '' (الحج:78) میں نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے، کیا اللہ کے دیئے ہوئے نام کے علاوہ بھی کوئی آپ نام چنو گے؟ کیا تسلیم ربانی کے بعد خدا کی شناخت کے بعد ایمان کو بڑھنا ہی تسلیم و رضا کا تقاضا نہیں ہوتا اور ایمان تھوڑا Different ہوتا ہے۔ ایمان کا پیمانہ میرے ہاتھ میں نہیں ہے۔ ایمان کا پیمانہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ ظاہر و باطن کا پیمانہ اللہ کے ہاتھ میں ہے ''هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ '' (الحدید:3) دوبارہ دیکھیے علم سے یہ پیمانہ قائم ہے۔ ظاہر و باطن کا یہ پیمانہ علم کے ذریعے قائم ہے۔ آپ کو ایک مزے کی بات بتاؤں، اگرچہ کسی مسلمان نے Point out نہیں کی، اگر کی تو کسی اورینٹلسٹ نے کی ہے، اس نے بڑی خوبصورت بات کی ہے۔ اس نے کہا کہ The entire Shariah is based only twenty percent on the Quran and eighty percent on Hadith. کبھی نوٹ کیجیے گا، یہ بات اگلے ریسرچ کرتے ہیں، آپ سوچتے بھی نہیں ہو۔ اس نے کہا کہ پوری شریعت اسلامیہ کی بنیاد 20 فیصد قرآن پہ ہے۔ اسی فیصد حدیث پر ہے۔ خواتین و حضرات اسی طرح انسان کے کردار کی بنیاد 20 فیصد ظاہر پر اور 80 فیصد اس کے باطن پہ ہے۔ پانچ وقت کی نماز اور سال میں ایک مرتبہ کے روزے سے آپ کی کتنی زندگی سنور جائے گی،

Marfat.com

کیا تعلق قائم ہوگا۔ پریکٹسز اور یہ عبادات کا ظاہری پیٹرن تو کبھی کبھی اتنا اشتباہ گزار ہوتا ہے کہ بابُ الایمان میں بخاری نے حدیث شروع کی کہ اصحاب نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ جب ہم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو ہمیں بے شمار وسوسے آتے ہیں۔ فرمایا عینِ ایمان ہے، یہ عین ایمان ہے۔ سارا دن تم شیطان کے ساتھ کھیلتے رہتے ہو، آنکھ مچولی چلتی ہے۔ بازار میں وہ ساتھ ہے، غیبت میں وہ ساتھ ہے، ترکِ تعلق میں ساتھ ہے۔ کہیں شہواتِ ذات میں ساتھ ہے۔ شیطان کو آپ سے کیا تکلیف ہو سکتی ہے۔ ایسا ساتھی ہے کہ صبح و شام ہمارے ساتھ چلتا ہے، خون میں چلتا ہے۔ وہ ہماری رگِ زندگی میں ہے تو ویسے اس کو کیا تکلیف ہو سکتی ہے مگر جب آپ نماز کو پلٹتے ہو تو اسے بڑا وسوسہ پڑ جاتا ہے۔ اس کا خیال ہے کہ یہ میرے ہاتھ سے گیا تو Obviously جب آپ اپنے لیے ایک حفاظتی قلعہ میں جاؤ گے تو شیطان سب سے زیادہ آپ پہ اثر انداز نماز میں ہوگا وہ سب سے زیادہ آپ کو اگر تنگ کرنا چاہے گا تو نماز میں کرے گا۔ آپ کو پتہ ہے سارے قرآن میں اللہ نے نماز کے لیے اقامت الصلوٰۃ کا ذکر کیا، قائم کرو۔ اس لیے کہ نماز حتی الوسع ایک خیال سے نہیں پڑھی جاسکتی۔ صبح کی تساہل کی نماز اور طرح کی ہوتی ہے، اور دوپہر کی غنودگی کی نماز اور طرح کی ہوتی ہے اور عصر کی عجلتوں کی نماز اور طرح کی ہوتی ہے اور مغرب کے توقعات اور طرح کے ہوتے ہیں اور عشاء میں تو بہت غلبے ہوتے ہیں تھکاوٹ کے۔ اس لیے نمازوں کی کبھی ایک کیفیت نہیں رہتی، کوئی بھی شخص اگر یہ دعویٰ کرے تو ساری نمازوں کا تو ذکر ہی کیا پانچ وقت کی نماز بھی کبھی ایک جذبے سے نہیں پڑھی جاسکتی اور ہم اسے محض گزارتے ہیں مگر سب سے بڑا عمل نماز میں یہ ہے کہ پانچ وقت آپ پروردگارِ عالم کو صرف یہ یقین دلاتے ہو کہ اے اللہ

گو میں رہا رہینِ ستم ہائے روزگار
لیکن تیرے خیال سے غافل نہیں رہا

اگرچہ میں مصروف رہا، اس دنیائے رنگ و بو میں مگر پھر بھی تو نے مجھے موقع دیا، مجھ میں یہ ہمت پیدا ہوئی کہ تمام تر مصروفیات کے باوجود میں تیرے حضور آن پہنچا ہوں اب میری بال تیری کورٹ میں ہے، یوں تو ہم کہاں وہ کہاں، ایسی پستی اور ایسی بلندی تو ہمارا اس پہ کیا حق ہو سکتا ہے؟ فرمایا کہ جب تم اللہ کو اسی طرح مانو کہ اس میں کسی کو شریک نہ کرو اس کی طاقت اور غلبے کو

Marfat.com

تقسیم نہ کرو بندگی کے معاملے میں صاف ستھرے رہو تو تم نے اللہ کا حق ادا کر دیا۔ جب تم نے اللہ کا حق ادا کر دیا تو تمہارا حق اللہ پر یہ ہے کہ پھر تم پہ کسی صورت بھی عذاب کی ایک رمق بھی نہ پہنچنے دے۔ یہ ہمارا اللہ پہ حق ہے کہ اگر ہم اسے اچھی طرح رب کائنات مانیں اور جب ہم نے اس کا کام پورا کر دیا تو ہمیں کیوں تکلیف دے گا۔ ''مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ'' ہمیں کیا پڑی ہے تمہیں تکلیف دیں، دیکھو کیا انداز ہے اللہ کا، شاعروں کی شاعری سے بہتر۔ یہ تجاہلِ عارفانہ نہیں ہے نہ تغافلِ شاعرانہ ہے۔ یہ تو بڑا خوبصورت اندازِ تکلم ہے کہ بھئی! آپ لوگ مجھے خواہ مخواہ کیوں الزام دیتے ہو، مجھے جبر اور قہر کے خدا کا کیوں الزام دیتے ہو، میں تو صرف تمہیں یہ بتا رہا ہوں ''مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ'' ہمیں کیا پڑی ہے تمہیں عذاب دیں۔ ''اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ'' (النساء:147) اگر تم ایمان والے ہو تو ہمیں کیا پڑی ہے، تمہیں عذاب دیں۔ تمہارا خیال یہ ہے کہ تم کسی گونگے بہرے پتھر کی پرستش کر رہے ہو، تمہارا خیال یہ ہے کہ تم کسی Sadistic یا Masochistic God کی پرستش کر رہے ہو۔ نہیں نہیں ایسا نہیں ہے ''كَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا'' (النساء:147) اللہ شکر قبول کرنے والا ہے، تمہاری ہر بات سننے والا ہے، تمہاری نیات کی خوبیوں کو اگر تحت الثریٰ تک بھی پائے گا تو نکال کر حاضر کر دے گا ''فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ وَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَّرَهٗ'' (الزلزال:7-8) وہ تمہارے ایک ایک جزو کو آگے بڑھائے گا۔

خواتین و حضرات! خداوندِ کریم نے جب انسانوں کی زندگی کی بنیا درکھی تو Change کو سب سے بڑا Element قرار دیا۔ بدلتے ہوئے زمانے، رُتیں، سما، وقت، ان سارے آزمائش کے پیٹرن میں Change سب سے بڑی کوالٹی ہے۔ اگر Change نہ ہوتی اگر تبدل اور تغیر نہ ہوتا تو یہ جہانِ بے ساعت جو ہے یہ اتنا بور ہوتا، اتنا بدتر ہوتا کہ اس میں جاپانیوں کی تو شاید روز دو چار ہزار خودکشیاں ہوتیں مگر اللہ تعالیٰ نے حالات کی تبدیلی اور تغیر میں انسانیت کا حسن رکھ دیا۔ شاید کبھی آپ نے اقبال کی وہ نظم پڑھی ہو جو اس بیچارے نے حسن کے اوپر لکھی اور اس میں اس نے قرآن کے اس اصول کی تائید کی اور کہا کہ

ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

Marfat.com

مگر جب تغیر وارد ہوتا ہے زمانے میں اسے ہم ٹرانزیشن کہتے ہیں، ٹرانزیشن کو سنبھالنا بہت بڑے استاد کا کام ہے۔ جب ٹرانزیشن سے زمانہ بدل رہا ہوتا ہے، زندگی بدل رہی ہوتی ہے تو قریباً قریباً پورے کا پورا پس منظر جو ہے افلاس کی نذر ہو جاتا ہے۔ Industrial revolution کے بعد یورپ کی بدترین حالت اس لیے ہو گئی تھی۔ Consepts of morality اس لیے برباد ہو گئے کہ ٹرانزیشن میں انہیں کوئی اچھا استاد نہیں ملا، کوئی سنبھالنے والا استاد نہیں ملا، کوئی ایسا استاد نہیں ملا جو ان کے Concepts of morlity کو سلامت رکھتا۔ پھر Second world war کے بعد دوبارہ یورپ کا یہ بحران گزرا اور اس ٹرانزیشن میں اگر آج بھی آپ دیکھو تو Existentialism کا جو فلسفہ ہے، یہ اس وقت کے بعد پیدا ہوا جب وجود کو روح پر فوقیت بخشی۔ اگر اس سے پہلے ایک فلسفہ تھا اور جس میں کہا گیا تھا Essence precedes matter مگر جب یہ جنگ ختم ہوئی تو فلسفہ وجودیت نکلا جو Existentialism philosophy نکلی۔ اس نے Matter precedes essence کا نعرہ لگایا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یورپ کی نہ زندگی رہی نہ رشتے رہے نہ بقائے روحانیت رہی۔ نہ ان کے رسم و رواج میں فیملی لائف رہی، نہ ... بیاہ رہے اور وہ ایک بے مقصد اس اونٹ کی طرح جو لگام توڑ کے بھاگ رہا ہو، صحرا میں جس کے قدم کہیں نہیں ٹک رہے ہوں، وہ بے بسر اسی طرح گھومتا پھرتا ہے۔ آپ بھی ٹرانزیشن سے گزر رہے ہو۔ تین قسم کی ٹرانزیشن سے، مولویانہ نظام سے بغاوت سے گزر رہے ہو، سیکولر نظام کی دلچسپیوں سے گزر رہے ہو، آپ کو ایک صاف ستھرے اسلام کا راستہ ڈھونڈنا ہے سب سے بدتر وہ نظام نکل رہا ہے جو آپ کو سوچنے سے منع کرتا ہے جس نے اپنے اردگرد چار دیواریاں بنا رکھی ہیں۔ جو قرآن کی وضاحتوں کے لیے آپ کو مجبور کر رہے ہیں۔ اگر آپ اتنے اچھے اذہان کے مالک ہیں، اگر آپ دنیا کے باقی مسائل حل کر رہے ہیں، اگر آپ کاسمالوجی کے اسپیشلسٹ ہو رہے ہیں، اگر آپ لوگ جو ہیں جملہ قسم کی انجینئرنگ کی اقسام کے ماہرین ہو رہے ہیں تو آپ نے کسی مولوی سے پوچھا کہ کیا ان میں بھی بنیادی Caliber اتنا موجود ہے کہ اس قسم کی کوئی مہارت حاصل کر سکے۔ بدقسمتی کی بات تب ہوتی ہے جب ایک ذہین ترشخص اپنے آپ کو بے بسی کے ساتھ ایک اَن پڑھ آدمی کے حوالے کر دیتا ہے اور اس سے بدتر بات ارادت

Marfat.com

مرشدیت اور تصوف کے میدان میں گزر رہی ہے۔ برصغیر میں ہر انسان کسی نہ کسی احساسِ کمتری کا شکار ہوتا ہے، کسی نہ کسی احساسِ کمتری کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو نمایاں اور اجاگر کرنے کی فکر میں ہوتا ہے۔ بدقسمتی سے تصوف کے سارے اسکول اگر آپ میں سے کوئی تحقیق کرنے والا ہو اور Latest تحقیق کا مالک ہو اور آپ کو وہ طریقہ کار علم ہو جو Objective کسی ریسرچ میں استعمال ہوتے ہیں تو آپ بیشتر صوفیا کو جو اس وقت موجود ہیں اور بیشتر ایسے علمائے تصوف کو جو اس وقت موجود ہیں، چال باز پائیں گے اور اس میں کوئی شک بھی نہیں ہوگا۔ اس لیے اقبال بے چارہ مر گیا۔ Explain نہیں کر سکا، فوت ہو گئے مگر Explain نہیں کر سکے کہ

نذرانہ نہیں! سود ہے پیرانِ حرم کا
ہر خرقہ سالوس کے اندر ہے مہاجن
میراث میں آئی ہے انہیں مسندِ ارشاد
زاغوں کے صوف میں ہیں عقابوں کے نشیمن

ایک وہ صوفی ہے جس کے ایک جملے پر عرفانِ پروردگار کے نہ جانے کتنے دَر کھل جاتے ہیں۔ جب جنیدؒ یہ کہتا ہے، جب اس سے کسی نے توحید کی Definition پوچھی تو اس نے کہا، توحید قدیم کو حادث سے علیحدہ کرنے کا نام ہے۔ قدیم کو حادث سے علیحدہ کرنے کا نام توحید ہے۔ .To separate the eternal from the accidental اگر آپ اس پر ہی غور کر لو تو معلوم ہوگا کہ تصوف اعلیٰ ترین علمی دیانت کا نام ہے۔ اعلیٰ ترین اکتسابِ علمیہ کا نام تصوف ہے۔ مجھے تصوف کی ایک تعریف بہت پسند ہے اور اے کاش کہ کوئی عالمِ تصوف اس Definition پر پورا اتر جائے۔ دو لفظوں میں ہے کہ "التصوف الحریہ" تصوف آزادی کا نام ہے۔ صوفی آزاد ہے، اپنے اندر کی ذات سے Complexity سے اپنی Complexities سے جو ہمارے اندر Create کی گئی ہیں، اس سادہ سے انسان کو علیحدہ کرنا جو صرف خدا کا ہے، اس سادہ سے انسان کو اس Complexity سے جدا کرنا جو صرف اللہ کا بندہ ہے جسے پتہ ہے کہ مجھے کس نے پیدا کیا، جس کے دل میں کبھی کبھی اس Nostalgic محبت کا عرفان پیدا ہوتا ہے جیسے صحراؤں میں اکیلا مسافر جس کے قدموں کے نشان بالکل ناپید ہوں جسے

Marfat.com

دور تک کوئی نخلستان نظر نہیں آتا۔ اس آرزوئے تنہائی میں اس مکمل بے چارگی اور بے بسی میں جب آسمان کی طرف اس کی نظر اٹھتی ہے تو اس کا مطمع نظر صرف اللہ کی ذات کی قربت ہوتی ہے۔ اس طرح جب آپ کے دل ویران ہو جائیں، اداس ہو جائیں، اسباب منقطع ہو جائیں۔ زندگی بے چارگی کا نشان ہو جائے، عقل اپنے تمام اسباب کے باوجود کوئی رستہ سوائے خدا کے نہ چھوڑے تو جو آپ کے دل میں ہمسائیگیٔ پروردگار کی آرزو پیدا ہوتی ہے، یہی تصوف ہے، یہی وہ آرزو ہے جو آپ کو اس کی قربت سے آشنا کرتی ہے۔ یہ پریکٹیکل عبادات میں شاید نہ آئے۔ یہ سوچ کا المیہ ہے۔ اگر آپ کی فکر اس طرف مائل نہیں ہوتی، اگر آپ کی فکر اس کا چوائس نہیں دیتی تو آپ کبھی بھی Practical عبادات سے خدا کو نہیں پہنچ سکتے۔ آپ کو پتہ ہے شرع کیا ہے؟

شرع کی معمولی سی ایک Defination ہے، وہ کم سے کم زادِ راہ جسے لے کے کوئی منزل تک جا سکے۔ یہ شرع کی Practical defination ہے کہ شرع یہ ہے کہ کم سے کم زادِ راہ جسے لے کر آپ منزل تک پہنچ جاؤ۔ ایک اعرابی نے اس کی مزید وضاحت کر دی وہ خدمتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوا۔ اس نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے جنت کے لیے کیا کرنا چاہیے؟ آپؐ نے فرمایا، پانچ وقت کی نماز پڑھنی چاہیے۔ وہ کہنے لگا، ایک بھی زیادہ نہیں پڑھوں گا۔ پھر تھوڑی دیر بعد اس نے پوچھا، مجھے اور کیا کرنا چاہیے؟ فرمایا، رمضان کے روزے رکھنے ہیں، تیس یا انتیس۔ اس نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بھی زیادہ نہیں رکھوں گا۔ پھر پوچھا اور کیا کرنا چاہیے؟ آپؐ نے فرمایا، ڈھائی فیصد زکوٰۃ دینی ہے۔ اس نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے زیادہ ایک پیسہ نہیں دوں گا۔ جب پانچوں احکامات ختم ہوئے تو اس نے پوچھا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے یہ کچھ کرنا ہے؟ فرمایا، ہاں یہی کچھ کرنا ہے۔ ربِ کعبہ کی قسم! ان پانچ فرائض کے علاوہ میں کچھ بھی نہیں کروں گا۔ نہ میں نے نماز زیادہ پڑھنی ہے، نہ روزے زیادہ رکھنے ہیں، نہ خیرات وصدقات زیادہ کرنے ہیں۔ بس جتنا آپؐ نے بتا دیا ہے، اتنا ہی کرنا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، گواہ رہنا اگر اس نے اپنا عہد پورا کیا تو یہ جنتی ہے۔ اتنی معمولی سی بات پہ جنت اس سے بھی کہیں آگے آسانی سے معمولی سی بات پہ جنت ملتی ہے۔ اس سے بھی کہیں آگے ہمیں خدا کا قرب مل جاتا ہے مگر مسلمان کا یہ شیوہ نہیں ہے۔ مسلمان آرزوئے پروردگار سے زندہ ہے۔ اللہ

Marfat.com

کے ساتھ جو زندہ ہے، وہی زندہ ہے۔ جو اللہ کے بغیر زندہ ہے، وہ مردہ ہے جیسے باقی قوموں کے لوگوں کی ایک ہی خواہش اور آرزو ہے کہ We only live once. Muslim says we only die once. یہی ایک مفروضۂ حیات ہے۔ ذائقۃ الموت ہے، یہ بھی پوری موت نہیں ہے۔ بس ایک دفعہ ہم نے اس موت کا ذائقہ چکھنا ہے مگر جو Eternal life کے خواستگار ہوتے ہیں، ایک مستقل اور عظیم تر زندگی کے طلبگار ہوتے ہیں، وہ ان معمولی فریبوں میں نہیں آتے۔ حضرت بایزید بسطامیؒ سے کسی نے پوچھا، آپ کو اللہ کیسے ملا؟ اس نے کہا کہ میں نے چالیس برس اس کی تلاش کی۔ جب اسے پایا تو معلوم ہوا کہ وہ مجھ سے پہلے میری تلاش میں تھا۔ خواتین وحضرات! اللہ آپ کی تلاش میں ہے۔ آپ اللہ کو نہیں ڈھونڈ رہے ہو۔ اس لیے کہ اس نے آپ کو پیدا کیا ہے، اس نے مقصدِ تخلیق رکھا ہے۔ اس نے ایک دعویٰ آپ پر کیا ہوا ہے، یہ دعویٰ علم کا ہے "وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ کُلَّھَا" ہم نے آدم کو تمام جملہ اسماء کی تعلیم دی۔ "ثُمَّ عَرَضَھُمْ عَلَی الْمَلٰٓئِکَۃِ فَقَالَ اَنْۢبِئُوْنِیْ بِاَسْمَآءِ ھٰٓؤُلَآءِ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ" (البقرہ:31) پھر ہم نے ملائکہ کو بھی دعوت دی۔ ان کا کہنا تھا، یہ کم ظرف ہے، کم رتبہ ہے، کم اخلاق ہے، وحشی ہے، بربری ہے، اس لیے اس شخص کو کیسے آپ اتنا بڑا رتبہ دے رہے ہو تو اللہ نے کہا، چلو آزمائے لیتے ہیں۔ ہم اپنے دعویٰ کی تصدیق لے لیتے ہیں۔ اللہ نے فرشتوں کے دعویٰ کا برا نہیں منایا بلکہ قائل کرنا چاہا۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے بڑی صفت یہ ہے کہ کسی پہ ایمان ٹھونستے نہیں ہیں، جبر نہیں کرتے بلکہ موقع دیتے ہیں شناخت کا۔

خواتین وحضرات! میں ابھی امریکہ میں تھا تو آسٹن یونیورسٹی کے Relativity اور کوانٹم کے ایک پروفیسر مجھے ملنے آئے۔ کہنے لگے کہ How is it that I searched God for forteen year, I didn't find him and how is it that you found him? تو میں نے ان سے کہا کہ پروفیسر بات یہ ہے کہ He is not a by product of mathematical researches. He has to be the top priority of intellectual curiosity. جب تک آپ اللہ کو اپنے ذہن کی اعلیٰ ترین ترجیح نہیں بناؤ گے تو وہ نہیں ملے گا اور ربِ کعبہ کی قسم ہے جو بنائے گا، چاہے وہ ایک کروڑ ہوں یا

Marfat.com

ایک ارب وہ سب کو ملے گا۔ ?Who is between you and your God آپ کا خیال ہے اس نے بیچ میں کوئی ایسے کارندے رکھے ہوئے ہیں کہ جو اس کو بیچتے پھرتے ہیں؟ آپ کا خیال یہ ہے کہ اس نے بھی کوئی آڑھت لگا رکھی ہے کہ جس میں بیچ والے بڑے Important ہوتے ہیں؟ بھئی وہ آپ کا ہے، آپ اس کے ہو، بیچ میں کیا چیز حائل ہو سکتی ہے؟ ایک چیز بسا اوقات انسان اپنی شناخت کے مرحلوں میں غلطی کر جاتا ہے۔ بسا اوقات خواب و خیال میں غلطی کر جاتا ہے۔ بسا اوقات اپنے احساس اور جذبے کو پڑھنے میں غلطی کر جاتا ہے۔ اگر کوئی ایسی اشکال پیدا ہو جائے "فَاسْأَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" (النحل: 43) اگر کوئی ایسی غلطی ہو جائے تو پھر آپ کا فرض ہے "فَاسْأَلُوا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ" (النحل: 43) یہ یاد رکھیے قرآن بھی ذکر ہے، نماز بھی ذکر ہے مگر ذکر بالائے ذکر ہے۔ یہ بہت سارے لوگ ہیں، بہت سارے Methodist ایسے ہیں جو ان مراحل کو کنفیوژ کر دیتے ہیں اور Mehodist کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ پورے عالمِ اسلام میں Methodist نے بجائے اسلام قائم کرنے کے اپنی کوششوں کو نیشنلسٹ کے حوالے کر دیا، سیکولرسٹ کے حوالے کر دیا۔ اخوان المسلمون کو دیکھیے، تحریکِ محمدیہ کو دیکھیے، جماعتِ اسلامی کو دیکھ لیجیے۔ اتنی شدید محنت کے بعد تمام کا تمام اسلامی نظام سیکولر کے حوالے کر دیا۔ Because of one thing that they were focusing all their efforts on only twenty percent of Islam. اگر وہ روح کو ساتھ لے کر چلتے باطن کو ساتھ لے کر چلتے، اخلاقیاتِ درونِ ذات کو ساتھ لے کر چلتے تو کبھی بھی اسلام شکست نہیں اٹھا سکتا۔ اسلام ایک Perfect اعتدال ہے۔ اگر اس سے بہتر کوئی نظام ہوتا تو پروردگار کبھی یہ قرآن میں ارشاد نہ فرماتے "مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰٓى" (طٰہٰ 1-:2) وہ کبھی نہ کہتے کہ اے سردار میں نے اس سے زیادہ آسان نظام کوئی نہیں بنایا۔ شرع کیا کرتی ہے؟ ایک Base مقرر کرتی ہے۔ بے شمار لوگوں میں ایک Pyramid بنتا ہے۔ بے شمار لوگ اکٹھے ہوتے ہیں، وہ ایک معمولی سے نظام کی تقلید کرتے ہیں۔ لوگ اس سے بڑھتے بڑھتے اوپر چڑھتے ہیں مگر یارو Top پر کوئی تو خدا شناس ہو، وہ چاہے دیوبند ہو چاہے بریلوی ہے چاہے اہلحدیث ہے چاہے شیعہ ہے۔ بھائی Top پر کوئی تو خدا شناس ہو جس سے پتہ

Marfat.com

لگے کہ یہ System of thought ہولے ہولے Progress کرتا ہوا ایک Top truth of reality کو جا رہا ہے۔ یہی وہ بدقسمتی تھی جس کی وجہ سے عالمِ اسلام کو زوال شروع ہوا۔ علم نکلتا چلا گیا، شناخت اور تلاشِ علم رخصت ہوئے اور پھر اسی بے بسی کے عالم میں مردہ قلوب کے ساتھ دنیا سے بہت زیادہ مرعوب ہوتے گئے۔ اس زوال میں سب سے پہلا نقصان کیا ہوتا ہے؟ سب سے پہلا نقصان یہ ہوتا ہے کہ جس نے اللہ کو آقا و مولا نہیں مانا وہ اس احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتا ہے کہ اس کو غیر اپنے آپ سے بہتر لگتا ہے۔ جس نے اللہ کی Supermacy کو مانا جس نے خدا کی برتری کا اقرار کیا، اس کے نزدیک دنیا میں کوئی اور ہستی کوئی ملک کوئی شخص معزز تر نہیں ہو سکتا۔ مگر جب آپ خدا سے ہٹتے ہو تو سراسر آپ کا ذہنی افلاس قائم ہو جاتا ہے۔ ترجیحِ اول کے مقام خالی ہو جاتے ہیں اور ان کی جگہ غیر کا تصرف ہو جاتا ہے۔ آپ ان سے اس لیے مغلوب ہو جاتے ہو۔ ہم بھی کھلی آنکھوں سے جاتے ہیں۔ اگر میں یورپ میں صفائی دیکھوں گا، اگر ان کے مقامات مرتب دیکھوں گا تو کیا یہ ان کا کمال ہے؟ ان کا کمال ہے یا آپ کی نااہلیت کی بات ہے۔ کیا انہوں نے آج آپ سے صفائی نہیں سیکھی؟ ان کی صفائیوں کے معیار آپ کو آج بڑے اچھے لگ رہے ہیں، کیا آپ کو پندرہ سو برس پہلے پروردگارِ عالم کے رسول ﷺ نے نہیں بتایا کہ صفائی نصفِ ایمان ہے؟ اگر آپ ان کی تھوڑی سی بات مان لیتے، اس عالمِ وقت کی تھوڑی سی بات اس پیغمبر قدس ﷺ کی تھوڑی سی بات مان لیتے تو کیا آج آپ دوسری قوموں کی صفائی کے معیار پسند کرتے؟ محمد رسول اللہ ﷺ دنیا کے وہ واحد استاد ہیں، صرف ایک استاد! جنہوں نے دو صفاتِ تعلیم دی ہیں۔ ایک تو اس سے بڑا کوئی استاد نہیں جو اپنے مبیج کے سب سے قریب ترین ہے۔ سب سے بڑے استاد کی صفت یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے مبیج کے قریب ترین رہے اور سوائے محمد رسول اللہ ﷺ کے دنیا میں کوئی استاد ایسا نہیں گزرا جو اپنے مبیج سے بالکل ہم آہنگ ہے اور جب ام المومنین حضرت عائشہؓ سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ کا اخلاق کیسا ہے؟ فرمایا، تم قرآن نہیں پڑھتے ہو۔ کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ہو۔ جو کچھ قرآن میں ہے وہی اللہ کے رسول ﷺ کا کردار ہے یعنی ایسا استاد۔ اور دوسری بات کہ سب سے بڑا استاد وہ ہے جو مبیج میں کسی حال میں اپنے آپ کو شریک نہیں کرتا۔ مبیج سے اپنی عزت طلب نہیں کرتا بلکہ اتنا

Marfat.com

Prejudice مسیح کے حق میں ہوتا ہے کہ اپنی ذات کو اس مقامِ فنا تک لے جاتا ہے کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کو قرآن کہتا ہے "وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ" (الانبیا: 107) کہ یہ رحمتِ عالم ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگ جنت میں کیسے جائیں گے؟ فرمایا اللہ کی رحمت کے ساتھ۔ پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ؟ فرمایا میں بھی اللہ کی رحمت سے جاؤں گا۔ ملاحظہ فرمائیں کس قسم کے استاد ہیں، کتنا بڑا استاد ہے۔ یہ نہیں کہا اس وقت کہ اے نادان میں رحمت للعالمین ہوں، مجھے اللہ نے کہا ہے، مجھ سے بڑا استحقاق کس کا ہے جنت میں جانے کا مگر وہاں بھی اپنے وجود کی نفی کر گئے۔ آپ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہاں بھی یہ فرمایا کہ میں بھی اللہ کی رحمت سے جاؤں گا۔ اتنی بڑی Effacement دنیا پر کسی سکالر کی نہیں گزری، کسی اتنے بڑے استاد کی مگر ایک بات آپ سے کہوں کہ آخر دادا کتنی فکر کرتا ہوگا، پوتا کتنی فکر کرتا ہوگا؟ آخر باپ مر جائے، دادا مر جائے، چلو پردادا تک یاد رکھتے ہوں گے، آپ اس سے زیادہ نہیں یاد رکھ سکتے۔ آپ کو پتہ ہی نہیں ہوتا، اس تفاخر کا اس تعلق کا جو آپ کو اپنے بڑوں سے ہے، یاد میں ہی نہیں ہوتے مگر یہ کس قسم کے آپ کے باپ ہیں، یہ کس قسم کی شخصیت اعلیٰ ہے کہ ایک دفعہ بیٹھے بٹھائے آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ڈر گئے، خوفزدہ ہو گئے۔ پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری کسی کوتاہی کی وجہ سے آپ کی مقدس آنکھوں میں یہ آنسو آئے ہیں؟ فرمایا نہیں، ان لوگوں کا سوچ کے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے ہیں جو تم سے بہت دیر بعد آئیں گے۔ نہ انہوں نے مجھے دیکھا ہوگا نہ انہوں نے مجھے سنا ہوگا مگر وہ تمہاری طرح ہی مجھ پر ایمان لائیں گے۔ یہ کیسا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو میرا سوچ کے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آپ کا سوچ کے ان کی آنکھوں میں آنسو گئے۔ اتنی دور تک جس کی نظر جاتی ہے جو اپنی امت کے بحرانوں سے گزرتے ہوئے ان کی فلاح و بہبود کو دیکھ کر وہ ان کے ایمان کو Appreciate کر رہے ہیں، ہم نے انہیں دیکھا نہیں ہے۔ ہم نے انہیں چاہا ہے اور شاید یہ چاہت جو ہے جملہ مخالفین اسلام کی آنکھ میں کھٹکتی ہے۔ اسی لیے آج کل جو سب سے بڑا پیٹرن جو دین میں نکل رہا ہے Somehow جو سب سے بڑ خطرہ جو اس وقت ہمارے دین کو لاحق ہے، وہ ان لوگوں سے ہے جو Deliberately image of the Prophet (PBUH) کو

Marfat.com

Low down کرتے ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ ان کو لوکل ثابت کیا جائے۔ The Prophet (PBUH) is dead that's all. if he is dead then why are we living in Islam? The question is کہ اگر وہ فوت ہو گئے ہیں تو مسیح بھی فوت ہو جانا چاہیے۔ اتنا آگے صدیوں تک اس مسیح کے آنے کی کیا ضرورت ہے۔ کیا ہر صدی اتنی ہی بیکار ہو گئی ہے کہ کوئی اور Prophet نہیں تخلیق کر سکتی، کیا انسانی عظمت ان تکبرات سے آشنا ہو گئی ہے کہ وہ Prophethood کو بھی لوکل سمجھتی ہے اور وہ پیچھے چلی جاتی ہے۔ آج تک میں نے اپنے آقا و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ ذہانت والا انسان نہیں دیکھا ہے۔ مشرق و مغرب کے فلاسفر دیکھ لیے ہیں، سارے دانا و بینا دیکھ لیے ہیں مگر جو Possibility آپ کا Prophet(PBUH) ڈسکس کرتا ہے۔ زمین و آسمان میں پہلے کسی انسان نے ڈسکس نہیں کی۔ ایک دفعہ فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، ہو سکتا ہے کہ جب قیامت قائم ہو جائے اور جب لوگ جنت اور جہنم میں داخل کر دیئے جائیں تو جنت میں پھر بھی بے شمار جگہ بچ جائے گی۔ پھر اللہ نئے لوگ تخلیق کرے گا، نئے سرے سے آزمائش ہو گی۔ پھر ان کو جنت میں داخل کیا جائے گا۔ یہ عجیب و غریب بات شو کرتی ہے کہ کائنات میں سات آسمانوں میں سات زمینیں تواتر سے چل رہی ہیں۔ یہ نہیں کہ ہم پہلے اور آخری انسان ہیں۔ ہم سے پہلے بھی کوئی دنیا گزر چکی ہے۔ ہم سے بعد میں بھی دنیائیں آئیں گی۔

دائم آباد رہے گی دنیا
ہم نہ ہوں گے کوئی ہم سا ہو گا

آزمائش کے یہ پیٹرن کیوں آخر؟ سوال یہ ہے کہ کیوں؟ وجہ کیا ہے؟ کل ایک مولوی صاحب نے قرآن حکیم کی ایک آیت پڑھی اور اس کا ترجمہ کیا کہ جنت دو باغوں پر مشتمل ہے۔ بڑے گھنے سرسبز درختوں کے سائے اور چشمے اور پھوٹتی ہوئی نہریں اور پھلوں کی بہتات اور لدے ہوئے درخت مگر خواتین و حضرات یہ ڈائی مینشن کیا ہے جنت کی؟ یہ جنت ہے کیا؟ ہمیں تو صرف باغ یاد آتے ہیں اور ہمارا خیال ہوتا ہے کہ یہ دو باغ ہیں، چل رہا تھا مگر ایک جگہ کہیں حدود اربعہ بھی جنت کا آ گیا ذرا سا۔ پروردگار عالم نے ایک جگہ فرمایا، آؤ دوڑتے ہوئے اس جنت کی طرف جس کی "عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَ الْاَرْضُ" (آل عمران 133:) جس کی چوڑائی ساتوں آسمانوں اور

Marfat.com

زمینوں سے بھی زیادہ ہے جو Can you imagine یہ کتنی ہوگی، جس کی صرف چوڑائی ساتوں آسمانوں اور زمینوں سے بھی زیادہ ہے۔ دوسو Galaxies کی مالک یہ یونیورس ہے۔ ایک گلیکسی میں کم سے کم ایک کھرب اسٹارز Andromeda میں موجود ہے اور ایک کھرب سٹارز کی نوعیت یہ ہے کہ ہماری زمین کہیں اس کائنات میں وجود پاتی نظر نہیں آتی۔ اتنی بڑی کائنات اور اس سے اوپر پانچ چھ اور کائناتیں "اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ وَّمِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ" اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان تخلیق کیے اور اس کی طرح کی سات زمینیں۔ مسئلہ پیدا ہوتا ہے کہ سات زمینوں میں زندگی تو نہیں ہے۔ As far as we know there is no option. مگر اللہ کہتا ہے، تم غلط کہتے ہو۔ "یَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَیْنَهُنَّ" ان ساری زمینوں میں میرا حکم اترتا ہے "لِتَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (الطلاق: 12) تاکہ تم جان سکو کہ تمہارا پروردگار کتنا عظیم کتنا برتر کتنی قوت والا ہے۔

خواتین و حضرات! ہمارا میچ بڑی غلط جگہ پڑ گیا ہے۔ ہم اس سے ڈر نہیں سکتے تقویٰ کا لفظ بہت بولا جاتا ہے، ہم نہیں اس سے ڈر سکتے۔ ایوریج ہی کوئی نہیں ہے، کیا ڈرو گے اس سے ہمارے تو سر پر ایک اے۔ ایس۔ آئی کھڑا ہو جائے تو ہماری ہڈیاں چٹخنی شروع ہو جاتی ہیں۔ اب خدا سے آپ نے کیا ڈرنا ہے، کوئی صورت نہیں بنتی خدا سے ڈرنے کی۔ تقویٰ کا صرف ایک مطلب ہے کہ خدا سے محبت رکھو اور ایسے کام سے ڈرو جو تمہیں اس سے دور کر دیں۔ اس کے علاوہ تقویٰ کا کوئی مطلب نہیں ہے۔ اگر تم یہ کہو کہ میں خدا سے بہت ڈرتا ہوں تو یہ تمہارا اپنا Guilt ہے۔ آدھا مذہب تمہارا Guilt کی Consciousness پہ واقع ہے۔ اس کا خدا سے کوئی واسطہ نہیں، متقی وہ ہے جو ہر اس فعل سے ڈرتا ہے جو اس میں اور خدا میں مزید دوری پیدا کر دے۔ جو انسان کو خدا کے نسیان میں لے جائے اور اسی بات سے ہر مسلمان ہر اہلِ دل ڈرتے ہیں کہ اے پروردگارِ عالم ہمیں ان اعمال سے بچا جو ہم میں اور تجھ میں دوری پیدا کرتے ہیں۔ آپ کو پتہ ہے سب سے بڑی سزا اللہ کیا دیتا ہے؟ ہم نے ان کو بھلا دیا، وہ ہماری یادداشت سے اتر گئے، وہ ہمارے خیال سے جاتے رہے، ہم نے انہیں اصولوں کے سپرد کر دیا۔ میکنکس کے حوالے کر دیا۔ جب اللہ آپ کو میکنکس کے حوالے کر دے، پھر آپ ختم ہو گئے۔ پھر میکنکس کیا کہتی ہے۔ میکنکس

Marfat.com

کہتی ہے کائنات میں Burning stars ہیں اور کائنات میں ٹھنڈے اسٹارز ہیں۔ پاور اِدھر سے اُدھر جا رہی ہے۔ لوٹ کے نہیں آ رہی۔ آپ اگر چاہے جتنی مرضی زندگی بسر کرلو، ارب ہا ارب سال کی زندگی، انجام ایک ٹھنڈا یخ بستہ ماحول ہے۔ انجام صرف موت ہے۔ اس کے علاوہ کچھ آپ کا میکنکس نہیں کہتا۔ میکنکس صرف آپ کو موت کی خبر دیتا ہے۔ میکنکس یہ ہے جیسے اللہ کہتا ہے، ایک چھوٹا سا پتھر فضاؤں میں پھینک دوں تو تمہاری زمین کو تہس نہس کرتا ہوا چلا جائے۔ پتھر Asteroids اللہ کی عادت ہے، بڑی چیزوں کو چھوٹا کہنے کی، ہے جو بڑا بہت بڑا۔ سورج کو چراغ کہے گا، چاند کو اس کے پیچھے آنے والی موم بتی کہے گا۔ ڈیڑھ سو میل لمبے Asteriods کو پتھر کہے گا، روڑا پھینک دوں تم پر تو تم ختم ہو جاؤ۔ اتنے بڑے اللہ کے ساتھ وحشت کا کوئی مقابلہ نہیں ہو سکتا، خوف کا نہیں ہو سکتا، مر جاؤ گے، ڈر ڈر کے۔ محبت کرو اس سے انس رکھو، اللہ سے پیار کرو یہی وہ چاہتا ہے "یٰحَسۡرَۃً عَلَی الۡعِبَادِ" (یس:30) بڑی حسرت ہے کہ تم میں سے کوئی اٹھے، اپنے اللہ کو پہچانے۔ اس سے انس رکھے، اس سے محبت کرے اور یہ دعویٰ کرے کہ اے پروردگار میں نے حقِ بندگی ادا کر دیا۔ اللہ کے رسول ﷺ نے پوچھا! جانتے ہو ایمان کی حلاوت کیا ہوتی ہے؟ اصحاب نے پوچھا، یارسول اللہ ﷺ ضرور ارشاد فرمائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، حلاوتِ ایمان کا سب سے پہلا جزو یہ ہے کہ اللہ کی ایسی عبادت کرو کہ اس میں کوئی شریک نہ کرو اور دوسری پتہ ہے کیا ہے؟ کہ مجھ سے اتنی محبت رکھو، اس محبت پہ کوئی چیز غالب نہ آئے۔ تو ایک دن سیدنا عمر بن خطابؓ سے پوچھا اللہ کے رسول ﷺ نے، عمرؓ تمہیں مجھ سے کتنا انس ہے؟ کہا یارسول اللہ ﷺ اپنے نفس سے کم ہر چیز سے زیادہ یعنی اپنی ذات سے کم ہر چیز سے زیادہ۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اے عمرؓ جب تک تم اپنے نفس کی محبت پر بھی اپنی زندگی اور جان کی محبت پہ بھی مجھے غالب نہیں کر لو گے، تم ایمان کا مزا نہیں چکھو گے۔ کہا یارسول اللہ ﷺ آج کے بعد آپ مجھے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ یہ محبت، یہ ایمان یہ رسول اللہ ﷺ کی محبت، یہ فراقِ یار کی داستان ہے۔ آخر علامہ اقبالؒ بڑا اچھا شاعر تھا۔ اللہ کے رسول ﷺ کی تعریف میں ایسے ایسے خوبصورت شعر لکھ گیا ہے کہ دوبارہ ایسے شعر کہنا شاید ممکن نہیں۔ ہر بڑے ادب کی ایک نشانی ہوتی ہے۔ یہ یاد رکھنا ہر بڑے ادب کی ایک نشانی ہوتی

Marfat.com

ہے کہ اس ادبیت کے ایک لفظ کو دوسرے لفظ سے بدلا نہیں جاسکتا۔ Ernest Hemingway نے ایک ناول لکھا "The old man and the sea" تو اس کو جب نوبل پرائز دیا گیا تو اس کے بارے میں سب سے مشہور Sentence یہ تھا کہ اس ناول کا ایک لفظ بھی کسی دوسرے لفظ سے بدلا نہیں جاسکتا۔ اسی طرح بعض اشعار ایسے ہیں کہ ان کا ایک لفظ بھی دوسرے لفظ سے بدلا نہیں جاسکتا تو جیسے اقبالؒ نے Comparison کرتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کہا کہ:

**تو بر نخلِ کلیمِ بے تحاشہ آتشِ ریزی**

کہ جب کلیمؑ نے دعویٰ جمالِ ربانی کیا اور اللہ کو دیکھنے کی آرزو کی تو تو آگ بن کر اُن پر گرا۔

**تو بر شمعِ یتیمِ صورتِ پروانہ می آی**

کہ یتیم کی شمع پہ تو خود پروانے کی طرح چلا آتا ہے۔

خواتین و حضرات! دیکھنا یہ ہے کہ کیا ہمارے ایمان میں اتنی طاقت ہے کہ آج ہم سنبھل سکیں۔ سنبھلنے کی کوشش کرنا ہر Individual کی اپنی ذمہ داری ہے، خدا کے لیے دوسروں کو نصیحت دینا بند کردو۔ سب سے بڑا المیہ یہ ہوتا ہے کہ جب ہم اپنی ذات سے درگزر کرتے ہوئے دوسروں کی کوتاہیوں پر نظر کرتے ہیں۔ یہ بعد کا کام ہے، یہ پہلا مرحلہ نہیں "لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ" (الصّف:2) تم وہ بات کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔ کیا کسی کو نصیحت دینے سے پہلے آپ نے بھی عمر بن خطابؓ کی طرح سوچا، ٹھہر جاؤ۔ میں ذرا گھر سے ہو آؤں۔ جب کسی نے کہا، یا امیر المومنین بچہ گڑ بڑا کھاتا ہے تو کہنے لگے، ٹھہر جاؤ۔ میں گھر سے ہو آؤں۔ گھر جا کے تمام گڑ کا ذخیرہ ضائع کیا، واپس آئے۔ سوچا کہ کل تک تو خود بھی کھا رہا تھا، اس کو کیا منع کرتا۔ اب میں ختم کر آیا ہوں۔ اب آ کے اس کو کہہ سکتا ہوں کہ ہاں بیٹے تم بھی گڑ نہ کھایا کرو۔ یہ اصولِ تعلیم ہے کہ معمولی معمولی بات آگے پہنچانے سے پہلے ایک نظر اس چیز پہ مارلو کہ میں کیا خود کسی ایسی ہی صفت کا حامل ہوں، کیا مجھے یہ حق حاصل ہے کہ میں کسی دوسرے تک یہ بات پہنچا دوں۔ یہی اصولِ اسلام ہے۔ اصولِ خدا ہے اور یہی قانونِ پروردگار ہے۔ یہ کس نے کہا کہ آپ سارے کے سارے مقدس ہو جاؤ۔ اللہ نے تو نہیں کہا۔ سچی بات ہے، پوچھو بھی خداوندِ کریم تو وہ

Marfat.com

ہے جس نے آپ کی Mistakes کا ایک مکمل Chapter علیحدہ کیا ہوا ہے۔ اس نے آپ کو گنجائش دے رکھی ہے۔ آخر کیا وہ دعا تھی جو حضرت یونسؑ نے مانگی ہوگی۔ کبھی آپ نے سوچا کہ اس میں اس نے آپ کا حصہ علیحدہ کر دیا تھا "فَنَادٰی فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" (الانبیا:87) اے اللہ تو ہر خطا سے پاک ہے، میں تو نہیں ہوں تو یونسؑ کا کہنا یہ ہے کہ اے اللہ تو ہی پاک ہے ہر خطا سے، میں تو نہیں ہوں۔ مجھ میں تو Element موجود ہے خطا کا اور تیری رضا سے یا وہ امکانات جو تو نے خطا کے میرے اندر رکھے ہوئے ہیں، میں اس سے ایک خطا کا مرتکب ہو گیا ہوں "اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ" میں اندھیروں میں چلا گیا ہوں، مجھے معاف فرما دے۔ پیغمبر کی چھوٹی سی خطا بڑے بڑے گناہوں سے بھاری پڑتی ہے مگر یہ سزا نہیں ہوتی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ ہے جس کو بڑے بڑے عالمانِ حدیث غلط سمجھتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی پیغمبر خطا نہیں کرتا، بسا اوقات جان بوجھ کر ایک خطا چھوڑ دیتا ہے جس سے لوگوں کا تجسس صحتِ کلام کو جاتا ہے جیسے کھجور کے معاملے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجربے کی حیثیت کو علمی حیثیت پر تفوق دینا تھا۔ اس لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ثابت کیا کہ تم صوفیا اور فقیروں سے جا کر Impossible دعائیں منگواتے ہو۔ جب تم ہزاروں سال کے ایک تجربے کے مالک ہو جہاں ایک جملہ انسانیت کی عقل کام کر رہی ہوتی ہے تو پھر بھی تم اپنے پیر سے ایسی کیوں دعائیں جا کر منگواتے ہو جن کا تعلق فطرت سے ہی نہیں ہوتا۔ Why don't you accept the natural laws and the natural rules? یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتہائی اعلیٰ ترین قدم تھا جب انہوں نے تعلیم دی کہ کھجور کو تو ہم پیوند پسند نہیں کرتے، لوگوں نے پیوند نہیں لگایا نقصان اٹھایا۔ لوٹ کے آئے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے پیوند نہیں لگایا، فصل کو نقصان ہوا۔ فرمایا، پھر ایسے کیا کرو جیسے تمہارا تجربہ ہے جیسے مدتوں سے تم کرتے چلے آئے ہو۔ بعض اوقات پیغمبر اس طرح سبق دیتا ہے جیسے آپ کا استاد تختے پہ ایک غلط لفظ لکھ کے کلاس سے کہتا ہے کہ آپ اس کو دیکھو کہاں میں نے غلطی کی ہے اور اسے درست کرو۔ یہ استادوں کے طریقے ہیں۔ اور بعض لوگ جو بہت ان پڑھ ہوتے ہیں، استادوں کے اس طریقے کو استادوں کی خطا سمجھتے ہیں and

Marfat.com

that's very unfair. اور Low I.Q کے لوگ ایسے کرتے ہیں۔ کوئی بڑا سمجھدار شاگرد ایسے نہیں کرسکتا۔ اس کو پتہ ہوتا ہے کہ استاد نے میری رہنمائی کے لیے ایک طریقہ خطا استعمال کیا ہے۔ یہ جاننا بڑا ضروری ہے کہ ہمیں جو Training جو علم دیا جاتا ہے، ہم اس میں مقدس ہونے کا دعویٰ نہیں کرتے۔ آپ کو کس نے کہا کہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بنو، آپ کو کس نے کہا کہ ولایت جذبیہ کے امام بنو۔ آپ کو کس نے کہا قطب الاقطاب کے دعوے کی حرص کرو۔ آپ کو کس نے کہا کہ علی بن عثمان ہجویریؒ ہونے کا دعویٰ کرو۔ بھئی وہ بڑی پرانی کسی عمر میں جا کر بڑے گئے گزرے وقت میں جا کر بڑا عرصہ اللہ کے ساتھ گزار کر وہ اپنی ہستیوں میں بلند ہوئے مگر کیا شروع کرنے میں آپ جیسے نہیں تھے۔ کسی یونیورسٹی کے طالب علم نہیں تھے۔ بھلا اس کو دیکھو خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ بیچارے کیا کر رہے تھے۔ بظاہر ایک باغ میں نوکری کر رہے تھے۔ پھر ایک دن ایک بزرگ استاد آ گھسا۔ اس نے دعا دی، بارہ سال پڑھا لکھا اور ولی ہند ہو کے داخل ہوئے۔ دیکھو آغاز سب کے لیے برابر ہے۔ انجام پھر آپ کی کوشش اور محنت پہ ہے مگر آپ سب اللہ کے ولی ہو سکتے ہو۔ آپ ہو میرے کہنے سے نہیں اللہ کے کہے سے ہو "اَللّٰہُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُھُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ وَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓؤُھُمُ الطَّاغُوْتُ یُخْرِجُوْنَھُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ" (البقرہ: 257) ولایت کو باہر مت ڈھونڈو۔ ولایت کو باہر مت ڈھونڈو، ولایت تمہارے اندر ہے۔ تمہارے اندر اسلام ہے، ایمان ہے۔ تم ہی ولی ہو اور تم ہی لوگوں کے بارے میں اللہ نے کہا ہے "وَلَا تَھِنُوْا" سستی نہ کرنا میرے بارے میں "وَلَا تَحْزَنُوْا" اور غم بھی نہ کرنا۔ "وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ" (آل عمران: 139) تم ہی غالب ہو اگر ایمان والے ہو۔ اگر آج ہم دنیا پہ غالب نہیں ہیں، اگر آج ہم سردارانِ ملت میں سے نہیں ہیں تو آپ یقین جانو کہ اس کی وجہ کوئی دنیاوی اسباب نہیں ہیں، صرف ایمان اچھا نہیں ہے۔ We have to come back, analyze, understand, where is something wrong with our faith. ہمارے ایمان میں کوئی غلطی ہے مگر یہ جو تقویٰ اور طہارت کے دعوے ہیں، یہ سب سے بڑی غلطی ہے۔ اسی لیے اللہ نے قرآن حکیم میں فرمایا "فَلَا تُزَکُّوْۤا اَنْفُسَکُمْ"

Marfat.com

اپنے آپ کو پاکباز مت کہو، چار چار چادریں سروں پر پہن کر اور بڑے بڑے غلاف پہن کر یہ لکڑی کے بت آ کر اپنے دعویٰ تقدس سے آپ کو کیوں مرعوب کرنا چاہتے ہیں۔ They are as humble as you. You are better than them. کیونکہ آپ نوجوان ہو، طالب علم ہو، سیکھ رہے ہو، آگے بڑھ رہے ہو، نیت کا اخلاص موجود ہے۔ اس لیے پروردگار کہتا ہے "فَلَا تُزَكُّوٓا اَنفُسَكُمْ" مت اپنے آپ کو پاک باز کہو "هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى" (النجم:32) کیا خوبصورت بات ہے جیسے کوئی دوست کسی دوست کو نہیں کہتا "اوئے میرے سامنے کیا بنتا ہے، میں تجھے جڑوں سے جانتا ہوں۔" بالکل ویسا ہی اللہ کا انداز ہے۔ "فَلَا تُزَكُّوٓا اَنفُسَكُمْ" مت اپنے آپ کو پاک باز کہو "هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى" (النجم:32) میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ تم کتنے متقی ہو۔ آپ کبھی خدا کو سزا دینے والا نہیں پاؤ گے۔ جب کسی نے اقرارِ ذاتِ پروردگار کیا تو اس کی سزا کا پہلو ختم ہو گیا۔ میں آپ سے ایک سوال کروں گا جس نے یہ قرآن میں کہا ہو کہ میں نے ہر مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے "كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ" (الانعام:12) میں نے اپنے اوپر رحمت لکھ دی، بھلا پھر اس رحمت میں عذاب ہو سکتا ہے۔ کیا اس رحمت میں جہنم ہو سکتی ہے۔ فرق صرف ایک ہے کہ تسلیم کے لیے لوٹنا پڑتا ہے۔ اللہ ہندو پہ رحم کرنے کے لیے تیار ہے۔ یہ نہیں ہے کہ تیار نہیں ہے مگر قبر میں کہے گا کیا؟ اگر خدا اس سے پوچھے گا، اگر خدا اس سے یہ پوچھ لے کہ تیرا رب کون ہے تو کیا جواب دے گا؟ شیوا وشنو برہما سرسوتی! کیا جواب دے گا، اتنے Unlimited Numbers میں اگر آپ نے خدا پالے ہوئے ہوں تو یقینی بات ہے کہ آپ صحیح جواب نہیں دے سکتے۔ آپ کا جواب تب ہی صحیح ہو سکتا ہے جب زندگی میں کبھی خلوصِ دل سے ایک مرتبہ دس مرتبہ نہیں ایک مرتبہ وہ

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے آدمی کو نجات

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ مبارکہ ہے اور بار بار آئی ہے۔ آپ کو سنانا ویسے صحیح نہیں کیونکہ آپ اس سے بہت بگڑ جاؤ گے لیکن چونکہ حدیث موجود ہے اور اس سے انکار ممکن نہیں کہ جس نے دل سے ایک مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا، اس پر ہمیشہ کے لیے نارِ دوزخ حرام کر دی گئی۔ اور خدا

Marfat.com

کے بندو، ایسی کونسی مشکل تھی کہ آپ اللہ سے ڈر ڈر کے کانپ کانپ کے جی رہے ہو۔ گناہ اتنی فضول چیز ہے اور اس سے بدتر احساسِ گناہ ہے کہ احساسِ گناہ صحیح معنوں میں آپ کی صلاحیتیں مفلوج کر دیتا ہے۔ اگر خدا کی طرف جانا ہو تو احساسِ گناہ سے نہیں جاؤ۔ محبت کے احساس سے جاؤ۔ ایک ہی غم آپ کے دل میں ہونا چاہیے کہ اے عالمِ ملکوت کے شہنشاہ، اے ہمارے رب، اے ہماری کائنات کے مالک، اے مجھ سے محبت کرنے والے مجھ سے یہ خطا ہو گئی۔ میں تیری قربت سے جدا ہو گیا، مجھ پر رحم فرما، توفیق عطا فرما کہ میں تیرے قریب تر جا سکوں اور تیری رحمت کے مفہوم کا حصہ بن سکوں۔

---

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پروفیسر احمد رفیق اختر

300مرتبہ یَاسَلَامُ یَامُؤْمِنُ یَااَللّٰہ
300مرتبہ یَارَحۡمٰنُ یَارَحِیۡمُ یَاکَرِیۡمُ
300مرتبہ یَارَحۡمٰنُ یَارَحِیۡمُ یَاکَرِیۡمُ
300مرتبہ لَاحَوۡلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ
300مرتبہ یَاوَلِیُّ یَانَصِیۡرُ
300مرتبہ یَاذَاالۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَام
300مرتبہ یَاذَاالۡجَلَالِ وَالۡاِکۡرَام
300مرتبہ یَاوَلِیُّ یَانَصِیۡرُ
300مرتبہ یَاوَلِیُّ یَاوَالِی

---

دعائیں

---

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُكَ الۡعَفۡوَ وَالۡعَافِیَۃَ

اے اللہ میں تجھ سے بخشش اور عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنَّا عَلٰی ذِكۡرِكَ وَشُكۡرِكَ وَحُسۡنِ عِبَادَتِكَ

اے اللہ اپنے ذکر پر، شکر اور حسنِ عبادت پر ہماری مدد فرما۔

اَللّٰھُمَّ اَحۡسِنۡ عَاقِبَتَنَا فِی الۡاُمُوۡرِ كُلِّھَا وَاَجِرۡنَا مِنۡ خِزۡیِ الدُّنۡیَا وَعَذَابِ الۡاٰخِرَۃِ

اے اللہ ہمارے تمام کاموں کا انجام بہتر فرما اور ہمیں دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے پناہ دے۔

اَللّٰھُمَّ اسۡتُرۡ عَوۡرَاتِنَا وَاٰمِنۡ رَوۡعَاتِنَا

اے اللہ تو ہمارے عیبوں کی پردہ پوشی کر اور ہمارے خوف کو امن و امان سے بدل دے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنۡتَ سُبۡحَانَكَ اِنِّیۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ

اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو پاک ہے۔ بے شک میں ظالموں میں سے ہوں۔

نزد نسیم ڈگری کالج، وارڈ نمبر 1 گوجر خان www.alamaat.com

Marfat.com

جس شخص کو کوئی جسمانی دکھ یا کوئی تکلیف ہو، وہ اپنا دایاں ہاتھ تکلیف کی جگہ رکھے اور تین مرتبہ بسم اللہ کہے اور سات مرتبہ یہ دعا پڑھے

## دعائیں

اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَاُحَاذِرُ

میں اللہ کی عزت اور قدرت کی پناہ لیتا ہوں۔ اس تکلیف کے شر سے جو مجھے ہو رہی ہے اور جس سے میں ڈر رہا ہوں۔

یَا حَلِیْمُ یَا کَرِیْمُ اشْفِ

اے بردبار، اے کرم کرنے والے تو اس شخص کو شفا دے دے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُنُوْنِ وَالْجُذَامِ وَسَيِّئِ الْاَسْقَامِ

اے اللہ مجھے پناہ دے برص (پھلبہری) سے اور دیوانگی سے اور جزام (کوڑھ) سے اور تمام بری (اور موذی) بیماریوں سے۔

رَبِّ اِنِّیْ لِمَا اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ

اے میرے رب جو کچھ تو نے میری طرف بھلائی کی شکل میں نازل کیا، میں اس کا محتاج ہوں۔

بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ اذْهَبْ حَرَّهَا وَبَرْدَهَا وَوَصَبَهَا

اللہ کے نام پر اے اللہ تو اس (نظرِ بد) کے گرم و سرد کو اور دکھ درد کو دور کر دے۔

اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ بَیْنَ قُلُوْبِنَا وَاَصْلِحْ ذَاتَ بَیْنِنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ

اے اللہ تو ہمارے دلوں میں باہمی الفت پیدا کر دے اور ہمارے باہمی معاملات (اور تعلقات) درست کر دے اور ہم کو سلامتی کے راستوں کی ہدایت فرما۔

رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا

اے ہمارے رب ہمیں بیویوں/شوہروں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں متقی لوگوں کا امام بنا۔

Marfat.com

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

اے اللہ میری کفایت کر اپنے حلال کردہ کے ساتھ اپنے حرام کردہ سے (بچا کر) اور مجھے اپنے فضل سے اپنے سوا ہر کسی سے بے پروا کر دے۔

اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِبَصَرِيْ وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّيْ وَاَرِنِيْ فِي الْعَدُوِّ ثَأْرِيْ وَانْصُرْنِيْ عَلٰى مَنْ ظَلَمَنِيْ

اللہ تو مجھے میری بینائی سے نفع پہنچا اور اس کو میرا وارث (یادگار) بنا دے اور میرے دشمن (کی زندگی) میں مرا بدلہ مجھے (اپنی آنکھوں سے) دکھا دے اور جو ظلم کرے مجھ پر اس کے خلاف میری مدد فرما۔

اَللّٰهُمَّ رَادَّ الضَّالَّةِ وَهَادِيَ الضَّلَالَةِ اَنْتَ تَهْدِيْ مِنَ الضَّلَالَةِ اُرْدُدْ عَلَيَّ ضَالَّتِيْ بِقُدْرَتِكَ وَسُلْطَانِكَ فَاِنَّهَا مِنْ عَطَآءِكَ وَفَضْلِكَ

اے اللہ گم ہوئی چیزوں کو واپس لانے اور بھٹکے ہوئے کو راہ دکھانے والے تو ہی بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھاتا ہے۔ تو اپنی قدرت اور طاقت سے میری کھوئی چیز کو دلا دے، اس لیے کہ وہ چیز تیری ہی دی ہوئی اور تیرے ہی فضل و انعام سے ہے۔

رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِيْ فِي السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ اَمْرُكَ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْاَرْضِ وَاغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ فَاَنْزِلْ شِفَاءً مِّنْ شِفَآءِكَ وَرَحْمَةً مِّنْ رَحْمَتِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجَعِ

ہمارا رب اللہ ہے جو آسمان میں ہے (اے ہمارے رب) تیرا نام پاک ہے تیرا حکم آسمان اور زمین میں (یکساں) ہے۔ تیری رحمت جیسے آسمان میں ہے ایسے ہی زمین میں بھی عام کر دے۔ ہمارے گناہ اور خطائیں معاف کر دے تو پاک لوگوں کا پروردگار ہے۔ بس تو اپنے (خزانہ شفا) سے شفا اور (خزانہ رحمت) سے رحمت فرما دے اس بیماری پر کہ یہ جاتی رہے۔

---

Marfat.com

# مطلعِ آثار

پروفیسر احمد رفیق اختر

Marfat.com